اُن دس جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی
جن کو دنیا ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ
سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ
سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ
سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

پروفیسر مولانا محمد رفیق مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عشرہ مبشرہ

اُن دس جلیل القدر صحابہ کرام کے حالاتِ زندگی

جن کو دنیا ہی میں حضورؐ نے جنتی ہونے کی بشارت دی

پروفیسر مولانا محمد رفیق

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ قرآنیات، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : عشرۂ مبشرہ

مرتبہ : پروفیسر مولانا محمد رفیق

ناشر : مکتبہ قرآنیات، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اُردو بازار لاہور۔ پاکستان
فون:5811297، موبائل: 0321-7724032
0333-4399812

اہتمام : حافظ تقی الدین

سن اشاعت : ستمبر

ملنے کے پتے

مکتبہ قرآنیات ، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

1۔ کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

2۔ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، راولپنڈی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

پیش لفظ ---------- 5

1- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ---------- 13

2- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ---------- 65

3- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ---------- 136

4- حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ---------- 195

5- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ---------- 231

6- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ---------- 239

7- حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ---------- 250

8- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ---------- 259

9- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ ---------- 268

10- حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ---------- 281

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

LIBRARY
Lahore Islamic University
Book No. 04495
Babar Block, Garden Town, Lahore

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا
(اقبالؒ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی پیغمبر کو ایسے مخلص اور جانثار ساتھی میسر نہ آ سکے جیسے حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام کی جماعت ہے۔

۱: قرآن اور صحابہ کرام:

قرآن مجید میں صحابہ کرام کی بڑی شان بیان ہوئی ہے اور اُن کی اعلیٰ صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر

۱ ..... ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ (التوبہ: 100)

''اور مہاجرین و انصار میں سے السابقون الاولون اور وہ جنہوں نے خوبی کے ساتھ اُن کی پیروی کی، اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔''

۲ ..... ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح: 29)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھی ہیں وہ کافروں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ تم انہیں رکوع اور سجدے میں دیکھو گے، وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی کی طلب میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی پیشانیوں پر سجدوں کا نشان ہے۔ ان کی یہ شان توریت میں بھی لکھی ہے اور انجیل میں بھی کہ ان کا عروج ایسے ہوگا جیسے ایک کھیتی ہو جس نے پہلے زمین سے اپنی سوئی نکالی۔ پھر اسے مضبوط کیا۔ پھر وہ اور موٹی ہوئی یہاں تک کہ اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔ وہ کسانوں کو اچھی لگتی ہے مگر کافروں کے دل کو جلاتی ہے۔''

اس کے علاوہ قرآن مجید میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی تذکرہ موجود ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نام بھی لیا گیا ہے۔ مہاجرین اور انصار کے اعلیٰ اوصاف بھی بیان ہوئے ہیں۔

2: احادیث اور صحابہ کرام:

احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ بہت سے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی مذکور ہوئے ہیں۔ پیغمبروں کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی مختلف درجات ہیں۔

(1)...... ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ......))

''سب سے بہترین زمانہ میرا ہے پھر اُن کا جو بعد میں آئیں پھر ان کا جو ان کے بعد آئیں گے۔''

گویا اس حدیث میں صحابہ کرام اور تابعین کو بھی خیر القرون (بہترین زمانہ) قرار دیا گیا ہے۔

(2)...... ایک متفق علیہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کردے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی صحابی کے مد (ایک پیمانہ) بلکہ اُس کے آدھے کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔"

(بخاری ومسلم)

(3)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میری امت میں سب سے رحم دل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اللہ کے دین کے معاملے میں سب سے سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، سب سے زیادہ حیا دار عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، سب سے بڑے قاضی علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ وراثت کے علم کے سب سے بڑے ماہر زید رضی اللہ عنہ (بن ثابت انصاری) ہیں۔ سب سے بڑے قاری اُبی رضی اللہ عنہ (بن کعب) ہیں، سب سے زیادہ حلال وحرام کو جاننے والے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔"

(ترمذی، مسند احمد)

3: صحابہ کرام کے بارے میں سلف کے اقوال:

(1)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا:

"جو شخص کسی کی پیروی کرنی چاہے تو اسے چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی پیروی کرے کیونکہ پوری اُمت میں اُن کے دل سب سے زیادہ پاکیزہ تھے۔ اُن کا علم سب سے گہرا تھا۔ وہ تکلف میں سب سے کم اور نیکی میں سب سے بڑھ کر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور اپنے دین کی اشاعت اور تقید کے لیے چن لیا تھا۔ لہٰذا اُن کی اس فضیلت اور برتری کو پہچانو اور اُن کے نقش قدم پر چلو۔"

(2)......ایک دفعہ ایک صحابی حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس خوارج کی ایک جماعت آئی۔ اُنھوں نے آپ سے کہا:

"ہم تمہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلاتے ہیں۔"

یہ سن کر حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حیرت کے ساتھ فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کیا تم مجھے اللہ کی کتاب کی طرف بلاتے ہو؟"

انہوں نے کہا: جی ہاں۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے اُن سے دوبارہ یہی سوال کیا تو انہوں نے پھر ہاں میں جواب دیا۔

اس پر حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فرمانے لگے:

"خبیثو! کیا تم ہمارے (صحابہ کرام کے) راستے کو چھوڑ کر کسی اور جگہ ہدایت تلاش کرتے ہو؟ کیا ہماری پیروی چھوڑ کر گمراہی اختیار کر رہے ہو؟ نکل جاؤ یہاں سے۔"

(3)......مشہور حضرت تابعی ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ

"کسی گروہ کے لیے گناہوں کا اتنا بوجھ ہی کافی ہے کہ اُس کے اعمال صحابہ کرام کے اعمال کے خلاف ہوں۔"

(4)......ایک اور تابعی حضرت عامر شعبی کا قول ہے کہ

"سلف یعنی صحابہ کرام کے اعمال و افعال کو اختیار کرو خواہ تمام لوگ تم سے الگ ہو جائیں۔ دوسرے لوگوں کی آرا کی پیروی سے بچو خواہ وہ اپنی آراء کو تمہارے سامنے نہایت خوش نما بنا کر پیش کریں۔"

(5)......امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سنت یعنی صحابہ کرام کے راستے پر ڈٹے رہو۔ وہ جہاں ٹھہریں تم بھی ٹھہر جاؤ۔ جس طرف تمہارے سلف صالحین یعنی صحابہ کرام چل پڑیں تم بھی اس طرف چل پڑو۔ اس راہ میں تمہارے لیے وہ سہولت اور گنجائش ہے جو ان کے لیے تھی۔ وہ جس بات کے قائل ہوں تم بھی اس بات کے قائل ہو جاؤ۔ جس چیز سے وہ رُکیں تم بھی رک جاؤ۔ اگر تمہارے موجودہ طریق کار میں کوئی بھلائی ہوتی تو وہ صرف تمہیں نہ ملتی بلکہ اسلاف یعنی صحابہ کرام بھی اس میں حصہ دار ہوتے کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم میں وہ خصوصیت نہیں کہ کوئی نیکی صحابہ کرام سے تو پوشیدہ رہے مگر تمہیں معلوم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن میں اپنا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا۔ اُن کو اُس کی صحبت سے سرفراز کیا۔ قرآن میں بھی اُن کی توصیف موجود ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ شریعت کے احکام کے بارے میں صحابہ کرام کے دائرہ فکر وعمل سے باہر نکل جانا بدعت ہے جو کسی صورت جائز نہیں۔

صحابہ کرام ہی کے ذریعے امت کو دین کی نعمت ملی ہے۔ اس ذریعے کو نا قابل اعتبار ٹھہرانے کا مطلب دین اسلام کو نا قابل اعتبار ٹھہرانا ہے۔

مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ اپنی مشہور عالم نظم 'مدو جزر اسلام' میں جو کہ 'مسدس حالی' کے نام سے معروف ہے صحابہ کرام کے بارے میں یہ کہا ہے:

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی صحبت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیموں کے، رانڈوں کے غم خوار بندے
رہِ کفر و باطل سے بیزار بندے
نشہ میں مئے حق کے سرشار بندے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکامِ دین پر جھکا دینے والے
خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے

ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف ان میں باہم دِگر تھا
تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آیند تر تھا

یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغِ گیتی

نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت
نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت
فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے اُمت کے ایسے نگہباں
ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپاں
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں
نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی
زمانہ میں ماں جائی بہنیں ہوں جیسی
رہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ اُن کی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُن کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ اُن کی
جہاں کر دیا نرم ، نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم ، گرما گئے وہ
کفایت جہاں چاہتے واں کفایت
سخاوت جہاں چاہتے واں سخاوت
حجی اور تلی دشمنی اور محبت
نہ بے وجہ اُلفت، نہ بے وجہ نفرت
جھکا حق سے جو، جھک گئے اُس سے بھی وہ
رُکا حق سے جو، رُک گئے اُس سے وہ بھی

۴: عشرہ مبشرہ:

عشرہ مبشرہ اُن دس صحابہ کرام کو کہا جاتا ہے جن کو نبی کریم ﷺ نے دنیا میں جنت کی بشارت دی۔

جامع ترمذی کی ایک حدیث میں عشرہ مبشرہ کے یہ نام آئے ہیں:

((عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ ، وَعَبْدُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ ، وَسَعِيدٌ فِي الْجَنَّةِ ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ .)) (ترمذی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابوبکر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، علی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، زبیر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔"

یہی حدیث سنن ابن ماجہ میں بھی آئی ہے جس کے راوی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہیں۔ جامع ترمذی میں بھی یہ حدیث سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

زیر نظر کتاب انہی دس صحابہ کرام یعنی عشرۂ مبشرہ کے حالاتِ زندگی پر مبنی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگ ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

والسلام

محمد رفیق، لاہور

24 ستمبر 2008ء

مطابق 23 رمضان المبارک 1429ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے آپ کا نام آتا ہے۔

1۔ ابتدائی حالات:

والصواب۔ عبد اللہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام اللہ تھا، کنیت ابوبکر اور عتیق لقب تھا۔ سراپا صداقت ہونے کی وجہ سے صدیق کا لقب بھی ملا۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ تھی۔ والدہ کا نام سلمٰی تھا۔ آپ قریش کی ایک شاخ بنوتیم سے تعلق رکھتے تھے۔ والد کی طرف سے چھ پشت اوپر آپ کا سلسلۂ نسب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا تھا۔

آپ فطری اور طبعی طور پر ایک نیک اور پرہیزگار شخص تھے۔ اسلام لانے سے پہلے بھی شراب، جوئے اور دوسرے برے کاموں سے دور رہے۔ عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس چھوٹے تھے لیکن بچپن سے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور ہم نشین تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو آپ بغیر کسی تردد کے فوراً سب سے پہلے ایمان لائے۔ آپ ایک دیانتدار تاجر تھے۔ اپنے قبیلے کے لوگوں کے فیصلے کرتے تھے۔ ایمان لانے کے بعد آپ نے اسلام کی دعوت دوسروں تک چپکے چپکے پہنچانی شروع کردی۔ آپ کی دعوت کے نتیجے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جیسے اکابر لوگ مسلمان ہوگئے۔

آپ نے بہت سے مظلوم مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو ان کے مالکوں سے خرید کر آزاد کیا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریش کے ایک کافر و مشرک سردار عقبہ بن ابی معیط نے آ کر حضور ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر زور سے آپ ﷺ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اس کافر کو کندھوں سے پکڑ کر پیچھے ہٹایا اور فرمایا:

((اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ))

[صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابہ، حدیث: 3678]

''کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے''

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحن حرم میں توحید کی تبلیغ شروع کی تو مشرکین آپ پر ٹوٹ پڑے انہوں نے آپ کو اتنا مارا پیٹا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔

جب کفار مکہ کی سختیوں اور زیادتیوں کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد مدینے ہجرت کرنے کا حکم دیا تو اس مبارک سفر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی رفاقت اور ہمراہی کی سعادت حاصل ہوئی۔

ہجرت کا سفر شروع ہوا تو نبی ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے اور دونوں غارِ ثور میں چھپ گئے۔ مشرکین ڈھونڈتے پھرتے وہاں تک آ پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا:

''اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کے نیچے نگاہ ڈالے تو ہمیں دیکھ لے گا۔''

حضور ﷺ نے فرمایا:

''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تمہارا کیا خیال ہے ان دو کے بارے میں جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو؟''

یہ عظیم واقعہ قرآن مجید میں اس طرح بیان ہوا ہے:

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾

(التوبة: 40)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر تم اللہ کے رسول ﷺ کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ (تو اس کا مددگار ہے جس) نے اس کی مدد فرمائی جب کافروں نے اسے گھر سے نکال دیا اور وہ دو آدمی تھے اور وہ غار میں تھے اس وقت اس نے اپنے ساتھی سے کہا: غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کئی فضائل مذکور ہو گئے ہیں۔ ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ کئی غزوات میں حصہ لیا۔

غزوۂ بدر میں آپ تلوار لیے حضور ﷺ کی خاطر پہرہ دیتے رہے اور جنگ کے بارے میں آپ نے کئی قیمتی مشورے دیے۔

غزوۂ احد میں جب ایک دفعہ مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان چند صحابہ کرام میں شامل تھے جو نبی ﷺ کی حفاظت کرتے رہے اور میدان میں ڈٹے رہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ بعض صحابہ کو اس صلح کی کچھ شرائط ناگوار گزری تھیں لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ مطمئن تھے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ کر رہے ہیں وہی درست ہے۔

غزوۂ خیبر میں بھی آپ نے شرکت کی تھی۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر جب آپ نے حضور ﷺ کی اپیل پر اپنے گھر کا سارا سامان اللہ کی راہ میں دے دیا تو حضور ﷺ نے پوچھا:

''ابوبکر رضی اللہ عنہ! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟''

عرض کیا: وہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں''

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ ایثار تھا جو کسی اور صحابی کو نصیب نہ تھا۔ اسی موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا اللہ کی راہ میں دیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے آپ کو 8 ہجری میں امیر الحج مقرر کیا اور آپ کی امارت میں مسلمانوں نے پہلا حج کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت میں آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق آخری چند دنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں صحابہ کرام کی امامت فرمائی تھی۔

پھر جب نبی کریم ﷺ نے انتقال فرمایا تو اس نازک اور غم ناک موقع پر صحابہ کرام ڈگمگا گئے مگر حضرت ابوبکر صدیق کے پائے استقلال میں ذرا لغزش نہ آئی۔ آپ نے لوگوں کو دلاسا دیا اور حضور ﷺ کی وفات کا اعلان خطبے میں اس طرح فرمایا کہ:

((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝﴾)) (آل عمران:144)

”تم میں سے جو کوئی (حضرت) محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو (حضرت) محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں، اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اس کے لیے موت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: محمد ﷺ ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو گزرے ہیں اب اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھر جائے گا تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا اور اللہ شکر گزاروں کو اجر دے گا“

آپ کے اس اعلان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام کو نبی کریم ﷺ کی وفات کا یقین ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ خلافت صدیقی

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا۔

خلیفہ بنتے ہی آپ کو بڑے مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے سامنے بڑے مسائل تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ نے حالات پر قابو پایا اور ایک مستحکم اسلامی ریاست کی تجدید فرما دی۔

خلیفہ بنتے ہی آپ نے سب سے پہلے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

"اے لوگو! مجھے تم پر خلیفہ بنایا گیا ہے حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں نیکی کا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں برائی کروں تو میری اصلاح کرنا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تمہارا کمزور شخص بھی میرے نزدیک طاقت ور ہے جب تک میں اس کا حق ادا نہ کروں اور تمہارا طاقت ور فرد میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے دوسروں کا حق نہ دلا دوں۔ جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اسے مصائب میں گرفتار کر دیتا ہے۔ تم لوگ اس وقت تک میری اطاعت کرنا جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں"

خلافت کے آغاز ہی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے اپنے عزم وحوصلے اور فہم وفراست سے جلد ہی ان سب پر قابو پالیا۔

نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد بعض عرب قبائل مرتد ہو گئے۔ کچھ نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ بعض افراد نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ ایران اور روم کی طرف سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرحدوں پر بھی خطرات تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں وہ لشکر بھیجا جسے حضور ﷺ نے اپنی رحلت سے قبل روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ اگرچہ ظاہری حالات کچھ ایسے تھے اور بعض صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ موجودہ حالات میں یہ لشکر نہ بھیجا جائے۔ مگر یہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی استقامت اور ایمان کی پختگی تھی کہ آپ نے وہ لشکر روانہ کرنے کا فیصلہ فرمایا اور کہا کہ میں ایسے لشکر کو روکنے کا اختیار نہیں رکھتا جسے حضور ﷺ نے بھیجنے کا فیصلہ فرما دیا تھا۔

پھر آپ نے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف کارروائی شروع کی اور جھوٹے نبیوں کی سرکوبی کی۔ نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں میں مسیلمہ کذاب، طلیحہ، اسود عنسی شامل تھے۔ آپ نے مختلف لشکر بھیج کر مرتدین، مانعین زکوٰۃ اور جھوٹے نبیوں کے فتنوں کا خاتمہ کیا۔

آپ کو زکوٰۃ نہ دینے والے قبائل کے خلاف جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ ان صحابہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے مگر آپ نے اس کے باوجود مانعین زکوٰۃ کے خلاف کارروائی کی اور فرمایا:

> ''اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ زکوٰۃ کی ایک اونٹ کی رسی بھی ادا کرنے سے انکار کریں گے تو میں ان کے خلاف اکیلا جہاد کروں گا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ ہو اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی ہو۔ آج یہ لوگ زکوٰۃ سے منحرف ہو رہے ہیں کل کو یہ لوگ اسلام کے دوسرے احکامات سے بھی منحرف ہو جائیں گے''

آپ کی اس تقریر کے بعد تمام صحابہ بشمول حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی اصابت رائے کے قائل ہو گئے اور سب نے مل کر مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا اور منکرین زکوٰۃ خود اپنی زکوٰۃ لے کر مدینے حاضر ہوئے۔

آپ کے زمانہ خلافت میں کئی علاقے فتح ہوئے اور ان کو اسلامی سلطنت میں شامل کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔

آپ کی وفات 63 برس کی عمر میں 13 ہجری (634ء) میں ہوئی۔ آپ کا زمانہ خلافت کل دو سال تین ماہ تھا۔

3۔آپ کے فضائل:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امت مسلمہ کے افضل ترین شخص ہیں۔آپ سب سے پہلے خلیفہ رسول ﷺ تھے۔آپ ان عشرہ مبشرہ میں سے تھے جن دس صحابہ کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔

آپ نہایت سچے انسان تھے اس لیے صدیق کہلاتے تھے۔سادہ مزاج،عبادت گزار ایثار پیشہ اور مہمان نواز تھے۔نہایت بہادری اور عزم و ہمت کے مالک تھے۔معاملہ فہم اور دیانت دار تھے۔آپ نے قرآن مجید جمع کیا اور اسے ایک ہی جلد میں لکھوایا جو اس سے پہلے ایک جلد میں جمع نہ تھا بلکہ مختلف اشیاء پر لکھا ہوا متفرق تھا۔آپ نے بڑے مشکل حالات میں امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کی اور رہنمائی فرمائی۔مردوں میں سے آپ سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ساری عمر نبی کریم ﷺ کی رفاقت میں گزاری۔آپ کی قبر بھی روضہ اقدس میں رسول ﷺ کے ساتھ بنی۔گویا جس طرح زندگی میں رفاقت کی اسی طرح موت کے بعد بھی رفاقت ہوئی۔

صحیح احادیث میں آپ کے بہت سے فضائل و مناقب موجود ہیں۔صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کے مجمع میں فرمایا:

((اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مَالِهِ وَصُحْبَتِهِ اَبُوْبَكْرٍ ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا ، وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ ، لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِيْ بَكْرٍ))

[صحیح بخاری ، کتاب فضائل صحابہ ، حدیث 6170]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لوگوں میں مجھ پر اپنی رفاقت اور مال خرچ کرنے کے لحاظ سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں (دنیا میں) رب کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن ان سے اسلامی بھائی چارہ اور محبت ہے۔ مسجد میں جس کا دروازہ یا کھڑکی ہو وہ اس کو بند کر دے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دراوزے (یا کھڑکی) کو بند نہ کیا جائے''

ترمذی میں ہے کہ:

''مجھ پر جس کسی کا بھی احسان تھا وہ میں نے دنیا ہی میں چکا دیا لیکن ابوبکر کا جو احسان ہے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی چکائے گا۔ مجھے جتنا ابوبکر کے مال نے فائدہ دیا کسی اور کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا''

[ابواب المناقب، حدیث نمبر : 3661]

صحیح بخاری میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَاَتَیْتُهُ فَقُلْتُ: اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: اَبُوْهَا فَقُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَعَدَّ رِجَالًا))

[صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابه، حدیث : 3662]

''اسے (مجھے) نبی ﷺ نے لشکر ذات سلاسل کے لیے بھیجا تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

آپ ﷺ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا سے

میں نے عرض کیا: مردوں میں کس سے؟

فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد سے۔

میں نے عرض کیا: اس کے بعد کس سے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی اور لوگوں کے نام لیے"

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالاتِ زندگی

نام ونسب:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن ابوقحافہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر بن کعب بن سعد ہے۔ یہ ابوقحافہ کی چچا زاد بہن تھیں اور ام الخیر کے نام سے مشہور تھیں۔ آپ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا نام سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ کو زمانہ جاہلیت میں عبدالکعبہ کہا جاتا تھا۔ آپ کا نام عتیق بھی تھا۔ مگر جلال الدین سیوطی "تاریخ الخلفاء" میں لکھتے ہیں کہ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عتیق آپ کا نام نہ تھا بلکہ لقب تھا۔

تمام امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے بے خوف ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلا تامل تصدیق فرمائی اور صدق کو اپنے لیے لازم کرلیا معراج کے متعلق بھی آپ نے کفار کے مقابلہ میں ثابت قدمی دکھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال دو مہینے چھوٹے تھے لیکن بعض لوگوں نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے تھے آپ مکہ میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی تجارت کی غرض سے آپ باہر سفر میں بھی جایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مدینہ میں ہی داعی اجل کو لبیک کہا۔

عہد جاہلیت

زمانہ جاہلیت میں قریش کی شرافت وحکومت دس خاندانوں میں منحصر ومنقسم تھی ان معزز و سردار خاندانوں کے نام یہ ہیں:

(۱) ہاشم (۲) امیہ (۳) نوفل (۴) عبدالدار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) اسد (٦) تمیم (۷) مخزوم (۸) عدی
(۹) جمح (۱۰) سہم

ان میں بنو ہاشم کے متعلق سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا بنو نوفل کے متعلق بے زاد حاجیوں کو توشہ دینا بنو عبدالدار کے پاس خانہ کعبہ کی کنجی اور دربانی تھی بنو اسد کے متعلق مشورہ اور دارالندوہ کا اہتمام تھا۔ بنو تمیم کے متعلق خوں بہا اور تاوان کا فیصلہ تھا بنو عدی کے متعلق سفارت اور قومی مفاخرت کا کام تھا بنو جمح کے پاس شگون کے تیر تھے بنو سہم کے متعلق بتوں کا چڑھاوا رہتا تھا۔ بنو تمیم میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خون بہا اور تاوان کا فیصلہ کرتے تھے جس کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مان لیتے تمام قریش اس کو تسلیم کرتے اگر کوئی دوسرا اقرار کرتا تو کوئی بھی اس کا ساتھ نہ دیتا تھا اسی طرح بنو عدی میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سفارت کی خدمت انجام دیتے اور میدان جنگ میں بھی سفیر بن جاتے اور مقابلہ میں قومی مفاخر بیان کرتے تھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علاوہ اس شرف وفضیلت کے کہ وہ اپنے قبیلے کے سردار اور منجملہ دس سرداران قریش کے ایک سردار تھے، مال و دولت کے اعتبار سے بھی بڑے متمول اور صاحب اثر تھے آپ قریش میں بڑے بامروت اور لوگوں پر احسان کرنے والے تھے مصائب کے وقت صبر واستقامت سے کام لیتے اور مہمانوں کی خوب مدارات وتواضع بجا لاتے لوگ اپنے معاملات میں آپ سے آ کر مشورہ لیا کرتے اور آپ کو اعلیٰ درجہ کا صائب الرائے سمجھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ انساب اور اخبار عرب کے بڑے ماہر تھے آپ طبعاً برائیوں اور کمینہ خصلتوں سے محترز رہتے تھے آپ نے جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کبھی شراب پی ہے آپ نے فرمایا نعوذ باللہ کبھی نہیں اس نے پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے بدن سے بو آئے اور مروت زائل ہو جائے۔ یہ گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں روایت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خیر مجسم بے عیب سلیم الطبع اور حق پسند وحق پرور تھے یہی سبب تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دعوت اسلام پیش کی تو آپ نے کچھ بھی پس و پیش نہ کیا، فوراً قبول کر لیا اور نصرت و امداد کا وعدہ فرمایا پھر وعدہ کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کر دکھایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بجز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جس کو میں نے اسلام کی دعوت دی اس نے کچھ نہ کچھ پس و پیش ضرور کیا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بجز نبی کے اور کسی پر جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو آفتاب طلوع نہ ہوا چونکہ آپ قریش میں ہر دل عزیز تھے اس لیے بہت سے لوگ آپ کے سمجھانے سے ایمان لے آئے جن میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جیسے حضرات شامل تھے۔

عہد اسلام

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ سیدنا میمون بن مہران سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہوں نے یہ سن کر سخت غصہ کیا اور فرمانے لگے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں ان دونوں میں موازنہ کئے جانے کے وقت تک زندہ رہوں گا ارے یہ دونوں اسلام کے لیے بمنزلہ سر کے تھے مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لڑکوں میں سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائی تھیں۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا آپ نے اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت میں ہجرت کی غار میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا لڑائیوں میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل۔ جنگ بدر میں سیدنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ مشرکین کے لشکر میں شامل تھے جب وہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے اپنے والد ماجد یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بدر کے روز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کئی مرتبہ میرے تیر کی زد میں آئے مگر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا آپ نے فرمایا اگر مجھے ایسا موقعہ ملتا تو میں تجھے بغیر نشانہ بنائے نہ رہتا۔"

شجاعت:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں سے سوال کیا کہ تمہارے نزدیک شجاع ترین کون شخص ہے، سب نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑے سے لڑتا ہوں یہ کوئی شجاعت نہیں تم شجاع ترین شخص کا نام لو سب نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شجاع ترین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک سائبان بنایا تھا ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کون رہے گا کہ مشرکین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے سے باز رکھے قسم اللہ تعالیٰ کی ہم میں سے کسی شخص کو ہمت نہ پڑی، مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کسی کو پاس نہ پھٹکنے دیا اور جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس پر حملہ آور ہوئے۔۔۔ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھسیٹنے لگے اور کہنے لگے کہ تو ہی ہے جو ایک اللہ تعالیٰ بتاتا ہے واللہ کسی کو کفار کے مقابلے کی جرأت نہ ہوئی مگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے وہ کفار کو مار مار کر ہٹاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ ہائے افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے یہ فرما کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمانے لگے بھلا یہ تو بتاؤ کہ مومن آل فرعون اچھے ہیں یا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لیکن جب لوگوں نے جواب نہ دیا تو فرمایا کہ جواب کیوں نہیں دیتے، واللہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت ان کی ہزار ساعت سے بہتر ہے وہ تو ایمان کو چھپاتے تھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا۔

سخاوت:

آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ سخی تھے ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِىْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكّٰى﴾ کے شان نزول آپ رضی اللہ عنہ ہی ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال سے نفع پہنچا ہے کسی کے مال سے نہیں پہنچا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو کر فرمانے لگے کہ میں اور میرا مال کیا چیز ہے جو کچھ ہے سب آپ ﷺ کا ہی ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال میں ویسا ہی تصرف فرماتے تھے جیسا اپنے مال میں جس روز سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس روز ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے آپ نے وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ پر خرچ کر دیئے۔

ایک روز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیش عسرت یا جنگ تبوک کے چندہ کا تذکرہ فرما کر کہنے لگے رسول اللہ ﷺ نے جب ہمیں مال صدقہ کرنے کا حکم دیا تو میں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مال صدقہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور اپنا نصف مال صدقہ کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اپنے اہل وعیال کے واسطے کچھ چھوڑا ہم ہے، نے عرض کیا کہ باقی نصف اتنے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لیے ہوئے آ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی وہی سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ اہل وعیال کے لیے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کافی ہیں میں نے یہ دیکھ کر کہا کہ میں کبھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی بات میں نہ بڑھ سکوں گا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سب کا احسان اتار چکا ہوں البتہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا احسان باقی ہے اس کا بدلہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ دے گا کسی شخص کے مال سے مجھے اتنا فائدہ نہیں ہوا جتنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال سے۔

علم وفضل:

آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ عالم اور ذکی تھے جب کسی مسئلہ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں اختلاف واقع ہوتا تو وہ مسئلہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا جاتا آپ اس پر جو حکم لگاتے وہ عین صواب ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن شریف کا علم آپ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ تھا اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز میں امام بنایا سنت کا علم بھی آپ کو کامل تھا اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مسائل سنت میں آپ ہی سے رجوع کرتے تھے آپ کا حافظہ بھی قوی تھا آپ نہایت ذکی الطبع تھے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحبت ابتدائے بعثت سے وفات تک حاصل رہا زمانہ خلافت میں جب کوئی معاملہ پیش آتا تو آپ قرآن شریف میں اس مسئلہ کو تلاش فرماتے اور اگر قرآن شریف میں نہ ملتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے موافق فیصلہ کرتے اور اگر کوئی ایسا قول وفعل معلوم نہ ہوتا تو باہر نکل کر لوگوں سے دریافت فرماتے کہ تم نے کوئی حدیث اس معاملہ کے متعلق سنی ہے؟ اگر کوئی صحابی ایسی حدیث بیان نہ فرماتے تو آپ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع فرماتے اور ان کی کثرت رائے کے موافق فیصلہ صادر فرماتے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرب بھر کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص بڑے نساب تھے حتی کہ جبیر بن مطعم جو عرب کے بڑے نسابوں میں شمار ہوتے تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خوشہ چیں تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے علم نسب عرب کے سب سے بڑے نساب سے سیکھا ہے۔

علم تعبیر میں بھی آپ کو سب سے زیادہ فوقیت حاصل تھی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ رضی اللہ عنہ خوابوں کی تعبیر بتایا کرتے تھے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے بڑے معبر ہیں آپ سب سے زیادہ فصیح تقریر کرنے والے تھے بعض اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ فصیح سیدنا ابوبکر وسیدنا علی رضی اللہ عنہما تھے، تمام صحابہ میں آپ کی عقل کامل اور اصابت رائے مسلم تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بارہا فرمایا ہے کہ اس امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ کو ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا میں اس کے درے لگاؤں گا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحم کریں کہ اس نے اپنی بیٹی مجھے زوجیت میں دی اور مجھے مدینہ تک پہنچایا اور بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، حق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کہتے ہیں خواہ کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ تعالیٰ عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم کرے کہ ان سے فرشتے حیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تعالیٰ علی رضی اللہ عنہ پر رحم کرے الٰہی جہاں علی رضی اللہ عنہ ہو حق اس کے ساتھ رکھ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بالا جماع خلیفہ بنایا کیونکہ اس وقت دنیا کے پردے پر ان سے بہتر آدمی نہ ملا۔

حسن معاشرت:

سیدنا عطاء بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بیعت خلافت کے دوسرے دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو چادریں لیے ہوئے بازار کو جاتے تھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا بازار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب آپ یہ دھندے چھوڑ دیں۔ آپ مسلمانوں کے امیر ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا پھر میں اور میرے اہل وعیال کہاں سے کھائیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کام سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیجئے چنانچہ دونوں اصحاب سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا اور میرے اہل وعیال کا نفقہ مہاجرین سے وصول کر دیا کرو ہر چیز معمولی حیثیت کی چاہیے گرمی اور جاڑے کے کپڑوں کی بھی ضرورت ہوگی جب پھٹ جایا کریں گے تو ہم واپس کر دیا کریں گے اور نئے لے لیا کریں گے چنانچہ سیدنا ابوعبیدہ ہر روز آپ کے یہاں آدھی بکری کا گوشت بھیج دیا کرتے تھے۔

سیدنا ابوبکر بن حفص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مسلمانوں کے کام کی اجرت میں میں نے کوڑی پیسے کا فائدہ حاصل نہیں کیا سوائے اس کے کہ موٹا جھوٹا کھا پہن لیا اس وقت مسلمانوں کا تھوڑا یا بہت کوئی مال سوائے اس حبشی غلام اونٹنی اور پرانی چادر کے میرے پاس نہیں ہے اور جب میں مر جاؤں تو ان سب کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد یہ اونٹنی جس کا دودھ ہم پیتے تھے اور یہ بڑا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیالہ جس میں ہم کھاتے تھے، اور یہ چادریں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا کیونکہ میں نے ان چیزوں کو بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیت المال سے لیا تھا جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ چیزیں پہنچیں تو انہوں نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے کہ میرے واسطے کیسی کچھ تکلیف اٹھائی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں کبھی مال و دولت جمع نہیں ہونے دیا جو کچھ آتا مسلمانوں کے لیے خرچ کر دیتے فقراء و مساکین پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیتے تھے کبھی گھوڑے اور ہتھیار خرید کر فی سبیل اللہ دے دیتے کبھی کچھ کپڑے لے کر غرباء صحرانشین کو بھیج دیتے حتیٰ کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات کے بعد معہ اور چند صحابیوں کے بیت المال کا جائزہ لیا تو بالکل خالی پایا۔

محلہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں لے کر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ جایا کرتیں اور آپ سے دودھ دوہا کر لے جاتیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت سے آدمیوں میں اس طرح مل جل کر بیٹھتے کہ کوئی پہچان بھی نہ سکتا تھا کہ ان میں خلیفہ کون ہے؟

خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ کے اہم واقعات

بیعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حال سن کر ایک طرف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگ جمع ہو گئے تھے ان میں قریباً سب مہاجرین تھے کیونکہ مہاجرین کے مکانات اسی محلہ میں زیادہ تھے یہاں انصار بہت کم تھے دوسری طرف بازار کے متصل سقیفہ بنی ساعدہ میں مسلمانوں کا اجتماع تھا اس مجمع میں تقریباً سب انصار ہی تھے کوئی ایک دو مہاجر بھی اتفاقاً وہاں موجود تھے اسلام کی ابتداء اور اس کی نشوونما مخالفین کی کوششیں جنگ و پیکار کے ہنگامے شرک کا مغلوب و معدوم ہونا اور اسلامی قانون و اسلامی آئین کے سامنے سب کا گردنیں جھکا دینا سب کچھ ان لوگوں کے پیش نظر تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ نظام اب وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں اسی وقت بحسن و خوبی قائم رہ سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین منتخب کر لیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد نبوی ﷺ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شدید جذبہ نے لوگوں کو کچھ سوچنے اور مسئلہ خلافت پر غور کرنے کا موقع ہی نہ دیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات نبوی ﷺ کی خبر سن کر اگر جلد یہاں نہ پہنچ جاتے تو اللہ جانے مسجد نبوی ﷺ میں عشاق نبوی ﷺ کی یہ حیرت و اضطراب کی حالت کب تک قائم رہتی لیکن دوسرے مجمع کی جو سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی نشست گاہ میں تھا یہ حالت نہ تھی وہاں انتخاب خلیفہ کے متعلق گفتگو ہوئی چونکہ وہ مجمع انصار ہی کا تھا اور ایک سردار قبیلہ کی نشست گاہ میں تھا جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور قبیلہ خزرج تعداد نفوس اور مال و دولت میں انصار کے دوسرے قبیلہ اوس سے فائق و برتر تھا، لہٰذا اس مجمع کی گفتگو اور اظہار خیالات کا نتیجہ یہ تھا کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ یعنی جانشین رسول اللہ ﷺ تسلیم کیا جائے۔

جب اس خبر کی اطلاع مسجد نبوی میں پہنچی تو وہاں موجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اجمعین کو لے کر سقیفہ بنی ساعدہ روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مختصر تقریر کی اور فرمایا کہ ''اوّل مہاجرین امراء ہوں گے اور انصار وزراء'' اور یہ حدیث بھی پیش فرمائی کہ ''اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَیْشٍ'' امام یعنی خلیفہ قریش میں سے ہوں گے۔

تمام مجمع پر سکون و خاموشی طاری ہوگئی اور خلافت کے متعلق مہاجرین اور انصار کا نزاع یکایک دور ہو گیا اب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں، تم ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لو، سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہاجرین میں سب سے افضل ہیں یہ غار میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق تھے نماز کی امامت کرانے میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنا قائم مقام بنایا کیونکہ نماز امور دین میں سب سے افضل شے ہے پس سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا خلافت و امارت کا مستحق نہیں ہوسکتا یہ فرمانے کے بعد سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے بعد سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا بشر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن سعد انصاری نے بیعت کی اور ان کے بعد چاروں طرف سے لوگ بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے یہ خبر باہر پہنچی اور لوگ سنتے ہی دوڑ پڑے غرض تمام مہاجرین و انصار نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بلا اختلاف متفقہ طور پر بیعت کر لی۔

انصار میں سے صرف سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اور مہاجرین میں سے ان لوگوں نے جو تجہیز و تکفین کے کام میں مصروف تھے اس وقت سقیفہ بنوساعدہ میں بیعت نہیں کی، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر بعد اسی روز سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ وطلحہ رضی اللہ عنہ نے مہاجرین میں سے چالیس روز تک محض اس شکایت کی بنا پر بیعت نہیں کی کہ سقیفہ بنوساعدہ کی بیعت میں ہم کو کیوں شریک مشورہ نہیں کیا گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ کی فضیلت و استحقاق خلافت کا منکر نہیں ہوں لیکن شکایت یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں آپ نے سقیفہ بنوساعدہ میں ہم سے مشورہ کیے بغیر کیوں لوگوں سے بیعت لی آپ اگر ہم کو وہاں بلوا لیتے تو ہم بھی سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا مجھ کو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ عزیز و محبوب ہے میں سقیفہ میں بیعت لینے کی غرض سے نہیں گیا تھا بلکہ مہاجرین و انصار کے نزاع کا رفع کرنا نہایت ضروری تھا دونوں فریق لڑنے اور مارنے مرنے پر تیار تھے میں نے خود اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے خود بالاتفاق میرے ہاتھ پر کی اگر اس وقت میں بیعت لینے کو ملتوی رکھتا تو اس اندیشہ اور خطرہ کے دوبارہ زیادہ طاقت سے نمودار ہونے کا قوی احتمال تھا تم جب کہ تجہیز و تکفین کے کام میں مصروف تھے تو میں اس عجلت میں تم کو کیسے وہاں سے بلوا سکتا تھا۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے یہ باتیں سن کر فوراً شکایت واپس لی اور اگلے روز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مجمع عام کے روبرو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

بیعت سقیفہ سے واپس آ کر اگلے روز تجہیز و تکفین نبوی ﷺ سے فارغ ہو کر مسجد نبوی میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر بیعت عامہ لی بعد ازاں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد و نعت کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ

''میں تمہارا سردار بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں پس اگر میں نیک کام کروں تو تمہارا فرض ہے کہ میری مدد کرو اور اگر میں کوئی غلط راہ اختیار کروں تو تمہارا فرض ہے کہ تم مجھ کو سیدھے راستے پر قائم کرو، راستی و راست گفتاری امانت ہے اور دروغ گوئی خیانت، تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلوا دوں اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک کہ میں اس سے حق نہ لے لوں تم لوگ جہاد کو ترک نہ کرنا جب کوئی قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے تو وہ ذلیل ہو جاتی ہے جب تک میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو جب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم میرا ساتھ چھوڑ دو کیونکہ پھر تم پر میری اطاعت فرض نہیں ہے''۔

اس روز 33 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

بیعت سقیفہ کے بعد مدینہ منورہ اور مہاجرین و انصار میں اس اختلاف کا نام و نشان بھی کہیں نہیں پایا گیا جو بیعت سے چند منٹ پیشتر مہاجرین و انصار میں موجود تھا یہ بھی ایک سب سے بڑی دلیل اس امر کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو براہ راست درس گاہ نبوی ﷺ سے مستفیض ہوئے تھے پورے طور پر دین کو دنیا پر مقدم کر چکے تھے اور دنیا میں کوئی گروہ اور کوئی جماعت ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی۔

جب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ۳۳ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن میں بطیّب خاطر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر تمام ملک عرب اور سارے مسلمانوں نے آپ کو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کر لیا تو خلافت صدیقی سے بڑھ کر کوئی دوسرا اجماع امت نظر نہیں آتا۔

لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند ماہ پیشتر یمن ونجد کے علاقوں میں اسود ومسیلمہ کے فتنے نمودار ہو چکے تھے ان ملکوں کے باشندے نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے ابھی وہ پورے طور پر اسلام اور حقیقت اسلام سے واقف بھی نہ ہونے پائے تھے کہ جھوٹے مدعیان نبوت کے شیطانی فتنے نمودار ہوئے اور یہ نومسلم لوگ ان کے فریب میں آ گئے نجد کی طرف تو وہی کیفیت برپا تھی لیکن وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر اسود عنسی کا کام ہو چکا تھا مگر یمن کی طرف ابھی زہریلے اثر اور سامان فتن کا کلی استیصال نہیں ہوا تھا۔ وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر تمام براعظم عرب میں نہایت سرعت اور برق رفتاری کے ساتھ پھیل گئی اس خبر نے ایک طرف جدید الاسلام اور محتاج تعلیم قبیلوں کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر دی دوسری طرف جھوٹے مدعیان نبوت کے حوصلوں اور ہمتوں میں اضافہ کر کے ان کے کاروبار میں ترقی پیدا کر دی ہر ملک اور ہر قوم میں واقعہ پسند اور فتنہ پرداز لوگ بھی ہر زمانہ میں ہوا ہی کرتے ہیں اس قسم کے لوگوں کو بھی ازسرنو اپنی شرارتوں کے لیے مناسب مواقع میسر آئے شہرت طلب افراد اور حکومت پسند قبائل بھی اپنی مطلق العنانی اور تن آسانیوں کے لیے تدابیر سوچنے لگے نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف سے ارتداد کی خبریں آنی شروع ہوئیں یہ خبریں اس تسلسل اور اس کثرت سے مدینہ میں آئیں کہ ان کو سن سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کے سامنے مصائب وآلام اور ہموم وغموم کے پہاڑ تھے اور ان کے دل ودماغ پر اتنا بوجھ پڑ گیا تھا کہ انہوں نے اگر درس گاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آغوش رسالت میں صبر واستقامت کی تعلیم نہ پائی ہوتی تو ان کی اور اسلام کی بربادی بہ ظاہر یقینی تھی سوائے مدینہ مکہ اور طائف کے باقی تمام براعظم عرب میں فتنہ ارتداد کے شعلے پوری قوت اور اشتداد کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ بھڑک اٹھے تھے ساتھ یہ خبریں بھی پہنچیں کہ مدینہ منورہ پر ہر طرف سے حملوں کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

٭ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے مرض الموت میں شام کی جانب رومیوں کے مقابلہ کو لشکر اسلام کے ساتھ روانہ فرمایا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی علالت کے رو بہ ترقی ہونے کے سبب یہ لشکر رکا ہوا تھا اب بعد وفات نبوی ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو روانہ کرنا چاہا تو صحابہ کرام نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ایسی حالت میں جب کہ ہر طرف سے ارتداد کی خبریں آ رہی ہیں اور مدینے پر حملے ہونے والے ہیں اس لشکر کی روانگی کو ملتوی کر دیا جائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قوت ایمانی قوت قلب ہمت وشجاعت اور حوصلہ واستقامت کا اندازہ کریں کہ انہوں نے جواب دیا کہ اگر مجھے کو اس بات کا بھی یقین دلایا جائے کہ اس لشکر کے روانہ کرنے کے بعد مجھے کو مدینہ میں کوئی درندہ تنہا پا کر پھاڑ ڈالے گا تب بھی میں اس لشکر کی روانگی کو ہرگز ملتوی نہ کروں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا تھا چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ تمام وہ لوگ جو لشکر اسامہ میں شامل تھے روانگی کی تیاری کریں اور مدینہ کے باہر لشکر گاہ میں جلد جمع ہو جائیں۔

٭ اس حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے باپ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے اس لیے بعض لوگوں کے دلوں میں ان کی سرداری سے انقباض تھا نیز سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت صرف سترہ سال تھی اس لیے بعض لوگوں کی خواہش تھی کہ کوئی معمر قریشی سردار مقرر فرمایا جائے۔

٭ لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس لشکر کے روانہ کرنے سے اگر تمام بستی خالی ہو جائے اور میں تن تنہا رہ جاؤں اور درندے مجھ کو اٹھا کر لے جائیں تب بھی اس لشکر کی روانگی ملتوی نہیں ہو سکتی پھر انصار کا پیغام سن کر فرمایا کہ ان کے دلوں میں ابھی تک فخر وتکبر کا اثر باقی ہے یہ کہہ کر آپ خود اٹھے اور اس لشکر کو رخصت کرنے کے لیے پیدل مدینے سے باہر لشکر گاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک تشریف لائے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو معہ لشکر رخصت کیا اور خود سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی رکاب میں باتیں کرتے چلے گئے، سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا تو آپ سوار ہو جائیے یا میں سواری سے اتر کر پیدل چلتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں سوار نہ ہوں گا اور تم کو سواری سے اترنے کی ضرورت نہیں اور میرا کیا نقصان ہوگا اگر میں تھوڑی دور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بطریق مشایعت تمہاری رکاب میں پیدل چلوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ طریق عمل انصار کے اس مذکورہ پیغام کا کافی جواب تھا آپ رضی اللہ عنہ کو سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی رکاب میں اس طرح پیدل چلتے ہوئے دیکھ کر تمام لشکر حیران رہ گیا اور سب کے دلوں سے وہ انقباض دور ہو گیا اور اس کی جگہ فرمانبرداری اور خلوص کے جذبات پیدا ہو گئے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا اُسامہ رضی اللہ عنہ کو ان کی سواری کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے ہوئے مندرجہ ذیل باتوں کی نصیحت اور وصیت کی آپ نے فرمایا:

(۱) خیانت نہ کرنا (۲) جھوٹ نہ بولنا (۳) بدعہدی نہ کرنا (۴) بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا (۵) کسی ثمر دار درخت کو نہ کاٹنا اور نہ جلانا (۶) کھانے کی ضرورت کے سوا اونٹ بکری گائے وغیرہ کو ذبح نہ کرنا (۷) جب کسی قوم پر گذرو تو اس کو نرمی سے اسلام کی طرف بلاؤ (۸) جب کسی سے ملو اس کے حفظ مراتب کا خیال رکھو (۹) جب کھانا تمہارے سامنے آئے تو اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو (۱۰) یہودیوں اور عیسائیوں کے ان لوگوں سے جنہوں نے دنیاوی تعلقات سے الگ ہو کر اپنے عبادت خانوں میں رہنا اختیار کر رکھا ہے کوئی تعرض نہ کرو (۱۱) ان تمام کاموں میں جن کے کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے تم کو دیا ہے نہ کمی کرنا نہ زیادتی (۱۲) اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں کفار سے لڑو۔"

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی کامیابی:

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے موافق اردن و بلقاء کی وادیوں میں پہنچ کر رومیوں کے لشکر سے لڑائی شروع کر دی رومیوں کو شکست دے کر اور بے شمار غنیمت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیدی لے کر چالیس دن کے بعد مدینہ میں واپس آئے اس لشکر کی روانگی بظاہر بے حد خطرناک معلوم ہوتی تھی مگر اس کے نتائج اسلام اور مسلمانوں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوئے ملک کی اس شورش و بدامنی کے زمانہ میں لشکر اسلام کا اس طرح رومیوں پر حملہ آور ہونا گویا تمام مرتدین اور باغیوں کو بتا دینا تھا کہ ہم تمہاری ان سرکشیوں اور تیاریوں کو ایک پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے اس ہمت و طاقت کے عملی اشتہار و اعلان نے سرکشوں اور باغیوں کے حوصلوں کو پست کر کے ان کو فکر و تردد میں مبتلا کر دیا اور اپنی اپنی جگہ پر تحقیق کرنے لگے کہ مسلمانوں کو مغلوب کیا جا سکتا ہے یا نہیں یہی وجہ ہے کہ طلیحہ اسدی اور مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت اپنے اپنے علاقوں سے باہر قدم نہیں نکال سکے اور منکرین زکوۃ وسرکش قبائل مخالفت اسلام کا قطعی فیصلہ نہ کر سکے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا رومیوں کے لشکر پر فتح مند ہونا اور سالماً غانماً واپس آنا اور اس خبر کا ملک میں شہرت پانا اور بھی زیادہ مفید ثابت ہوا چونکہ مال غنیمت بھی خوب ہاتھ آ گیا تھا لہذا آئندہ سرکشوں کو درست کرنا اور ملک کے امن و امان کو بحال کرنے میں اس غنیمت سے مسلمانوں کو بڑی مدد ملی اور فوجی دستوں کی روانگی میں سامان سفر کی تیاریوں میں آسانی پیدا ہوئی۔

فتنہ ارتداد:

کذابین یعنی جھوٹے مدعیان نبوت بھی نمازوں اور عبادات کے منکر نہ تھے اور یہ ارتداد کفر و شرک کے لیے نہ تھا بلکہ بعض ارکان اسلام بالخصوص زکوۃ سے لوگوں نے انکار کیا، اس ارتداد کا سبب قبائل عرب کی قدیمی مطلق العنانی اور آزاد منشی تھی۔ اسلام نے لوگوں پر زکوۃ فرض کی تھی یہ ایک ٹیکس تھا جو اعلیٰ قدر مال و دولت صاحب نصاب لوگوں کو ادا کرنا پڑتا تھا اس ٹیکس یا خراج کو وہ آزادی کے خوگر لوگ اپنے لیے ایک بار گراں محسوس کرتے تھے جو ابھی اچھی طرح ذائقہ اسلام کی چاشنی سے آشنا نہ ہوئے تھے انہوں نے اس اسلامی خراج کی ادائیگی سے انکار کیا اور باقی مذہب اسلام سے ان کو انکار نہ تھا زکوۃ کا انکار چونکہ قبائل کے مزاج اور مادی خواہشات و جذبات کے مناسب حال تھا لہذا اسی انکار میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک فوراً تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک شریک ہو گیا یہ چونکہ ایک سرکشی تھی لہٰذا نو مسلم سرکشوں کو مسیلمہ و طلیحہ وغیرہ کذابین نے اپنی طرف جذب کرنے اور مالی عبادات کے علاوہ جسمانی عبادات میں بھی تخفیف کر کے اپنی اپنی نبوت منوانے کا موقع پایا۔

منکرین زکوۃ کے عزائم اور اعلانات سنتے ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے مجلس مشاورت منعقد کی تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ رائے ہوئی کہ منکرین زکوۃ کے ساتھ مشرکین و کفار کی طرح قتال نہیں کرنا چاہیئے مگر یہ رائے بھی اسی طرح کمزور تھی جیسی کہ لشکر اسامہ کی روانگی کے خلاف بعض لوگوں نے ظاہر کی تھی جس طرح اس رائے کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہیں مانا تھا اسی طرح اس کمزور رائے کو بھی انہوں نے قابل قبول نہیں سمجھا اور فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کی قسم اگر زکوۃ کا ایک جانور یا ایک رسی بھی کوئی قبیلہ ادا نہ کرے گا تو میں اس سے ضرور قتال کروں گا۔"

یکا یک تمام ملک میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عزم راسخ کی خبر پھیل گئی اور مرتدین یا منکرین زکوۃ مقابلہ اور معرکہ آرائی کے لیے تیار ہو گئے، صوبوں کے عاملوں نے اپنے اپنے صوبوں کے باغی ہو جانے اور زکوۃ وصول نہ ہونے کی اطلاعیں بھیجیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوری مستعدی اور کامل ہمت و استقلال کے ساتھ ایک بیدار مغز اور ملک دار شہنشاہ کی حیثیت سے عاملوں کے نام مناسب ہدایات اور سرداران قبائل کے نام خطوط روانہ کیے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ ادھر رومیوں سے برسر پیکار ادھر مرتدین جو مدینہ کے نواح میں جمع ہو گئے تھے مدینہ پر حملہ کی دھمکی دے رہے تھے دور دراز علاقوں کے مرتدین کے پاس پر شوکت و باسطوت تہدیدی خطوط سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روانہ کر رہے تھے نواحی باغیوں کے حملوں کی مدافعت و مقابلہ کی تیاریوں سے بھی غافل نہ تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے موجودہ مسلمانوں کے قابل جنگ لوگوں کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہمہ وقت موجود و مستعد رہنے کا حکم دے رکھا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کے گرد گشت لگانے اور پہرہ دینے پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مامور کر دیا تھا کہ اگر مدینہ پر کوئی قبیلہ حملہ آور ہو تو فوراً اس کی اطلاع سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچ سکے مقام ابرق میں قبیلہ عبس اور مقام ذی القصہ میں قبیلہ ذبیان کا جماؤ تھا بنو اسد اور بنو کنانہ کے بھی کچھ لوگ اس میں شامل تھے عبس اور ذبیان کو جب یہ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں بہت تھوڑے سے آدمی باقی ہیں اور زکوۃ کے معاف کرنے سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صاف انکار کر دیا ہے تو انہوں نے متفق ہو کر مدینہ پر حملہ کر دیا ان حملہ آوروں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ، و سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ و سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ و سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے مدینہ سے باہر ہی روکا اور مدینہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس خبر بھیجی، ادھر سے بلا توقف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور ذی خشب تک ان کو پسپا کر دیا اور وہ ہزیمت پا کر بھاگ نکلے، کچھ عرصہ بعد سیدنا صدیق اکبر گردو پیش موجود اور تیار مرتدین کی سرکوبی کے لیے پھر نکلے، آمنا سامنا پر دف اور قسم قسم کے باجے بجاتے اور ڈھول پیٹتے ہوئے آئے جس سے مسلمانوں کے اونٹ ایسے بدکے اور ڈر کے بھاگے کہ مدینہ ہی آ کر دم لیا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں پھر سے منظّم کیا اور دشمنوں پر حملہ آور ہوئے، مرتدین کو پانچ چھ گھنٹہ کی خوں ریز جنگ کے بعد شکست فاش حاصل ہوئی اور بہت سے مسلمانوں کے ہاتھوں سے مقتول ہوئے۔

ملک عرب میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جن لوگوں سے مقابلہ و مقاتلہ درپیش تھا ان کی دو قسمیں تھیں اول وہ لوگ جو نجد و یمن و حضر موت کی طرف مسیلمہ و طلیحہ و سجاح جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ متفق ہو گئے تھے ان لوگوں سے لڑنے یا قتال کرنے میں کسی صحابی کو اختلاف نہ تھا دوسرے وہ قبائل جو زکوۃ کو ادا کرنے سے انکار کرتے تھے ان سے قتال کرنے کو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نامناسب خیال کرتے تھے لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اظہار رائے کے بعد سب صحابی رضی اللہ عنہم ان کی رائے سے متفق ہو گئے تھے ان دونوں قسم کے لوگوں میں کچھ فرق ضرور تھا لیکن مسلمانوں نے جب دونوں کے مقابلہ و مقاتلہ کو یکساں ضروری قرار دیا تو پھر ان دونوں میں کوئی فرق و امتیاز باقی نہ رہا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ دونوں گروہ دنیا طلبی اور مادیت کے ایک ہی سیلاب میں بہہ گئے تھے جن کو صدیقی تدبیر و روحانیت نے غرق ہونے سے بچایا اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طوفان ہلاکت آفرین سے نجات دلا کر ملک عرب کا بیڑا ساحل فوز و فلاح تک صحیح سلامت پہنچایا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں آتے ہی اول ایک فرمان لکھا اور اس کی متعدد نقلیں کرا کر قاصدوں کے ذریعے ہر مرتد قبیلہ کی طرف ایک ایک فرمان بھیجا کہ اول جا کر تمام قبیلے کے لوگوں کو ایک مجمع میں بلا کر یہ فرمان سب کو سنا دیا جائے اس فرمان یا منشور کا مضمون یہ تھا کہ

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر اس شخص کو جس کے پاس یہ فرمان پہنچے خواہ وہ اسلام پر قائم ہو یا اسلام سے پھر گیا ہو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا جو خوش خبری دینے والے ڈرانے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہیں اور ہدایت کے سراج منیر ہیں، جس شخص نے دعوت اسلام قبول کی خدا تعالیٰ نے اس کو حق کی ہدایت دی اور کامیابی کا سیدھا راستہ بتایا اور جس نے پیٹھ پھیری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بذریعہ جہاد انقیاد و فرماں برداری کی طرف رجوع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکام الٰہی کو نافذ فرمانے مسلمانوں کو نصیحت کرنے اور اپنے فرائض تبلیغ کو بخوبی سر انجام دینے کے بعد اس دنیا سے تشریف لے گئے خدائے تعالیٰ نے اس کی خبر قرآن مجید میں پہلے سے ہی دے دی تھی کہ: ﴿اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ ''تم بھی وفات پانے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔'' ...... ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ﴾ ''تم سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی سو کیا اگر تم مر جاؤ گے تو وہ ہمیشہ رہیں گے۔'' اور مسلمانوں کو یوں مخاطب کر کے سمجھا دیا کہ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْـًٔا وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ﴾ ''محمد رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ صرف رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول ہو گذرے ہیں پس اگر یہ وفات پا گئے یا مقتول ہوئے تو کیا تم پچھلے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص پھر جائے گا وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گذار لوگوں کو نیک بدلہ دے گا۔''

پس جو شخص محمد ﷺ کو پوجتا تھا تو محمد ﷺ تو بلاشبہ فوت ہو گئے اور جو اکیلے اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ اور قائم ہے نہ وہ فوت ہوا نہ اس کو نیند اور نہ اونگھ چھو سکتی ہے وہ اپنے حکم کی نگہداشت کرتا ہے اور اپنی جماعت کے ذریعہ دشمنوں سے بدلہ لینے والا ہے میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے نبی ﷺ کے لائے ہوئے نور اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ لینے، اسلام کی ہدایت اختیار کرنے اور دین الٰہی کی مضبوط رسی کو پکڑنے کی وصیت کرتا ہوں، جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نہ کی وہ گمراہ ہوا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے عافیت عنایت نہ کی وہ مصیبت میں مبتلا ہوا جس کی اللہ تعالیٰ امداد نہ کرے وہ یکہ وتنہا اور بے یار و مددگار ہے انسان جب تک اسلام کا انکار کرے دنیا و آخرت میں اس کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوسکتا۔

مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے اور اس کے احکام کی تعمیل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے منہ موڑ کر جہالت اور شیطان کی اطاعت کی طرف رجوع کیا ہے کیا تم اللہ کو چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریت کو دوست بناتے ہو جو تمہارے دشمن ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اس کو اپنا دشمن بناؤ کیونکہ وہ تو اپنے گروہ کو تمہارے دوزخی بنانے کے لیے آمادہ کرتا ہے میں تمہاری طرف مہاجرین وانصار کے لشکر کو روانہ کرتا ہوں جو نیکی کی پیروی کرنے والے ہیں میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ اول اسلام کی دعوت دیئے بغیر کسی سے مقابلہ نہ کرنا میں نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اسلام کا اقرار کریں اور برائیوں سے باز رہیں، نیک کاموں سے انکار نہ کریں ان کی اعانت کی جائے اور جو اسلام سے انکار کریں ان کا مقابلہ کیا جائے اور ان کی کچھ قدر و منزلت نہ کی جائے اور بجز اسلام کے کچھ قبول نہ کریں پس جو شخص ایمان لائے اس کے لیے بہتری ہے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتا۔

میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ میرے اس اعلان کو ہر ایک مجمع عام میں پڑھ کر سنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے جب اسلامی لشکر تمہارے قریب پہنچے اور ان کا موذن اذان دے تو تم بھی ان کے مقابلہ میں اذان دو یہ علامت اس بات کی ہوگی کہ تم نے اسلام کو قبول کرلیا ہے تم پر حملہ نہ کیا جائے گا اور اگر تم نے اذان نہ دی تو تم سے باز پرس ہوگی اور درصورت انکار تم پر حملہ کردیا جائے گا۔"

مرتدین کا استیصال:

ان فرامین کو قاصدوں کے ہاتھ روانہ کرنے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گیارہ علم تیار کیے اور گیارہ سردار منتخب فرما کر ایک ایک جھنڈا ہر ایک سردار کو دیا ہر ایک کے ساتھ ایک ایک دستہ فوج کا کیا اور حکم دیا کہ مکہ و طائف کے مقامات سے جہاں جہاں اسلام پر ثابت قدم قبائل ملیں ان میں سے کچھ لوگوں کو ان قبائل اور ان کے گھربار کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیں اور کچھ لوگوں کو اپنے لشکر میں شریک کرتے اور ساتھ لیتے جائیں۔

پہلا علم سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ اول طلیحہ بن خویلد اسدی پر چڑھائی کرو جب اس مہم سے فارغ ہو جاؤ تو مقام بطاح کی طرف مالک بن نویرہ پر حملہ آور ہو۔

دوسرا علم سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ یمامہ کی طرف مسیلمہ کذاب پر حملہ کرو۔

تیسرا علم سیدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو سپرد ہو کر حکم ہوا کہ سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کی امداد کرو اور یمامہ سے فارغ ہو کر حضر موت کی طرف بنوکندہ اور بنوقضاعہ پر حملہ آوری کرو۔

چوتھا علم سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو ملا اور حکم ہوا کہ ملک شام کی سرحد پر پہنچ کر اس طرف کے تمام قبائل کو درست کرو۔

پانچواں علم سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو سپرد فرما کر حکم دیا کہ مرتدین بنوقضاعہ کی طرف جاؤ۔

چھٹا علم سیدنا حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو دے کر ملک عمان کی طرف جانے کا حکم دیا۔

ساتواں علم سیدنا عرفجہ بن ہرثمہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر کے اہل مہرہ کی طرف جانے کا حکم دیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عرفجہ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی حکم ملا کہ دونوں ساتھ ساتھ رہیں جب ملک عمان میں رہیں تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ امیر اور سیدنا عرفجہ رضی اللہ عنہ مامور ہوں گے اور جب مہرہ میں ہوں تو سیدنا عرفجہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ماتحت سمجھے جائیں گے۔

آٹھواں علم سیدنا طرفہ بن حاجب رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ بنو سلیم اور ان کے شریک حال بنو ہوازن کی طرف جاؤ۔

نواں علم سیدنا سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور ان کو حکم ملا کہ یمن (تہامہ) کی جانب جاؤ۔

دسواں علم سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ تم بحرین کی جانب جاؤ۔

گیارہواں علم سیدنا مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ صنعاء کی طرف جاؤ۔

ان تمام سرداروں کو روانگی کے وقت ایک ایک فرمان ایک ہی مضمون کا لکھ کر دیا گیا:

طلیحہ اسدی:

طلیحہ ایک کاہن تھا پھر اسلام میں داخل ہوا آخر زمانہ حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مردود ہو کر خود مدعی نبوت بن بیٹھا بنی اسرائیل کے بعض قبائل اس کی جماعت میں داخل ہو گئے اس کی سرکوبی کے لیے سیدنا ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے تھے۔ ابھی وہ اپنا کام ختم نہ کر چکے تھے کہ وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر مشہور ہوئی اور سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ اس مہم کو نا تمام چھوڑ کر معہ ہمراہیوں کے مدینہ کی طرف آئے طلیحہ کو اس فرصت میں اپنی حالت درست کرنے اور جمعیت کے بڑھانے کا خوب موقع ملا، غطفان و ہوازن وغیرہ کے قبائل جو ذی القصہ و ذی خشب میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکست کھا کر بھاگے تھے طلیحہ کے پاس پہنچے تھے اور اس کی جماعت میں شامل ہو گئے نجد کے مشہور چشمہ بزاخہ پر طلیحہ نے اپنا کیمپ قائم کیا اور یہاں غطفان، ہوازن بنو اسد بنو عامر اور بنو طے کے قبائل کا اجتماع عظیم اس کے گرد ہو گیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب گیارہ سردار منتخب فرما کر روانہ کیے تو سیدنا عدی بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاتم رضی اللہ عنہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مل کر پہلے اپنے قبیلہ طے کی طرف روانہ ہوئے اور ان کو سمجھا کر اسلام پر قائم کیا اس قبیلہ کے جو لوگ طلیحہ کے لشکر میں شامل تھے ان کے پاس قبیلہ طے کے آدمیوں کو بھیجا کہ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے حملہ سے پہلے اپنے قبیلہ کو وہاں سے بلا لو چنانچہ بنی طے کے سب آدمی طلیحہ کے لشکر سے جدا ہو کر آ گئے اور سب کے سب اسلام پر قائم ہو کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں جو قریب پہنچ چکا تھا شامل ہو گئے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بزاخہ کے میدان میں پہنچ کر لشکر طلیحہ پر حملہ کیا جنگ و پیکار اور حملہ کے عام شروع ہونے سے پیشتر لشکر اسلام کے دو بہادر سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اور سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ انصاری جو طلایہ گردی کی خدمت پر مامور تھے دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے تھے، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سیدنا ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ کو اور نبی طے پر سیدنا عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کو سردار مقرر کر کے حملہ کیا، طلیحہ کے لشکر کی سپہ سالاری اس کا بھائی کر رہا تھا اور طلیحہ ایک چادر اوڑھے ہوئے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے الگ ایک طرف وحی کے انتظار میں بیٹھا تھا لڑائی خوب زور شور سے جاری ہوئی۔

جب مرتدین کے لشکر پر کچھ پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے تو طلیحہ کے لشکر کا ایک سردار عیینہ بن حصن طلیحہ کے پاس آیا اور کہا کہ کوئی وحی نازل ہوئی یا نہیں؟ طلیحہ نے کہا ابھی نہیں ہوئی پھر تھوڑی دیر کے بعد عیینہ نے دریافت کیا اور وہی جواب پایا، وہ پھر میدان پر جا کر لڑنے لگا اب دم بدم مسلمان غالب ہوتے جاتے اور مرتدین کے پاؤں اکھڑنے لگے تھے عیینہ تیسری مرتبہ پھر طلیحہ کے پاس گیا اور وحی کی نسبت پوچھا تو اس نے کہا کہ ''ہاں جبرائیل میرے پاس آیا تھا وہ کہہ گیا ہے کہ تیرے لیے وہی ہوگا جو تیری قسمت میں لکھا ہے''۔

عیینہ نے یہ سن کر کہا کہ لوگو! طلیحہ جھوٹا ہے میں تو جاتا ہوں یہ سنتے ہی مرتدین یک لخت بھاگ پڑے بہت سے مقتول، بہت سے مفرور اور بہت سے گرفتار ہوئے اور بہت سے اسی وقت مسلمان ہو گئے طلیحہ معہ اپنی بیوی کے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے بھاگا اور ملک شام کی طرف جا کر قبیلہ قضاعہ میں مقیم ہوا جب رفتہ رفتہ تمام قبائل مسلمان ہو گئے اور خود اس کا قبیلہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں داخل ہو گیا تو طلیحہ بھی مسلمان ہو کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ آیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی، عیینہ بن حصن بھی گرفتار ہو کر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے سامنے آیا اس کو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے باندھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ بھیج دیا یہاں اس نے بڑی خواری کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ مگر بعد میں ٹھیک ہو گیا۔

مقام بزاخہ پر لشکر طلیحہ جب شکست کھا کر بھاگا ہے تو مفروروں میں غطفان و سلیم و ہوازن قبائل کے لوگ مقام حواب میں جا کر جمع ہوئے اور سلمٰی بنت مالک بن حذیفہ بن بدر بن ظفر کو اپنا سردار بنایا اور مقابلہ کی تیاری میں مصروف ہوئے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اس طرف متوجہ ہوئے سلمٰی اپنے لشکر کو لے کر مقابلہ پر آئی اور ایک ناقہ پر سوار ہو کر خود سپہ سالاری کی خدمت انجام دینے لگی سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے حملہ کیا سخت مقابلہ ہوا سلمٰی کی ناقہ کی حفاظت میں سو آدمی مرتدین کے مقتول ہوئے آخر سلمٰی کا ناقہ زخمی ہو کر گرا اور سلمی مقتول ہوئی اس کے مقتول ہوتے ہی مرتدین سے میدان خالی ہو گیا یہاں یہ ہنگامہ برپا تھا۔

ادھر مدینہ منورہ میں بنو سلیم کا ایک سردار الفجاءۃ بن عبد یالیل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ میں مسلمان ہوں آپ آلات حرب سے مدد کریں میں مرتدین کا مقابلہ کروں گا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو سامان حرب عطا کر کے مرتدین کے مقابلہ کو بھیجا اس نے مدینہ سے نکل کر اپنے ارتداد کا اعلان کیا اور بنو سلیم و بنو ہوازن کے ان لوگوں پر جو مسلمان ہو گئے تھے شب خون مارنے کو بڑھا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حال سے آگاہ ہو کر فوراً سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا انہوں نے ان دھوکہ باز مرتدین کو راستہ ہی میں جا لیا بعد مقابلہ و مقاتلہ الفجاۃ بن عبد یالیل گرفتار ہو کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے مدینہ میں حاضر کیا گیا اور مقتول ہوا۔

سجاح اور مالک بن نویرہ:

بنو تمیم چند قبائل پر مشتمل اور چند بستیوں میں سکونت پذیر تھے ان کے علاقے پر حیات نبوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ میں چند عامل جو کہ انہیں کی قوم کے مقرر تھے جن کے نام مالک بن نویرہ، وکیع بن مالک ،صفوان بن صفوان، قیس بن عاصم تھے جب وفات نبوی ﷺ کی خبر مشہور ہوئی تو قیس بن عاصم مرتد ہوگیا مالک بن نویرہ نے بھی اس خبر کو سن کر مسرت کا اظہار کیا صفوان بن صفوان اسلام پر قائم رہے اور قیس وصفوان میں جنگ شروع ہوگئی اس اثناء میں سجاح بنت الحارث بن سوید نے جو قبیلہ تغلب سے تعلق رکھتی تھی نبوت کا دعویٰ کیا اور بنی تغلب کے سردار ہذیل بن عمران نے اور بنی نمر کے سردار عقبہ ابن ہلال اور بنی شیبان کے سردار سلیل بن قیس نے اس کے دعویٰ کو قبول کیا سجاح کے پاس چار ہزار کے قریب لشکر جمع ہوگیا وہ اس لشکر کو لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے چلی بنوتمیم کے اندر اختلاف پیدا ہو ہی گیا تھا مالک بن نویرہ نے سجاح سے مصالحت کر کے اس کو مشورہ دیا کہ بنوتمیم کے دوسرے قبائل پر حملہ کرے اور اس طرح بنوتمیم کو مجبور کر کے اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف جائے، سجاح نے بنوتمیم پر حملہ کیا بنوتمیم نے مقابلہ کر کے اس کے لشکر کو شکست دی مگر پھر صلح ہوگئی۔

اب سجاح مالک بن نویرہ اور وکیع بن مالک کو ہمراہ لے کر چلی تھوڑی دور جا کر اور کچھ سوچ کر بنوتمیم کے یہ دونوں سردار جدا ہو کر واپس چلے گئے اور سجاح اپنے لشکر کو لیے ہوئے آگے بڑھی سجاح نے اپنے پیروؤں کے لیے پنج وقتہ نماز تو لازمی کر رکھی تھی مگر سور کا گوشت کھانا شراب پینا اور زنا کرنا جائز قرار دے دیا تھا بہت سے عیسائی بھی اپنا مذہب چھوڑ کر اس کی جماعت میں شامل ہوگئے تھے۔

اب سجاح کو بنی تمیم کی بستیوں سے آگے بڑھ کر معلوم ہوا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لشکر اسلام لیے ہوئے اس کی طرف تشریف لا رہے ہیں ادھر مسیلمہ کذاب کی جمعیت کثیرہ کا حال سن کر اس کو تردد ہوا کہ کہیں وہ بھی نبوت کا مدعی ہونے کے سبب رقابت اور مخالفت پر آمادہ نہ ہو جائے، مسیلمہ کذاب نے جب سجاح کے لشکر کا حال سنا تو وہ بھی اپنی جگہ متردد ہوا کہ ایک طرف اسلامی لشکر کا خطرہ ہے اور دوسری طرف سجاح لشکر عظیم لیے ہوئے نکلی ہے اگر اس طرف متوجہ ہو گئی تو بڑی دقت پیش آئے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا شرجیل رضی اللہ عنہ بھی اپنی جمعیت کو لیے ہوئے یمامہ کے قریب پہنچ چکے تھے اور مسیلمہ وسجاح کو ایک دوسرے کا شریک کار سمجھ کر احتیاط کو کام میں لا رہے تھے بالآخر مسیلمہ نے سجاح کو خط لکھا کہ تمہارا ارادہ کیا ہے۔ سجاح نے جواب دیا کہ میں مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہتی ہوں میں نبی ہوں اور سنا ہے کہ آپ بھی نبی ہیں لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہم دونوں مل کر مدینہ پر حملہ کریں۔

مسیلمہ نے فوراً پیغام بھیجا کہ جب تک سیدنا محمد ﷺ زندہ تھے اس وقت تک تو میں نے آدھا ملک ان کے لیے چھوڑ دیا تھا اور آدھے ملک کو اپنا علاقہ سمجھا تھا اب ان کے بعد تمام ملک پر میرا حق ہے، لیکن چونکہ تم بھی نبوت کی مدعی ہو لہٰذا میں آدھی پیغمبری تم کو دے دوں گا بہتر یہ ہے کہ اپنے لشکر کو وہیں چھوڑ کر تنہا میرے پاس چلی آؤ تاکہ تقسیم پیغمبری اور مدینہ پر حملہ آوری کے متعلق تم سے تمام گفتگو اور مشورہ ہو جائے۔

جھوٹی نبیہ کا نکاح:

سجاح یہ پیغام پاتے ہی مسیلمہ کی طرف روانہ ہو گئی اس نے اپنے قلعہ کے سامنے ایک خیمہ کھڑا کیا، سجاح کو اس میں اتارا دونوں کی بات چیت ہوئی سجاح نے مسیلمہ کی پیغمبری کو تسلیم کیا اس پر ایمان لائی پھر دونوں کا نکاح ہو گیا۔

مسیلمہ کذاب:

فتح مکہ کے بعد جو وفود قبائل کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو ہو کر مسلمان ہوئے تھے ان میں مسیلمہ بن حبیب بھی بنو حنیفہ کے وفد میں شامل تھا جس کا اوپر عہد نبوی ﷺ کے واقعات میں تذکرہ آ چکا ہے جب وہ اپنے وطن یمامہ کی طرف واپس ہوا تو انہیں ایام میں رسول اللہ ﷺ کی ناسازی طبع کی خبر مشہور ہوئی مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خط روانہ کیا کہ ''نبوت میں آپ ﷺ اور میں دونوں شریک ہیں لہٰذا نصف ملک قریش کا اور نصف میرا رہے گا'' رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواباً لکھا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((بسم اللہ الرحمن الرحیم ط من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب سلام علی من اتبع الھدی امابعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین .))

اس جواب کے روانہ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنو حنیفہ کے ایک معزز شخص رجال بن عنفوہ کو جو ہجرت کر کے مدینہ میں آ گیا تھا اور اس کا اپنی قوم پر بوجہ ہجرت کر جانے کے اور بھی زیادہ اثر تھا مسیلمہ کے پاس روانہ کیا کہ اس کو نصیحت کر کے اسلام پر قائم کرے۔

رجال نے یمامہ میں پہنچ کر مسیلمہ کی تائید کی اور اس کا متبع بن گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسیلمہ کی خوب گرم بازاری ہوگئی۔ وفات نبوی ﷺ کے بعد مسیلمہ کذاب کا فوراً تدارک نہ ہو سکا کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توجہ مختلف جہات پر تقسیم ہو گئی تھی سیدنا عکرمہ ابن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے نامزد فرما کر روانہ کیا گیا تھا اور ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو کمک دے کر روانہ کیا تھا سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کے قریب پہنچ کر شرحبیل کے شریک ہونے سے پہلے ہی شتاب زدگی سے حملہ کر کے شکست کھائی۔

اس خبر کو سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم اب مدینہ واپس نہ آؤ بلکہ حذیفہ و عرفجہ کے پاس چلے جاؤ اور ان کی ماتحتی میں مہرہ اور اہل عمان سے لڑو۔ جب اس مہم سے فارغ حال ہو جاؤ تو معہ اپنے لشکر کے سیدنا مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کے پاس یمن و حضر موت میں چلے جاؤ۔

شرحبیل بن حسنہ کو لکھا کہ تم سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید رضی اللہ عنہ کے صوبہ جات کی طرف جا کر وہاں سے قضاعہ کی طرف چلے جاؤ اور سیدنا عمرو بن بن العاص رضی اللہ عنہ کے شریک ہو کر ان لوگوں سے جنگ کرو جو قضاعہ میں سے مرتد ہو گئے ہیں اس عرصہ میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بطاح یعنی بنو تمیم کے علاقہ سے فارغ ہو چکے تھے وہ اپنی مہم کو پورے طور پر انجام دے کر واپس مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور یہاں دربار خلافت میں حاضر ہو کر ان کو مالک بن نویرہ کے معاملہ میں صفائی پیش کرنی پڑی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اگرچہ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ سخت گیری اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعزیر و سزا دہی کا برتاؤ ضروری سمجھتے تھے مگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو معذور و بے گناہ پا کر قابل مواخذہ نہ سمجھا اور اپنی رضا مندی کا اظہار فرما کر ان کو سرخروئی کے ساتھ مہاجرین و انصار کا ایک لشکر دے کر مسیلمہ کذاب کی طرف روانہ فرمایا۔

قومیت کی گمراہی:

مسیلمہ کے پاس قبیلہ ربیعہ کے چالیس ہزار جنگجو جمع ہو گئے تھے ان لوگوں میں بعض ایسے بھی تھے جو مسیلمہ کو نبوت کے دعوے میں جھوٹا سمجھتے تھے مگر ہم قومیت کے سبب اس کی کامیابی کے خواہاں تھے ان لوگوں کا قول تھا کہ مسیلمہ جھوٹا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں لیکن ہم کو ربیعہ کا جھوٹا نبی مضر کے سچے نبی سے زیادہ عزیز ہے، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد و اعانت کے لیے اور فوجیں بھی روانہ کیں جو راستہ میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہوتی رہیں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کی کل تعداد تیرہ ہزار نفوس پر مشتمل تھی جب شہر یمامہ ایک دن کے راستہ پر رہ گیا تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے ایک دستہ بطور مقدمۃ الجیش آگے روانہ کیا۔

اسی روز مسیلمہ نے مجاعہ بن مرارہ کو ساٹھ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ روانہ کیا تھا کہ جا کر بنو تمیم پر شب خون مارے مجاعہ کا مقابلہ لشکر اسلام کے مقدمۃ الجیش سے ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مرتدین مقتول ہوئے اور ان کے سردار مجاعہ کو گرفتار کر کے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر شہر یمامہ کے قریب پہنچے تو مسیلمہ شہر یمامہ سے نکل کر دروازہ شہر کے قریب ایک باغ میں جس کا نام اس نے حدیقۃ الرحمٰن رکھا تھا خیمہ زن ہوا اس باغ کی چار دیواری خوب مضبوط اور قلعہ نما تھی لشکر مسیلمہ کی سپہ سالاری رجال بن عنفوہ اور محکم بن طفیل کے سپرد تھی۔

گھمسان کا مقابلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے چالیس ہزار کے لشکر جرار کو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے تیرہ ہزار مسلمانوں پر حملہ آور کیا یہ حملہ نہایت سخت اور زلزلہ انداز تھا مسلمانوں نے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اس حملہ کو روکا اور ہر طرف سے سمٹ کر اور اپنے آپ کو قابو میں رکھ کر دشمنوں پر بھوکے شیروں کی طرح حملہ آور ہوئے تو لشکر کذاب کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بدحواسی کے عالم میں آوارہ وفرار ہونے لگے، محکم بن طفیل نے اپنے لشکر کی یہ حالت دیکھ کر بلند آواز سے کہا کہ ''اے بنو حنیفہ باغ میں داخل ہو جاؤ اور میں تمہارے پیچھے آنے والے حملہ آوروں کو روک رہا ہوں، یہ آواز سن کر بھاگنے والے سب باغ میں داخل ہو گئے، محکم بن طفیل تھوڑی دیر لڑتا رہا آخر سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مقتول ہوا لیکن ابھی تک فتح وشکست کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا مرتدین بھی سنبھل کر پھر مقابلہ پر ڈٹ گئے اور طرفین سے داد شجاعت دی جانے لگی مسلمانوں کے علمبردار سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے علم اپنے ہاتھ میں لے لیا مسلمانوں نے ایسی چپقلش مردانہ دکھائی کہ دشمن پیچھے ہٹتے ہٹتے باغ کی دیواروں کے نیچے پہنچ گیا باغ کے دروازے پر تھوڑی دیر تک سخت لڑائی ہوئی آخر مسلمانوں نے باغ کا دروازہ بھی توڑ دیا اور جا بجا سے دیواریں توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔

جب مسیلمہ نے ہر طرف مسلمانوں کو چیرہ دست دیکھا تو گھوڑے سے اتر کر باغ کے باہر چپکے سے جانے لگا، اتفاقاً دروازہ باغ کے قریب وحشی (قاتل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ) کھڑا تھا اس نے اپنا حربہ پھینک کر مارا جو مسیلمہ کی دوہری زرہ کو کاٹ کر اس کے پیٹ کے پار نکل گیا۔

بالآخر دشمنوں میں سے جس کو جس طرف راستہ ملا بھاگا اور تھوڑی دیر میں مسلمانوں کے سوا مرتدوں میں کوئی نظر نہ آتا تھا اس لڑائی میں دشمنوں کے سترہ ہزار آدمی غازیان اسلام کے ہاتھ سے مقتول ہوئے اور ایک ہزار سے کچھ زیادہ مسلمانوں کو درجہ شہادت حاصل ہوا لیکن مسلمانوں میں زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی شہید ہونے والوں میں حفاظ کلام اللہ بہت سے تھے تین سو ساٹھ انصار اور تین سو ساٹھ تابعین اس لڑائی میں شہید ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارتداد کا استیصال کامل:

غرض 11 ھ کے ختم اور 12 ھ کے شروع ہونے سے پہلے پہلے یعنی ایک سال سے کم مدت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملک عرب کے فتنۂ ارتداد پر پورے طور پر غالب آ گئے محرم ۱۱ ھ میں جزیرۃ العرب مشرکین و مرتدین سے بالکل پاک و صاف ہو چکا تھا اور براعظم عرب کے کسی گوشہ اور کسی حصہ پر شرک و ارتداد کی کوئی سیاہی باقی نہ تھی۔

روم و ایران

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جو تمام ملک عرب میں بدامنی اور ہلچل پیدا ہوئی تو ایک طرف ایرانیوں نے اور دوسری طرف رومیوں نے ان خبروں کو بڑے اطمینان و مسرت کے ساتھ سنا، دنیا میں پہلی ہی مرتبہ تمام براعظم و عرب نے ایک سلطنت اور ایک متحدہ طاقت کی شکل میں اپنے آپ کو جلوہ افروز کیا تھا اور اسی لیے رومیوں اور ایرانیوں کے درباروں نے اس ملک کو غور و التفات اور فکر و تردد کی نگاہ سے دیکھا تھا اور یہ دونوں حکومتیں بجائے خود الگ الگ اس جدید عربی طاقت یعنی حکومت اسلام کو مٹا دینے اور فنا کر دینے پر آمادہ تھیں وفات نبوی ﷺ کی خبر کے ساتھ ہی ارتداد کی خبروں نے ان دونوں حکومتوں کو بتا دیا تھا کہ ملک عرب کے پامال کرنے اور آئندہ خطرات کے مٹا دینے کا یہ بہترین وقت ہے چنانچہ ایک طرف ہرقل کی فوجیں شام میں اور دوسری طرف ایران کی فوجیں عراق میں جمع ہونے لگیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مآل اندیشی ژرف نگاہی موقعہ شناسی اور مستعدی کا اس طرح بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے فتنہ ارتداد کو جلد سے جلد مٹایا اور اس فتنہ کو فرو کرنے کے بعد ایک دن بھی ضائع کیے بغیر فوراً رومیوں اور ایرانیوں کے روکنے اور مدافعت کرنے کے لیے تمام ملک عرب کو آمادہ کر دیا اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چند روز اور فتنہ ارتداد کو مٹانے پر قادر نہ ہوتے یا فتنہ ارتداد کے مٹ جانے کے بعد چند روز تساہل اور تامل میں گذار دیتے تو مدینۃ النبی ﷺ یعنی دارالخلافت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام رومیوں یا ایرانیوں کے محاصرہ میں آ کر مسلمانوں کے لیے عرصہ حیات تنگ ہو چکا ہوتا حیرت ہوتی ہے کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیسا سخت واہم کام کیسے نازک ومحدود وقت میں کس احتیاط اور کس خوبی کے ساتھ انجام دیا اور اسلام کی روحانی و مادی حالت اور معنوی وظاہری شان کو کس عظمت و جبروت کے ساتھ قائم رکھا۔

مسلمانوں کی حکمت عملی:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا تو وہ ایرانیوں سے غافل نہ تھے انہوں نے اس خطرناک حالت اور ان تشویش افزا ایام میں جب کہ خود مدینہ منورہ کی حفاظت اور ملک عرب کے صوبوں میں فتنہ ارتداد کے مٹانے کے لیے فوجوں کی بے حد ضرورت تھی ایک چھوٹا سا دستہ مذکورہ بالا گیارہ لشکروں کی روانگی سے پہلے سیّدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ شیبانی کی سرداری میں عراق کی جانب روانہ کر دیا تھا اور مثنیٰ کو حکم دیا تھا کہ عراق میں پہنچ کر کسی جگہ بھی جم کر لڑائی کی تمہید نہ ڈالیں بلکہ بطریق چپاول چھاپے مارتے اور عراق کے رئیسوں کو ڈراتے رہیں اس سے مدعا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ جب تک ملک عرب کا فتنہ ارتداد فرو نہ ہو اس وقت تک ایرانیوں کو ملک عرب پر حملہ آور ہونے کی جرات نہ ہو سکے اور وہ مسلمانوں کی پریشانیوں اور مصیبتوں سے پورے طور پر واقف نہ ہو سکیں یہی مقصد سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حاصل کرنا چاہا تھا کہ رومی لوگوں کو عرب کی جانب حملہ آور ہونے کی یکایک جرات نہ ہو سکے۔

جب نجد و یمامہ کے حالات قابو میں آ گئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو جو نجد میں مقیم تھے لکھا کہ ان مسلمانوں کو جو مرتد نہیں ہوئے اور اسلام پر بدستور قائم رہے اپنے ہمراہ لے کر بالائی عراق پر حملہ آور ہوں اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جو یمامہ میں مقیم تھے لکھا کہ اپنا لشکر لیے ہوئے زیریں عراق کی طرف متوجہ ہوں راستہ میں جو قبائل یا رؤسا آتے وہ بطیب خاطر مسلمان ہوتے یا اسلامی سیادت میں داخل ہوتے گئے حکم صدیقی رضی اللہ عنہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصریح کے موافق مقام ابلہ میں مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دونوں آ کر مل گئے۔

جنگ ذات السلاسل:

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مقام ابلہ میں تمام اسلامی لشکر کی موجودات کی (گنتی کی) تو کل اٹھارہ ہزار آدمی تھے آپ کے سامنے عراق کا وہ ایرانی صوبہ تھا جس کا نام حفیر تھا اور دربار ایران سے اس صوبہ کا گورنر ہرمز نامی ایک نہایت دلیر و جنگ جو سردار مقرر تھا ہرمز کی دھاک تمام عرب و عراق اور ہندوستان تک بیٹھی ہوئی تھی کیونکہ وہ جنگی بیڑہ لے کر ساحل ہندوستان پر بھی حملہ آور ہوا کرتا تھا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہرمز کے نام ایک خط اتمام حجت کے لیے لکھا اور اسلام کی دعوت دی ہرمز نے اس خط کو پہنچتے ہی فوراً دربار ایران کو اطلاع دی اور خود فوجیں جمع کر کے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کو بڑھا۔

ادھر سے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کی سرداری سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو دی دوسرا حصہ سیّدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور تیسرے حصے کو اپنے ماتحت رکھ کر تینوں سرداروں نے دائیں بائیں ایک دن کی مسافت کا فاصلہ دے کر حفیر کی طرف بڑھنا شروع کیا لشکر ایران کے قریب پہنچ کر تینوں اسلامی سردار مل گئے۔

ایرانیوں کے مقابل اسلامی لشکر خیمہ زن ہوا اول سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میدان میں نکلے اور ہرمز کو مقابلہ کے لیے طلب کیا ہرمز سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر میدان میں نکلا دونوں سردار گھوڑوں سے اتر کر پیادہ ہو گئے اول سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے وار کیا ہرمز نے فوراً پیچھے ہٹ کر پینترا بدل کر وار خالی دیا اور پھر نہایت پھرتی سے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا، سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے فوراً بیٹھنے کے ساتھ آگے سمٹ کر اس کی کلائی تھام کر تلوار چھین لی ہرمز تلوار چھنواتے ہی سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کو لپٹ گیا اور کشتی کی نوبت پہنچی سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو کمر سے پکڑ کر اٹھایا اور زمین پر اس زور سے پٹکا کہ پھر وہ حرکت نہ کر سکا اور پھر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے اور سر کاٹ کر پھینک دیا ایرانیوں کے ایک دستہ نے اپنے سردار کو مغلوب دیکھ کر اس کی مدد کے لیے حملہ کیا ادھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سیدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کو روکا پھر دونوں فوجیں آگے بڑھیں اور جنگ مغلوبہ شروع ہوئی تھوڑی ہی دیر میں ایرانی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے بہت مقتول ومقید ہوئے۔

ہرمز کے لباس واسلحہ پر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے قبضہ کیا ہرمز دربار ایران کا ایسا سردار تھا جو تاج سر پر رکھتا تھا اس کے تاج کی قیمت جو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آیا ایک لاکھ دینار تھی اس لڑائی میں ایرانیوں کے ایک حصہ فوج نے اپنے پاؤں میں زنجیریں باندھ لی تھیں کہ عربوں کے مقابلہ میں میدان سے بھاگ نہ سکیں مگر پھر بھی ان کو زنجیریں توڑ کر بھاگنا ہی پڑا ان زنجیروں کی وجہ سے اس لڑائی کا نام جنگ ذات السلاسل مشہور ہوا۔

جنگ قارن:

ہرمز کی اطلاعی عرضی جب دربار ایران میں پہنچی تو وہاں سے ہرمز کی امداد کے لیے ایک زبردست اور بہادر سردار قارن ایک بہادر فوج کے ساتھ روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے ہرمز کا خاتمہ ہو چکا تھا راستے میں قارن کو ہرمز کی ہزیمت یافتہ فوج ملی اس نے بھگوڑوں کو روکا اور ان کی ہمت بندھا کر اپنے ہمراہ لیا اور آگے بڑھ کر نہر کے کنارے قیام کیا، ادھر سے اسلامی لشکر آگے بڑھا، جنگ ہوئی، قارن انوشجان، اور قباد تینوں بڑے بڑے سردار مارے گئے، ایرانی اپنی تیس ہزار لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگے بھاگتے ہوئے بہت نہر میں ڈوب کر مرے بہت سے گرفتار ہوئے اس لڑائی کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس صوبہ کی رعایا کو کسی قسم کی کوئی تکلیف واذیت پہنچائے بغیر جزیہ کی ادائیگی پر آمادہ کر کے وہاں اسلامی عامل مقرر فرما دیئے اور رعایائے ایران نے رعایائے اسلام بن کر یہ محسوس کیا کہ دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہو گئے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ملک شام میں:

ایرانیوں کی جانب سے کسی قدر اطمینان ہو چکا تھا اور امید نہ تھی کہ اب جلد وہ مدینہ منورہ میں فوج کشی کے خواب دیکھیں گے جس وقت عرب کے ہر ایک حصہ میں فتنہ ارتداد فرو ہو گیا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایرانی خطرہ کی اہمیت بھی کسی عجلت کی متقاضی نہ رہی تو اب سب سے مقدم اور سب سے زیادہ اہم ملک شام کا انتظام اور اس طرف سے رومی و غسانی خطرہ کی روک تھام تھی شرحبیل بن عمرو غسانی بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کے ایلچی کو شہید کر دیا تھا جس کے بعد جنگ موتہ ہوئی پھر رومیوں اور غسانیوں نے ملکر مدینہ منورہ پر فوج کشی کی تیاریاں کیں جس کا حال سن کر خود رسول اللہ ﷺ فوج لے کر تبوک تک تشریف لے گئے مگر اس وقت تک عیسائی پورے طور پر اتنے بڑے عربی و اسلامی لشکر کے مقابلہ کی جرات نہ کر سکے اور رسول اللہ ﷺ سرحد شام پر رعب ڈال کر واپس تشریف لے آئے اس کے بعد پھر خبر پہنچی کہ سرحد شام پر فوجی تیاریاں ہو رہی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا جو بعد وفات نبوی ﷺ سرحد شام کی طرف گئے اور جو مقابل ہوا اس کو شکست دے کر جلدی سے واپس چلے آئے کیوں کہ فتنہ ارتداد کا اندرون ملک میں خوب زور و شور تھا۔

فتنہ ارتداد کی روک تھام کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب گیارہ لشکر تیار کر کے روانہ کئے تو ان میں سے ایک لشکر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دے کر حکم دیا کہ تم سرحد شام کی طرف جاؤ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامی خطرہ کو محسوس کئے ہوئے تھے اور انہوں نے فتنہ ارتداد کے فرو کرنے میں شامی خطرہ کو بخوبی پیش نظر رکھا تھا جب ارتداد سے اطمینان ہو گیا تو انہوں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف متوجہ کر دیا کہ ایرانی خطرہ کی طرف سے اطمینان حاصل ہو اور ملک عرب کے ہر حصے میں ایلچی بھیج کر لڑائی کے لیے جنگی سپاہیوں کو طلب کیا مدعا یہ تھا کہ عرب کی متحدہ طاقت سے رومی اور ایرانی شہنشاہیوں کا مقابلہ کیا جائے تا کہ ہمیشہ کے لیے عیسائیوں مجوسیوں کے خطرہ سے عرب کو نجات ملے دوسرے عرب کے جنگجو قبائل جو خاموش بیٹھنے کے عادی نہ تھے ان کو ہر حصہ ملک سے طلب کر کے غیر مسلم دشمنوں کے مقابلہ میں شام و عراق کی طرف بھیج دیا جائے تا کہ عرب کے اتحاد و قوت اور اسلام کی مرکزی قوت کے لیے کسی اندرونی فتنہ کا اندیشہ باقی نہ رہے اندریں صورت کہا جا سکتا ہے کہ فتنہ ارتداد بھی اسلامی فتوحات کا ایک بہت بڑا سبب تھا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تدبیر و رائے نے اسلامی عظمت و شوکت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نشوونما کے لیے وہ کام کیا جو ایک تجربہ کار اور ہوشیار مالی اپنے باغیچہ کی سرسبزی کے لیے کر سکتا ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی تھے لیکن وہ راستے سے صدیقی ہدایت کے موافق جس قدر مسلمان ہو سکے اپنے ہمراہ لیتے گئے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے مرتدین کو درست کرنا اور عیسائی لشکر مقابلہ پر آئے تو حتی الامکان جنگ چپادل سے کام لینا میدان داری اور جم کر مقابلہ کرنے سے پرہیز کرنا ایسا حکم دینے کی وجہ یہی تھی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے اول عرب کو قابو میں لا چاہتے تھے اور جب تک فتنہ ارتداد بالکل فرو نہ ہو جائے اس وقت تک ہرقل و کسریٰ کی فوجوں سے لڑائی چھیڑنا مناسب نہ سمجھتے تھے جس طرح دوسرے سرداران لشکر کے ساتھ دربار خلافت سے سلسلہ خط و کتابت جاری تھا اسی طرح سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نقل و حرکت سے بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باخبر تھے اور برابر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ سے احکام پہنچتے رہے۔

ہرقل نے اسلامی لشکر کے حدود شام میں ہونے کی خبر سن کر اول سرحدی قبائل اور سرحدی رؤساء کو مقابلہ کے لیے ابھارا لیکن جب یہ چھوٹے چھوٹے رئیس اور عرب مستنصرہ کے قبائل اسلامی لشکر کے مقابلہ میں مغلوب ہوتے گئے تو قیصر روم ہرقل نے ماہان نامی رومی کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ آگے بڑھایا جب عیسائی اور اسلامی فوجوں کا مقابلہ ہوا تو ماہان کے لشکر کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت آیا۔

اس شکست کا حال سن کر ہرقل خود قسطنطنیہ سے روانہ ہو کر ملک شام میں آیا اور تمام فوجوں کو جمع کر کے لڑائی کا اہتمام اس نے براہ راست اپنے ہاتھ میں لیا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خط سے یہ تمام کیفیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی جس کا ان کو پہلے سے اندازہ تھا۔

اتفاقاً جس روز یہ خط مدینہ میں پہنچا ہے اسی روز سیدنا عکرمہ بن ابی جہل اپنی مہم سے فارغ ہو کر مدینہ میں پہنچے تھے ساتھ ہی ملک کے ہر حصہ سے لڑائی کے لیے آمادہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیار ہو کر قبائل آنے شروع ہو گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کو فوراً خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا، ان کے بعد سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر دے کر روانہ کر دیا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں کو ساتھ لیتے ہوئے فلسطین کے راستے حملہ آور ہوں۔

ان کے بعد آئے ہوئے قبائل کی ایک فوج مرتب کر کے یزید بن ابی سفیان کو سردار بنا کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم دمشق کی طرف جا کر حملہ آور ہو۔

پھر ایک فوج ترتیب دے کر اس کا سردار سیدنا ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو بنایا اور حکم دیا کہ تم حمص کی جانب جا کر حملہ کرو۔

اسی عرصہ میں سیدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ عراق کی طرف سے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک اور لشکر مرتب فرما کر اس کا سردار سیدنا شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرما دیا اور حکم دیا کہ تم اردن کی جانب سے حملہ کرو اس طرح صدیق اکبر نے چار لشکر مرتب فرما کر چار مختلف راستوں سے ماہ محرم ۱۳ھ میں روانہ کیے کہ ملک شام پر حملہ آور ہوں۔

جب یہ چاروں لشکر حدود شام میں پہنچے اور ہرقل کو اس کی اطلاع ملی کہ عربوں نے چار حصوں میں منقسم ہو کر چار مقامات پر حملہ آوری کا قصد کیا ہے تو اس نے بھی اپنے چار سپہ سالاروں کو چار عظیم الشان لشکر دے کر الگ الگ روانہ کیا۔

سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے مقابلہ کے واسطے اس نے اپنے حقیقی بھائی تذارق کو نوے ہزار فوج دے کر فلسطین کی طرف روانہ کیا۔

جرجہ بن نوذیہ کو چالیس ہزار فوج دے کر یزید بن ابی سفیان کے مقابل دمشق کی سمت

www.KitaboSunnat.com

بھیجا۔

راقص نامی سردار کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ سیدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر اردن کی جانب

اور رفیقاء بن نسطورس کو ساٹھ ہزار سوار کی جمعیت کے ساتھ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے حمص کی طرف روانہ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرقل نے اپنے چاروں سرداروں کے ماتحت کل دو لاکھ چالیس ہزار فوج مسلمانوں کے مقابلہ کی غرض سے روانہ کی حالانکہ مسلمانوں کے چاروں لشکروں کا مجموعہ تیس ہزار کے قریب تھا۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہرقل نے کیسی زبردست تیاریاں مسلمانوں کے استیصال کی پہلے سے کر رکھی تھیں لیکن اس میں شک نہیں کہ خود ہرقل اپنی ذات سے اس بات کا خواہشمند نہ تھا کہ ضرور مسلمانوں سے لڑے اور وہ تو لڑائی کو ٹالنا اور جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں سے بے تعلق رہنا چاہتا تھا لیکن اس کے تمام درباری، امراء، سرداران فوج اور تمام صوبیدار ہمہ تن آمادہ و مستعد تھے کہ ملک عرب پر حملہ کیا جائے اس مطلب کو ان الفاظ میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے کہ ہرقل تو لڑائی پر آمادہ نہ تھا لیکن رومی قوم پورے پر طور پر آمادہ و مستعد تھی، لہٰذا ہرقل کو رومی قوم کا شہنشاہ ہونے کی حیثیت سے ہر ایک اہتمام ایک ہوشیار و تجربہ کار مہتمم کی طرح کرنا پڑتا تھا۔

مسلمان سردار اگرچہ ایک دوسرے سے جدا سفر کر رہے تھے لیکن حکم صدیقی کے موافق ایک دوسرے کے حالات سے باخبر اور آپس میں سلسلہ پیام رسانی کو قائم رکھے ہوئے تھے جب حدود شام میں داخل ہونے کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ ہر ایک لشکر کے مقابلہ پر اس سے آٹھ گنی رومی فوج جو ہر طرح کیل کانٹے سے درست ہے آ رہی ہے تو ایک طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی، دوسری طرف انہوں نے مناسب سمجھا کہ ہم کو ایک جگہ متحد ہو کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔

اتفاق کی بات کہ ادھر چاروں سردار اپنی اپنی فوجوں کو لیے ہوئے ایک جگہ یرموک میں جمع ہوئے، ادھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رومی لشکر کی کثرت اور تیاریوں کا حال سن کر ایک طرف تو چاروں سرداروں کے نام ایک جگہ جمع ہو کر مقابلہ کرنے کا حکم بھیجا دوسری طرف سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم صوبہ حیرہ میں اپنی جگہ سیدنا مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو وہاں کا ذمہ دار افسر بنا کر نصف فوج سیدنا مثنی رضی اللہ عنہ کے پاس چھوڑ کر اور نصف فوج خود لے کر شام کی طرف چلے جاؤ اور وہاں کی تمام افواج اسلام کا اہتمام بحیثیت سپہ سالار اعظم اپنے ہاتھ میں لے لو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دیکھ چکے تھے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایرانی افواج کو کس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح پیہم شکستیں دے کر ایک بڑا علاقہ سلطنت ایران سے چھین لیا ہے، ان کی نظر میں سیدنا خالد رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص نہ تھا جو اس خطرناک حالت میں رومیوں کا مقابلہ کامیابی سے کر سکے'' یہ بھی جانتے تھے کہ خالد کا سب سے بڑا اور سب سے پہلا کارنامہ جنگ موتہ تھا کہ انہوں نے اسلامی لشکر کی بگڑی ہوئی حالت کو سدھار لیا تھا جس کے صلہ میں بارگاہ ایزدی سے ان کو سیف اللہ کا خطاب ملا تھا لہٰذا انہوں نے مناسب سمجھا کہ چاروں نہایت زبردست اور قابل سپہ سالاروں کے پاس سیف اللہ کو بھیجنا اور ان چاروں پر ان کو سردار بنا دینا ضرور مفید ہوگا چنانچہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دس ہزار فوج سیدنا مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس چھوڑ دی، اور دس ہزار فوج لے کر شام روانہ ہوئے۔

ادھر ہرقل نے جب یہ دیکھا کہ چاروں اسلامی لشکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں تو اس نے بھی اپنے چاروں سرداروں کو حکم دیا کہ ایک جگہ جمع ہو کر مقابلہ کرو چاروں رومی لشکر جمع ہو کر چشمہ یرموک کے دوسری جانب ایک ایسے بیضوی میدان میں خیمہ زن ہوئے جو پشت کی جانب پہاڑ اور سامنے کی جانب پانی سے محصور تھا، اس دو لاکھ چالیس ہزار رومی لشکر کا سپہ سالار اعظم ہرقل کا بھائی تذارق تھا، ہرقل نے اس کو لکھا کہ میں ایک زبردست لشکر اور تمہاری کمک کے لیے روانہ کر رہا ہوں چنانچہ ماہان نامی سردار کو یرموک کی طرف روانہ کیا اسلامی لشکر جو چشمہ یرموک کے اس طرف میدان میں پڑا ہوا تھا خود رومیوں پر اپنی قلت کے سبب حملہ نہ کر سکتا تھا ادھر رومی جو ایک قدرتی حصار کے اندر محفوظ تھے باہر نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونے میں پس و پیش کر رہے تھے۔

یرموک میں جب دونوں طرف کے لشکر جمع ہوئے ہیں تو صفر کا مہینہ تھا انہیں ایام میں یا دو چار روز بعد سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید عراق سے اپنا دس ہزار لشکر لے کر یرموک کی جانب روانہ ہوئے راستہ میں سیدنا خالد بن ولید کو کئی جگہ دشمن قبائل اور دشمن رئیسوں کی فوجوں نے روکا ٹوکا ہر جگہ خالد لڑتے دشمنوں کو مارتے بھگاتے اور سامنے سے ہٹاتے ہوئے ماہ ربیع الاول ۱۳ھ میں یرموک پہنچ گئے یرموک میں ہرقل کی طرف سے کئی سردار اور بطریق فوجی امداد کے ساتھ رومی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر میں آ آ کر شریک ہو چکے تھے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے اگرچہ معمولی چھیڑ چھاڑ دونوں لشکروں میں ہو جاتی تھی مگر کوئی اہم قابل تذکرہ معرکہ ابھی تک نہیں ہوا تھا۔

جنگ یرموک:

سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے ایک تجربہ کار سپہ سالار کی حیثیت سے تمام حالات کا معائنہ کیا ایک رات ان کو محسوس ہوا کہ صبح رومی لشکر متفقہ طور پر حملہ آور ہوگا انہوں نے رات ہی کے وقت تمام لشکر اسلام کو جس کی تعداد چالیس ہزار سے چھیالیس ہزار تک بیان کی گئی ہے بہت سے چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کر کے ہر ایک دستہ پر ایک ایک تجربہ کار بہادر شخص کو افسر مقرر کیا اور چیدہ چیدہ بہادروں کا ایک مختصر دستہ اپنی رفاقت کے لیے مخصوص کر کے نہایت عمدگی کے ساتھ ہر ایک افسر کو اس کے فرائض اور مناسب ہدایات سمجھا دیں۔

رومی لشکر کی جانب سے اول چالیس ہزار سواروں کے ایک لشکر نے حملہ کیا سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اپنے مٹھی بھر رفیقوں کے ساتھ آگے بڑھ کر اس لشکر کو بھگا دیا، اس کے بعد جرجہ بن بوذیہ رومی سردار آگے بڑھ کر آیا اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کچھ باتیں کرنے کے لیے طلب کیا سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید اس کے پاس گئے اس نے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سے اسلام کے متعلق کچھ سوالات کئے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو نہایت خوبی کے ساتھ اسلام کی حقیقت سمجھائی، وہ اسی وقت مسلمان ہو کر تنہا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اسلامی لشکر میں چلے آئے اور پھر مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر رومی لشکر پر حملہ آور ہوئے، اسی لڑائی میں حضرت جرجہ بن بوذیہ رحمہ اللہ نہایت بہادری کے ساتھ لڑ کر شہید ہوئے۔

دونوں طرف سے سخت حملہ شروع ہوا اسلامی سرداروں کی حیرت انگیز بہادری نے باوجود مسلمانوں کی کمی کے کسی لشکری کے دل میں ہمت ہارنے اور بد دل ہونے کے خیال تک کو بھی نہیں آنے دیا جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ عورتوں نے بھی جو اسلامی لشکر کے ساتھ تھیں لڑنے اور کفار کے قتل کرنے میں حصہ لیا ابی سفیان رجز پڑھ پڑھ کر دلوں میں جوش اور لڑائی کی امنگ پیدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہے تھے سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا کہ کون ہے جو میرے ہاتھ پر موت کے لیے بیعت کرے اسی وقت سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اور دوسرے چار سو آدمیوں نے بیعت کی کہ ہم یا تو شہید ہو جائیں گے یا فتح مند ہو کر میدان سے واپس آئیں گے اس کے بعد یہ جماعت رومی لشکر میں بھوکے شیروں کی طرح گھس گئی سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ بلند آواز سے سورہ انفال کی تلاوت فرما کر غازیان اسلام کے دلوں میں شوق شہادت پیدا کر رہے تھے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ شرحبیل بن حسنہ، سیدنا یزید بن ابی سفیان سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل سیدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ، سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، سیدنا حارث بن ضرار رضی اللہ عنہ سیدنا جرجہ بن بوذیہ رضی اللہ عنہ بہادران اسلام نے وہ وہ کارہائے نمایاں کیے کہ چشم فلک نے آج تک نہ دیکھے تھے صبح سے شام تک شمشیر و خنجر اور تیر و سنان کا استعمال بڑی تیزی اور سرگرمی سے جاری رہا ظہر و عصر کی نمازیں غازیان اسلام نے محض اشاروں سے میدان جنگ میں لڑتے ہوئے پڑھیں دن ختم ہو گیا مگر لڑائی ختم نہ ہوئی۔

آخر کار رومی دن بھر کی صعوبت کشی سے افسردہ و مضمحل ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ پر نہ جم سکے پیچھے ہٹے اور ہٹتے ہٹتے دامن کوہ میں پہنچے لیکن مسلمان ان کے ساتھ ساتھ بڑھتے بڑھتے اور دھکیلتے ہوئے گئے جب پیچھے ہٹنے اور بھاگنے کی جگہ نہ ملی تو ادھر ادھر کو پھوٹ پھوٹ کر ان کا سیلاب نکلا مسلمانوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا بہت سے پانی میں ڈوب کر اور بہت سے خندق میں گر کر ہلاک ہوئے ایک لاکھ تیس ہزار رومی لقمہ اجل ہوئے باقی اپنی جان بچا کر بھاگ نکلے ان مفرورین میں سوار زیادہ تھے پیدل قریباً سب مارے گئے۔

لڑائی تمام دن اور تمام رات جاری رہ کر اگلے دن صبح کے وقت مسلمانوں کی فتح کی شکل میں ختم ہوئی اور رومی سپاہیوں سے میدان بالکل خالی نظر آیا رومیوں کا سپہ سالار اعظم تذارق برادر ہرقل بھی مارا گیا اور بھی کئی سردار مارے گئے مسلمانوں کے تین ہزار بہادر شہید ہوئے ان تین ہزار میں سیدنا جرجہ بن بوذیہ نو مسلم، سیدنا عکرمہ بن ابی جہل، سیدنا عمرو بن عکرمہ، سیدنا سلمہ بن ہشام، سیدنا عمرو بن سعید، سیدنا ابان بن سعید، سیدنا ہشام بن العاص، سیدنا ہبار بن سفیان،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا طفیل بن عمرو شہداء رضی اللہ عنہم خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں۔

وفات صدیقی:

شام کے ملک میں یرموک کی لڑائی نے قیصر ہرقل کو بدحواس بنا دیا تھا جب یرموک کے بھاگے ہوئے سپاہی حمص میں ہرقل کے پاس جہاں وہ نتیجہ جنگ کا انتظار کر رہا تھا پہنچے ہیں تو وہ اپنے کئی لاکھ آہن پوش لشکر کا مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھ سے تہس نہس ہونا سن کر ششدر رہ گیا اور فوراً حمص سے روانہ ہو کر کسی دوسرے مقام کی طرف چل دیا جاتے ہوئے یہ حکم دے گیا کہ دمشق اور حمص کو اچھی طرح قلعہ بند اور مضبوط کر لیا جائے مسلمان یرموک سے بڑھ کر دمشق کا محاصرہ کر چکے تھے شام کے ملک پر گویا مسلمان قابض و متصرف ہو ہی چکے تھے یا ہونے والے تھے ہرقل کی کمر یرموک میں ٹوٹ چکی تھی اور اب بجائے اس کے رومی عرب کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ان کی نگاہوں میں خود اپنی موت و ہلاکت پھرنے لگی تھی اسی طرح عراق کا زرخیز و وسیع حصہ مسلمانوں کے قبضہ و تصرف میں آ چکا تھا اسلامی حکومت ملک عرب میں مستقل و پائدار ہو کر ایران و روم کی سرحدوں کو پیچھے ہٹانے اور خود وسیع ہونے میں مصروف ہو چکی تھی۔

شروع ماہ جمادی الثانی ۱۳ھ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعارضہ تپ مبتلا ہوئے پندرہ روز برابر شدت کا بخار رہا جب آپ کو یقین ہوا کہ وقت آخر آ پہنچا ہے تو آپ نے سب سے پہلے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف کو بلا کر خلافت کے متعلق مشورہ کیا سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بابت تمہارا کیا خیال ہے انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں سخت گیری زیادہ ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی سختی کا سبب صرف یہ ہے کہ میں نرم طبیعت رکھتا تھا میں نے خود اندازہ کر لیا ہے کہ جس معاملہ میں نرمی اختیار کرتا تھا اس میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سختی کی جانب مائل نظر آتی تھی لیکن جن معاملات میں میں نے سختی سے کام لیا ہے ان میں عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ نرمی کا پہلو اختیار کرتے تھے میرا خیال ہے کہ خلافت ان کو ضرور نرم دل اور معتدل بنا دے گی اس کے بعد آپ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہی سوال کیا انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور ہم میں سے کوئی ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا پھر آپ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر یہی سوال کیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ دے چکے تھے اس کے بعد سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے بھی فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کر جاؤں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ خدائے تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے رعیت کے ساتھ کیسا معاملہ کیا یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اٹھا کر بٹھا دو چنانچہ آپ کو بٹھایا گیا آپ نے فرمایا میں خدائے تعالیٰ کو جواب دوں گا کہ میں نے تیری مخلوق پر تیری مخلوق کے بہترین شخص کو خلیفہ مقرر کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ:

آپ نے شدت مرض کی حالت میں مسلمانوں کے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا:

''میں نے اپنے کسی عزیز رشتہ دار کو خلیفہ نہیں بنایا اور میں نے صرف اپنی ہی رائے سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں بنایا بلکہ صاحب الرائے لوگوں سے مشورہ کر لینے کے بعد خلیفہ بنایا ہے پس کیا تم لوگ اس شخص کے خلیفہ ہونے پر رضا مند ہو جس کو میں نے تمہارے لیے انتخاب کیا ہے؟ یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کے انتخاب اور آپ رضی اللہ عنہ کی تجویز کو پسند کرتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کو چاہیئے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کہنا سنو اور اس کی اطاعت کرو سب نے اقرار اطاعت کیا۔

اس کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

''اے عمر! میں نے تم کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا نائب بنایا ہے اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن میں ڈرتے رہنا اے عمر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ کے بعض حقوق ہیں جو رات سے متعلق ہیں ان کو وہ دن میں قبول نہیں کرے گا اسی طرح بعض حقوق دن سے متعلق ہیں جن کو وہ رات میں قبول نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہیں فرماتا جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں۔ اے عمر! جن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اعمال صالحہ قیامت میں وزنی ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے نیک اعمال کم ہوں گے وہ مبتلائے مصیبت ہوں گے اے عمر رضی اللہ عنہ! فلاح ونجات کی راہیں قرآن مجید پر عمل کرنے اور حق کی پیروی سے میسر ہوتی ہیں اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ ترغیب وترہیب اور انذار وبشارت کی آیات قرآن مجید میں ساتھ ساتھ نازل ہوئی ہیں تاکہ مومن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اس سے اپنی مغفرت طلب کرتا رہے اے عمر رضی اللہ عنہ! جب قرآن مجید میں اہل نار کا ذکر آئے تو دعا کرو کہ الٰہی! تو مجھے ان میں شامل نہ کرنا اور جب اہل جنت کا ذکر آئے تو دعا کرو کہ الٰہی! تو مجھے ان میں شامل کرا اے عمر رضی اللہ عنہ! تم جب میری ان وصیتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔''

22 اور 23 جمادی الثانی کی درمیانی شب میں جو شب سہ شنبہ تھی بعد مغرب بعمر ۶۳ سال آپ کا انتقال ہوا اور عشاء سے پہلے یا رات کے کسی وقت میں آپ رضی اللہ عنہ دفن کر دیئے گئے سوا دو سال آپ نے خلافت کی مکہ کے عامل سیدنا عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید نے بھی مکہ میں اسی روز انتقال کیا جس روز سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لیے تحریر لکھوائی اور مسلمانوں کو اسکی اطلاع دی وہ صدیق اکبر کی زندگی کا آخری دن تھا۔

اسی روز بعد تکمیل تحریر سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو حیرہ (عراق) سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تھے مدینہ منورہ پہنچے وہاں (عراق) کی یہ صورت پیش آئی تھی کہ جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نصف فوج خود لے کر اور نصف سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہو گئے تو بہمن جادویہ ایرانی سپہ سالار یہ سمجھ کر کہ اب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں مسلمانوں کا اس ملک سے نکال دینا آسان ہے ایک لشکر عظیم لے کر آیا، سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حیرہ سے چل کر بابل کے قریب اس ایرانی لشکر کا استقبال کیا جنگ عظیم برپا ہوئی بڑے کشت وخون کے بعد ایرانیوں کو شکست فاش نصیب ہوئی سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مدائن کے قریب تک ایرانیوں کا تعاقب کیا اور پھر واپس حیرہ میں چلے آئے۔

اس شکست کے بعد ایرانیوں نے اپنے اندرونی جھگڑوں کو ملتوی کر کے اور ایرانی سپہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالاروں اور وزیروں نے اپنی رقابتوں کو فراموش کر کے از سر نو تیاریاں شروع کیں تمام ملک اور صوبوں میں نیا جوش اور ہمت کی لہر دوڑ گئی ایرانی قبائل اور رؤسا ملک سب مسلمانوں کے خلاف میدان جنگ میں جانے اور لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے جب ایرانیوں کی جنگی سرگرمیوں کے حالات سنے تو ان کو اپنی قلت فوج کے تصور سے پریشانی ہوئی لہٰذا وہ سیدنا بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ مقرر کر کے خود عازم مدینہ ہوئے کہ خلیفۃ الرسول کو زبانی بالتفصیل تمام حالات سنائیں اور اس موقعہ کی اہمیت ونزاکت سمجھائیں سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ جب مدینہ میں پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے صرف چند گھنٹے باقی تھے انہوں نے سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے تمام حالات سنے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فوج جمع کر کے ضرور اور جلد روانہ کرنا۔

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے باہر نکلے تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی بہتری اور فتنہ وفساد کے خطرے کو دور کرنے کے لیے اپنے بعد خلیفہ منتخب کیا ہے میں نے جو کچھ کیا ہے مسلمانوں کی بھلائی کے لیے کیا ہے تو دلوں کے حال سے خوب واقف ہے میں نے مسلمانوں سے مشورہ بھی لے لیا ہے اور ان میں سے اس شخص کو جو سب سے بہتر قوی اور مسلمانوں کی بھلائی چاہنے والا اور امین ہے ان کا والی بنایا ہے۔ پس تو میرا خلیفہ ان میں قائم رکھ وہ تیرے بندے ہیں اور ان کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے ان کے والیوں کو نیک بنا عمر رضی اللہ عنہ کو بہتر خلیفہ بنا اور اس کی رعیت کو اس کے لیے اچھی رعیت بنا دے۔

اولاد وازواج:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پہلی بیوی قتیلہ بنت عبدالعزیٰ تھیں جس سے سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا (سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ) پیدا ہوئے دوسری بیوی آپ کی ام رومان تھیں ان کے بطن سے سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو پہلی بیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اس کو آپ رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی دوسری بیوی سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا مسلمان ہوگئیں مسلمان ہونے کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہ نے دو نکاح اور کیے، ایک سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی بیوہ تھیں ان کے بطن سے سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے دوسرا نکاح سیدہ حبیبہ بنت خارجہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے کیا جو قبیلہ خزرج سے تھیں۔ ان کے بطن سے ایک بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سب سے پہلے آپ نے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ آپ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے۔ آپ کے زمانۂ خلافت میں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ مثلاً ایران' مصر اور شام و فلسطین کے علاقے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت کا مرتبہ بھی عطا فرمایا۔

1۔ ابتدائی حالات و واقعات:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام عمر تھا لقب فاروق اور کنیت ابوحفص تھی۔ والد کا نام خطاب بن نفیل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ قریش کی ایک شاخ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ آٹھویں پشت پر آپ کا سلسلہ نسب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے جا ملتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاندان دورِ جاہلیت میں سفارت اور مقدمات کے فیصلے میں ثالثی کا عہدہ رکھتا تھا۔ آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ (13) برس چھوٹے تھے اور مکے میں پیدا ہوئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بچپن میں اونٹ چرایا کرتے تھے۔ جوان ہوئے تو لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا۔ آپ علم الانساب' شہسواری اور سپاہ گری جانتے تھے۔ خطابت اور پہلوانی بھی کرتے تھے۔ عکاظ کے میلے میں پہلوانوں کے مقابلے میں شرکت کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیشہ تجارت تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عراق مصر اور شام کے تجارتی سفر کیے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے رعب اور دبدبے والے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو دوسرے کفار کی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کے مخالف تھے۔ جذباتی اور سخت گیر ہونے کی وجہ سے اپنے مسلمان غلام کو مارتے پیٹتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ:

اے اللہ! ابوجہل یا عمر میں سے کسی ایک کو اسلام لانے کی توفیق دے۔ آخر یہ دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کام آ گئی اور وہ اسلام لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بہت عجیب ہے۔ ہوا یوں کہ جب آپ نے دین اسلام کی دعوت کو پھیلتا دیکھا تو ایک دن یہ ارادہ کرلیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) قتل کردیا جائے تاکہ اس دعوت کا بالکل خاتمہ ہوجائے۔ اسی ارادے سے وہ گھر سے تلوار لے کر نکلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دارارقم میں تشریف فرماتے اور ان کے ساتھ کئی اور صحابہ بھی وہاں موجود تھے۔ راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سیدنا نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ملے جنہوں نے پوچھا عمر رضی اللہ عنہ کہاں جارہے ہو؟ جواب دیا: آج میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے جارہا ہوں تاکہ اس نئے دین کا خاتمہ ہوجائے۔ سیدنا نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پہلے اپنے گھر کی خبرلو۔ تمہاری بہن اور تمہارا بہنوئی مسلمان ہوچکے ہیں۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ دونوں میاں بیوی کو قرآن پڑھا رہے تھے اور دروازہ بند کر رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھلوایا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ جلدی سے اندر چھپ گئے۔ پوچھا تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ کیوں نیا دین اختیار کیا ہے؟ بہنوئی سے تلخ کلامی ہوئی تو ان کو زخمی کردیا۔ بہن چھڑانے آئی تو اس کو بھی پیٹا مگر اس نے جواب دیا: عمر! جو چاہے کرلو۔ میں اسلام سے نہیں پھروں گی بہن کی استقامت اثر کرگئی۔ بولے جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ کہا گیا پہلے غسل کرو پھر صحیفے کو ہاتھ میں لو اور پڑھو۔ جب قرآن پڑھا تو دل کی دنیا بدل گئی۔ کہنے لگے مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ ان کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جو اس وقت دارارقم میں موجود تھے۔ دروازے پر دستک دی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ گھبرائے کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر تلوار بکف تھے۔ لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسے آنے دو۔ اگر اچھی نیت سے آیا ہے تو ٹھیک ورنہ اسی کی تلوار سے اس کی گردن اتار دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر بارعب انداز میں پوچھا: عمر کس ارادے سے آئے ہو عرض کیا اسلام لانے کے لیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر پکارا تو سب مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور مکے کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی طاقت اور اسلام کی دعوت کو بڑی تقویت ملی۔ اگرچہ ان سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے بہادر شخص مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن ابھی تک مسلمانوں کو ہمت نہ تھی کہ خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھ سکیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو اب مسلمان کعبے میں بھی جا کر نماز پڑھنے لگ گئے۔ اسی حوالے سے ان کو فاروق کہا جاتا ہے۔

ہجرت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ غزوۂ بدر، غزوۂ احد، صلح حدیبیہ، فتح خیبر اور فتح مکہ اور حنین کے معرکوں میں شامل رہے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں آپ ان کے مشیروں میں شامل تھے اور کچھ عرصہ مدینے کے قاضی بھی رہے۔

2۔ آپ کی خلافت کے واقعات:

13ھ میں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آن پہنچا تو انہوں نے صحابہ کرام کے مشورے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کیا۔ لوگوں سے رائے لی تو سب نے آپ کے فیصلے کو منظور کیا اور آپ کی بیعت کی گئی۔ اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ بنے۔

خلیفہ بنتے ہی آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ ایران، مصر، شام اور فلسطین کے علاقے فتح کیے گئے۔ آپ نے خلافت کا بہترین انتظام فرمایا۔ بیت المال قائم کیا۔ باقاعدہ فوج قائم کی۔ عدالتی نظام ترتیب دیا۔ زرعی اصلاحات کیں۔ ذمیوں سے اچھا سلوک کیا۔ رفاہ عامہ کے کام کیے۔ قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم کا بندوبست کیا۔

3۔ شہادت:

23ھ میں ایک پارسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس وقت قاتلانہ حملہ کر دیا جب آپ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ اس غلام نے ایک زہر آلود خنجر سے آپ رضی اللہ عنہ کو چھ زخم لگائے۔ آپ نے زخمی حالت میں نماز مکمل کی اور پھر اس حادثے کے تین روز بعد شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ (63) برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو روضۂ اقدس کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آخری وقت جانشینی کے لیے آپ رضی اللہ عنہ نے چھ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی نامزد کی اور لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ چن لیں۔ لوگوں نے کثرت رائے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نیا خلیفہ منتخب کر لیا۔

4۔ سیرت و کردار:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اعلیٰ سیرت و کردار کے مالک تھے۔ بڑے بہادر اور بارعب تھے۔ وہ ایک مثالی حکمران تھے۔ بہترین منتظم تھے۔ وہ اللہ سے ڈرنے والے پرہیزگار انسان تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ سادگی پسند تھے۔ رعایا کی خبر گیری کرتے تھے۔ حق کے لیے وہ ننگی تلوار تھے۔ حدود اللہ کو سختی سے سب پر نافذ کرتے تھے۔

ترمذی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔''

5۔ اولیاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں بہت سے اچھے اور نیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاموں کی ابتدا کی جن کو اولیات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ ذیل میں چند اولیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے تاریخ اور سن ہجری کا آغاز کیا۔
2۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کر دیا۔
3۔ باقاعدہ بیت المال قائم کیا۔
4۔ فوج کا محکمہ قائم کیا اور رضا کار مجاہدین کی تنخواہیں مقرر کیں۔
5۔ کوفہ، بصرہ، موصل، فسطاس وغیرہ نئے شہر آباد کیے۔
6۔ مردم شماری کرائی۔
7۔ معمولی جرائم کے لیے جیل خانے بنائے۔
8۔ فوجی گھوڑوں کو چوری سے محفوظ رکھنے اور ان کا حساب کتاب رکھنے کے لیے ان پر نشان ''جیش فی سبیل اللہ'' کے داغ لگائے گئے۔
9۔ امن وامان کے لیے پولیس کا محکمہ قائم کیا۔
10۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مسافروں کے لیے سرائیں قائم کیں۔
11۔ نئی نہریں کھدوائیں اور آبپاشی کا بندوبست کیا۔
12۔ ڈاک کا نظام قائم کیا اور ڈاک چوکیاں بنائیں۔
13۔ لاوارث بے سہارا اور یتیم بچوں کے لیے وظیفے مقرر کیے۔
14۔ چاندی کے سکے جاری کیے۔
15۔ رات کو گشت کا طریقہ ایجاد کیا۔
16۔ عُشر یعنی مال تجارت پر 1/10 محصول مقرر کیا۔
17۔ فجر کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' (نماز نیند سے بہتر ہے) کا اضافہ فرمایا۔
18۔ نماز تراویح با جماعت کا اہتمام کیا۔
19۔ شراب نوشی پر اسی (80) کوڑوں کی حد مقرر کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20۔ نماز جنازہ میں چار تکبیروں کی سنت جاری فرمائی۔

21۔ مساجد میں وعظ کا طریقہ شروع کیا۔

22۔ اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

23۔ قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم کے لیے دینی مدارس قائم کیے اور ان میں تنخواہ دار معلّمین مقرر کیے۔

(ب) سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالاتِ زندگی

نسب وولادت:

آپ اشراف قریش میں سے تھے زمانہ جاہلیت میں آپ کے خاندان سے سفارت مخصوص ومتعلق تھی یعنی جب قریش کی کسی دوسری قبیلے سے لڑائی ہوتی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے بزرگوں کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا تھا یا جب کبھی تفاخر نسب کے اظہار کی ضرورت پیش آتی تو اس کام کے لیے آپ ہی کے بزرگ آگے نکلتے تھے آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، کعب کے دو بیٹے تھے، ایک عدی دوسرے مرہ، مرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں یعنی آٹھویں پشت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں مل کر ایک ہو جاتا ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفص تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو فاروق کے لقب سے ملقب فرمایا تھا آپ رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس سال پہلے پیدا ہوئے لڑکپن میں اونٹوں کے چرانے کا شغل تھا جوان ہونے کے بعد عرب کے دستور کے موافق نسب دانی، سپہ گری، شہسواری اور پہلوانی کی تعلیم حاصل کی عہد جاہلیت میں بھی اور مسلمان ہونے کے بعد بھی تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔

بعض خصوصی فضائل:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پیشتر بازار عکاظ میں جہاں اہل فن کا سالانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماع ہوتا تھا اور بہت بڑا میلہ لگتا تھا اکثر دنگل میں کشتی لڑا کرتے تھے اور ملک عرب کے نامی پہلوانوں میں سمجھے جاتے تھے شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے اور اس طرح جم کر بیٹھتے کہ بدن کو حرکت نہ ہوتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت فتوح البلدان کی روایت کے موافق قریش میں صرف سترہ آدمی ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان میں ایک سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ کے بعد مکہ میں بچے ہوئے مسلمانوں میں سے چالیس مسلمان مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے، بقول بعض انتالیس مردوں اور تیئس عورتوں کے بعد اور بقول دیگر ۴۵ مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام میں داخل ہوئے آپ رضی اللہ عنہ سابقین اولین اور عشرہ مبشرہ میں ہیں آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خسر ہیں آپ رضی اللہ عنہ کا شمار علماء اور زہاد صحابہ رضی اللہ عنہ میں ہوتا ہے، ۳۹ ہجری حدیثیں آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا انس رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے روایت کیا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس روز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس روز مشرکین نے کہا کہ آج مسلمانوں نے ہم سے سارا بدلہ لے لیا اور اسی روز آیت ﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ نازل ہوئی، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس روز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس روز سے اسلام عزت ہی پاتا گیا آپ رضی اللہ عنہ کا اسلام گویا فتح اسلام تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کی امامت رحمت تھی ہماری مجال نہ تھی کہ ہم کعبہ شریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو آپ نے مشرکین سے اس قدر جدال و معرکہ آرائی کی کہ مجبوراً ان کو ہمیں نماز پڑھنے کی اجازت دینی پڑی۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے سیدنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے اسلام بمنزلہ ایک اقبال مند آدمی کے ہو گیا کہ ہر قدم پر ترقی کرتا گیا اور جب سے آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اسلام کے اقبال میں کمی آ گئی کہ ہر قدم پیچھے ہی پڑتا ہے۔

ابن سعد، سیدنا صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اسلام ظاہر ہوا ہم کعبہ کے گرد بیٹھنے طواف کرنے مشرکین سے بدلہ لینے اور ان کو جواب دینے لگے ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی ہے لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا قصد کیا تو ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار لی دوسرے میں تیر اور پشت پر کمان کو لگا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے سات مرتبہ طواف کیا اور دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر پڑھیں پھر سرداران قریش کے حلقہ میں تشریف لائے اور ایک ایک سے کہا کہ تمہارے منہ کالے ہوں جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو وہ آ کر مجھ سے مقابل ہو کسی کو جرات نہ ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو روکتا۔۔۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہر ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور یوم احد میں ثابت قدم رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے بحالت خواب (یا سفر معراج میں) جنت میں دیکھا کہ ایک عورت ایک قصر کے پہلو میں بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا کہ یہ قصر کس کا ہے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھ کو تمہاری غیرت یاد آ گئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا کہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیرت کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا ہے اور اس کی تازگی میرے ناخنوں تک پہنچ گئی ہے پھر میں نے وہ دودھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا، لوگوں نے پوچھا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ سے مراد علم ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے پیش کیا جاتا ہے اور وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں بعض کے قمیص سینے تک اور بعض کے اس سے زیادہ مگر عمر رضی اللہ عنہ کا قمیص زمین میں گھسٹتا جاتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ قمیص سے مراد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ واللہ جس راستے سے تم جاتے ہو اس راستے کو شیطان چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہونے والا ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوتا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ چراغ اہل جنت ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک عمر رضی اللہ عنہ تمہارے درمیان رہے گا فضول کا دروازہ بند رہے گا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان کا ہر فرشتہ عمر رضی اللہ عنہ کا عزت واحترام کرتا ہے اور زمین کا ہر شیطان اس سے ڈرتا ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے اگر میری امت میں بھی کوئی محدث ہوسکتا ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے لوگوں نے پوچھا کہ محدث کسے کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی زبان سے ملائکہ باتیں کریں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ مجھ کو عزیز نہیں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب صالحین کا ذکر کرو تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہ بھول جاؤ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ ذہین پایا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر دنیا بھر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ کر تولا جائے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری رہے گا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دنیا بھر کا علم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی گود میں پڑا ہوا ہے نیز یہ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شخص سوائے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایسا نہیں ہے جس نے جرات کے ساتھ راہ اللہ تعالیٰ میں ملامت سنی ہو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کپڑا اوڑھے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اس کپڑے اوڑھے ہوئے شخص سے زیادہ مجھے کوئی عزیز نہیں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ارادہ کی پختگی اور ہوش مندی و دلیری سے پُر ہیں۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ان چار باتوں سے معلوم ہوتی ہے اول اسیران جنگ بدر کے قتل کا حکم دیا اور اس کے بعد آیت لولا کتاب من اللہ نازل ہوئی دوم آپ نے امہات المومنین کو پردہ کرنے کے لیے کہا اور پھر آیت پردہ نازل ہوئی۔ اسی پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وحی تو ہمارے گھر میں اترتی ہے اور تم کو پہلے ہی القا ہو جاتا ہے سوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا الٰہی عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمان کر کے اسلام کی مدد فرما چہارم آپ کا اول ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لینا۔ سیدنا مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اکثر یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شیطان قید میں رہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آزاد ہو گئے۔ سیدنا ابواسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جانتے بھی ہو کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ و سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کون تھے۔ وہ اسلام کے لیے بمنزلہ ماں اور باپ کے تھے۔ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھلائی سے یاد نہ کرے۔

حلیہ فاروقی رضی اللہ عنہ:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رنگت سفید تھی لیکن سرخی اس پر غالب تھی قد نہایت لمبا تھا پیادہ پا چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ سوار جا رہا ہے رخساروں پر گوشت کم تھا ڈاڑھی گھنی مونچھیں بڑی سر کے بال سامنے سے اڑ گئے تھے سیدنا ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دراز قد موٹے تازے تھے رنگت میں سرخی غالب تھی گال پچکے ہوئے مونچھیں بڑی تھیں اور ان کے اطراف میں سرخی تھی آپ کی والدہ شریفہ ابوجہل کی بہن تھیں اس رشتے سے آپ ابوجہل کو ماموں کہا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ کے اہم واقعات:

۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز سہ شنبہ مدینہ منورہ میں تمام مسلمانوں نے بلا اختلاف سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز دوشنبہ سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے آنے اور حالات سنانے کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا کر جو حکم دیا تھا اس کے الفاظ یہ تھے:

''مجھے قوی امید ہے کہ میں آج ہی مر جاؤں گا پس میرے مرنے کے بعد تم کل کا دن ختم کرنے سے پہلے پہلے مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو لڑائی پر روانہ کر دینا تم کو کوئی مصیبت تمہارے دینی کام اور حکم الٰہی سے غافل نہ کرنے پائے تم نے دیکھا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کیا کیا تھا حالانکہ وہ سب سے بڑی مصیبت تھی جب اہل شام پر فتح حاصل ہو جائے تو اہل عراق کو عراق کی طرف واپس بھیج دینا کیونکہ اہل عراق، عراق ہی کے کاموں کو خوب سرانجام دے سکتے ہیں اور عراق ہی میں ان کا دل خوب کھلا ہوا ہے۔''

ان الفاظ سے ایک یہ حقیقت بھی خوب سمجھ میں آ جاتی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کچھ کیا دینی کام اور دینی مقصد کو مقدم سمجھ کر کیا مرتے وقت بھی ان کو دینی کاموں ہی کی فکر تھی اپنی اولاد و ازواج کے حق میں کوئی وصیت نہیں فرمائی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیعت خلافت لینے کے بعد لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی مہاجرین و انصار کو خاص طور پر مخاطب کر کے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے پکارا مگر مجمع نے آمادگی اور جوش کا اظہار نہ کیا تین دن تک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے جہاد کا وعظ سنایا مگر لوگوں کی طرف سے خاموشی رہی، چوتھے روز سیدنا ابوعبیدہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے جہاد عراق کے لیے اپنی آمادگی ظاہر کی ان کے بعد سیدنا سعد بن عبید رضی اللہ عنہ انصاری کھڑے ہوئے پھر سیدنا سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ اور اسی طرح بہت سے لوگ یکے بعد دیگرے آمادہ ہو گئے اور ایک لشکر عراق کے لیے تیار ہو گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کو جو سب سے پہلے آمادہ ہوئے تھے اس لشکر کا سردار بنا کر سیدنا مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عراق کی جانب روانہ کیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو افواج شام کا سپہ سالار اعظم بنا کر بھیجا تھا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک زبردست جنگ جو اور بے نظیر بہادر سپہ سالار تھے عراق میں بھی اب تک سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی سپہ سالار اعظم تھے اور ان کی حیرت انگیز بہادری اور جنگی قابلیت نے دربار ایران اور ساسانی شہنشاہی کو حیران و ششدر اور مرعوب بنا کر دیا تھا، رومی سلطنت کو بھی ابتداء میں اسی طرح مرعوب بنانے اور ایک زبردست ٹکر لگانے کی ضرورت تھی لہٰذا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف سپہ سالار اعظم بنا کر بھیج دیا اور ان کا اندازہ نہایت صحیح ثابت ہوا کیونکہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شام میں پہنچ کر یرموک کے میدان میں ایسی زبردست ٹکر لگائی کہ رومی شہنشاہی کی کمر ٹوٹ گئی اور قیصر کے رعب وسطوت میں زلزلہ برپا ہو گیا ان ابتدائی لڑائیوں کے بعد لشکر اسلام کے قبضہ میں ایران وروم کے آباد و سرسبز صوبے آنے والے تھے اور دونوں شہنشاہیوں کی باقاعدہ افواج سے معرکہ آرائی و میدان داری شروع ہونے والی تھی لہٰذا اب ضرورت تھی کہ اسلامی افواج نہ صرف ایک فتحمند و ملک گیر سپہ سالار کے زیر حکم کام کریں بلکہ ایک مدبر اور ملک دار افسر کی ماتحتی میں مصروف کار ہوں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جنگی قابلیت کے منکر نہ تھے بلکہ وہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کسی قدر غیر محتاط اور متہور شخص سمجھتے تھے ان کو شروع ہی سے یہ اندیشہ تھا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بے احتیاطی کہیں مسلمانوں کی کسی جمعیت کو ہلاکت میں نہ ڈال دے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس احساس میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مخالف نہ تھے، لیکن وہ عراق و شام کے ابتدائی معرکوں میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی کو سب سے زیادہ موزوں اور مناسب سمجھتے تھے وہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرداری کے نقائص کو خوبیوں کے مقابلے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمتر پاتے تھے اور اسی لیے انہوں نے دنیا کی دونوں سب سے بڑی طاقتوں (روم و ایران) کو سیدنا سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی برق و تابانی دکھانی ضروری سمجھی یہ مدعا چونکہ حاصل ہو چکا تھا لہٰذا اب ضرورت نہ تھی کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی سپہ سالار اعظم رہیں اس موقع پر ان الفاظ کو پھر ایک مرتبہ پڑھو، جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے آخری وقت میں لشکر عراق کی نسبت فرمائے تھے اور جو اوپر درج ہو چکے ہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ:

> ''خدائے تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے کہ انہوں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت کی پردہ پوشی کر دی کیونکہ انہوں نے مجھ کو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں کی نسبت اپنے آخری وقت میں حکم دیا کہ عراق کی جانب واپس بھیج دینا لیکن سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کا کچھ ذکر نہیں کیا۔''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی کا حکم دیا وہ منشائے صدیقی کے خلاف نہ تھا اور یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے ہی سب سے پہلا کام وہ کرتے جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے منشاء اور خواہش کے بالکل خلاف ہوتا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حال شروع کرتے ہوئے عام طور پر مؤرخین اس بات کو بھی بھول جاتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لشکر سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے صرف اس لیے جدا کر کے اپنے پاس رکھا تھا کہ امور خلافت میں ان کے مشورے سے امداد حاصل کریں اور خلافت صدیقی کے پورے زمانہ میں آخر وقت تک فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وزیر و مشیر رہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کوئی کام ایسا نہ تھا جس میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے امتزاج و استصواب نہ کر لیا گیا ہو دنیا میں بہت سے لوگ ظاہر ہیں ہوا کرتے ہیں اور وہ اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے بڑے بڑے آدمیوں سے ایسی ایسی باتوں کو منسوب کر دیتے ہیں جن کا ان بڑے آدمیوں سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بعض بے احتیاطیوں پر ضرور اظہار ناراضگی کیا لیکن یہ اظہار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناراضگی بس وہیں تک تھا جہاں تک شریعت اور ان کی تحقیق واجتہاد کا تعلق تھا اس اظہار ناراضگی کو عداوت وعناد کا درجہ ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہوا وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جو اسیران بدر کی نسبت یہ آزادانہ حکم دے کہ جو جس کا عزیز رشتہ دار ہے وہ اسی کے ہاتھ سے قتل کیا جائے اس کی نسبت یہ رائے قائم کرنی کہ ان کو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ سے کوئی کد یا ذاتی عداوت تھی سراسر ظلم اور نہایت ہی رکیک وبیہودہ خیال ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے درحقیقت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑا احسان کیا اور ایک ایسی نظیر پیدا کر دی کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور خدمت دینی کے مقابلہ میں اپنی ہستی کو ہیچ سمجھنے کی مثالوں میں سب سے پہلے ہم سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی کا نام لیتے ہیں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اگر مرتے دم تک افواج اسلام کے سپہ سالار اعظم رہتے تب بھی ان کی بہادری اور جنگی قابلیت کے متعلق اس سے زیادہ کوئی شہرت نہ ہوتی جو آج موجود ہے لیکن اس معزولی کے واقعہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عزت وعظمت میں ایک ایسے عظیم الشان مرتبہ کا اضافہ کر دیا ہے جس کے آگے ان کی سپہ گری وبہادری کے مرتبہ کی کوئی حقیقت نہیں ہم ایک طرف سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جنگی کارناموں پر فخر کرتے ہیں تو دوسری طرف ان کی للّٰہیت اور اطاعت اولی الامر کو فخریہ پیش کرتے ہیں۔

بعض مؤرخین نے اپنی ایک لطیف رائے بھی بیان کی ہے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چونکہ ہر ایک معرکہ میں فتح وفیروزی حاصل ہوتی رہی تھی لہٰذا لوگوں کے دلوں میں خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ تمام فتوحات سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری کے سبب مسلمانوں کو حاصل ہوئیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کی کامیابیاں اور فتح مندیاں کسی شخص سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ مشیت ایزدی اور اسلام کی برکات ان فتوحات کا اصل سبب ہے اس روایت کی تائید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس طرح افواج شام کی سپہ سالاری میں تبدیلی فرمائی اسی طرح افواج عراق کی سپہ سالاری بھی سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے سیدنا ابوعبیدہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ماتحت بنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا تھا۔

آج بھی اگر مسلمان اسلام کی پیروی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا نمونہ بن جائیں تو وہی کامیابیاں اور وہی فتح مندیاں جو قرون اولیٰ میں حاصل ہوتی تھیں پھر حاصل ہونے لگیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد جو قابل تذکرہ جنگی انتظامات کئے ان میں سب سے پہلا کام یہ تھا کہ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو افواج شام کی اعلیٰ سپہ سالاری سے معزول کر کے سیدنا ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کو ملک شام کی اسلامی افواج کا سپہ سالار اعظم بنایا اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں نہ صرف جان فروشی اور کافر کشی میں پہلے سے زیادہ مستعدی دکھلائی بلکہ سیدنا ابوعبیدہ کو ہمیشہ مفید ترین جنگی مشورے دیتے رہے یہی وہ امتیاز خاص ہے جو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مرتبہ اور عزت کو تمام دنیا کی نگاہ میں بہت بلند کر دیتا اور ان کو روئے زمین کا بہترین سپہ سالار اور سچا پکا مخلص انسان ثابت کرتا ہے کہ جس کے دل میں رضائے الٰہی کے سوا شہرت طلبی اور ریا کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

دوسرا کام سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ انہوں نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کو ایک فوج کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا اور ان کو ملک عراق کی تمام اسلامی افواج کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔

تیسرا کام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کو ملک یمن کی جانب روانہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آخری وصیت کو پورا کریں کہ ملک عرب میں مسلمانوں کے سوا کوئی یہودی اور کوئی نصرانی نہ رہنے پائے چونکہ مسلمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے سوا دو برس دوسرے عظیم امور کی انجام دہی میں مصروف رہے کہ اس وصیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پورا کرنے کا ابھی تک موقعہ نہ مل سکا تھا۔

نجران کے عیسائیوں کی جلاوطنی:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ملک یمن کی طرف جا کر نجران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عیسائیوں سے کہہ دو کہ تم اس ملک کو چھوڑ دو ہم تم کو حدود عرب سے باہر ملک شام میں تمہاری ان زمینوں سے زیادہ زرخیز زمینیں اور ان سے زیادہ وسیع زمینیں دیتے ہیں اور تم کو کسی مالی و جسمانی محنت و نقصان میں مبتلا کرنا نہیں چاہتے ملک عرب اب صرف مسلمانوں کے لیے رہے گا غیر مسلم ہونے کی حالت میں تمہارا قیام یہاں ممکن نہیں۔

بعض کوتاہ فہم لوگ نجران کے نصرانیوں کی اس جلاوطنی کو ناجائز فعل قرار دے کر معترض ہوا کرتے ہیں لیکن وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ مدینہ کے یہودیوں نے بھی مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور رومیوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دینے میں خاص طور پر کوشش کی تھی اور اب نجران کے عیسائی بھی مسلمانوں کے بیچ میں رہ کر رومی سلطنت کے لیے جو برسر پرخاش تھی جاسوسی اور ہر قسم کی مخالف اسلام سازشوں کے کامیاب بنانے میں مصروف تھے رسول اللہ ﷺ ملک عرب کے عیسائیوں اور یہودیوں کی سود خوری اور مخالف اسلام سازشی کارروائیوں سے واقف تھے آپ ﷺ مسلمانوں کو یہودیوں اور عیسائیوں کی ہمسائیگی سے اس لیے بچانا چاہتے تھے کہ ان کی یہ بد عادات کہیں مسلمانوں میں سرایت نہ کر جائیں اسی لیے آپ ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے جو عہد نامہ کیا تھا اس میں ایک یہ شرط بھی تھی کہ عیسائی سود خوری کی عادت ترک کر دیں گے اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ ملک عرب میں یہودی اور عیسائی نہ رہنے پائیں۔

نجران کے نصرانیوں نے ہرقل کے ساتھ ہمدردانہ طرز عمل اختیار کر کے اور سود خوری کو ترک نہ کر کے اپنے آپ کو خود ہی اس سلوک کا مستحق بنا لیا تھا کہ ان کو ملک عرب سے جلاوطن کر دیا جائے۔

آج کل بھی ہم یہودیوں کی جلاوطنیوں کا حال اخبارات میں پڑھا کرتے ہیں جو ان کو یورپ کے متمدن ملکوں سے جبریہ اختیار کرنی اور اپنی جائدادیں حسرت کے ساتھ چھوڑنی پڑتی ہیں ان جلاوطنیوں کے مقابلہ میں نجران کے نصرانیوں کی جلاوطنی تو ایک رحمت تھی نہ کہ مصیبت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح دمشق:

جنگ یرموک میں رومی لشکر شکست فاش کھا کر بھاگا اور مقام فحل میں جا کر رکا ہرقل نے احکام جاری کیے جن کے موافق فحل میں بھی اور دمشق میں بھی عظیم رومی لشکر مقابلہ کے لیے فراہم ہو گئے دمشق کی خوب مضبوطی کر لی گئی اور فلسطین وحمص کی طرف سے بوقت ضرورت دمشق والوں کو مزید کمک بھیجنے کا مزید اہتمام بھی ہو گیا افواج دمشق کا سپہ سالار اعظم ہرقل نے نسطاس بن نسطورس کو مقرر کیا اور ماہان نامی بطریق گورنر سپہ سالار پہلے سے وہاں موجود تھا اسلامی لشکر ابھی یرموک ہی میں خیمہ زن تھا سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کے موافق لشکر عراق پر جو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عراق سے آیا تھا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ کر دیا ایک دستہ فوج فحل کی جانب روانہ کیا باقی فوج کے چند حصے کر کے ایک حصہ سیدنا ذوالکلاع رضی اللہ عنہ کی سرداری میں روانہ کیا تاکہ دمشق اور حمص کے درمیان مقیم رہ کر اس فوج کو جو ہرقل حمص سے دمشق والوں کی کمک کو روانہ کرے روکیں ایک حصہ کو فلسطین و دمشق کے درمیان متعین کیا کہ فلسطین کی طرف سے رومی فوجوں کو دمشق کی جانب نہ آنے دیں باقی فوج کو لے کر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ خود دمشق کی جانب متوجہ ہوئے دمشق پہنچنے سے پہلے مقام غوطہ کو فتح کیا آخر ماہ رجب ۱۳ھ میں اسلامی لشکر نے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔

شہر میں کافی فوج تھی لیکن رومیوں کی جرأت نہ ہوئی کہ میدان میں نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کرتے، انہوں نے شہر کی مضبوط فصیلوں اور اپنے سامان مدافعت کی پناہ لینی مناسب سمجھی سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ باب الجابیہ کی جانب خیمہ زن ہوئے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ باب توما کی جانب اترے سیدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ فراویس کی جانب اور سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ باب صغیر و باب کیسان کی جانب فروکش ہوئے اس طرح دمشق کے چاروں طرف اسلامی لشکر نے محاصرہ ڈال دیا محصورین شہر کی فصیلوں پر چڑھ کر کبھی پتھروں کی بارش منجنیقوں کے ذریعہ کرتے کبھی تیروں کا مینہ برساتے مسلمان بھی ان کے جواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے میں کوتاہی نہ کرتے اس طرح یہ محاصرہ ماہ رجب ۱۳ھ سے ۱۶ محرم ۱۴ھ تک چھ مہینے جاری رہا ہرقل نے حمص سے دمشق والوں کی کمک کے لیے جو فوجیں روانہ کیں ان کو سیدنا ذوالکلاع رضی اللہ عنہ نے دمشق تک نہ پہنچنے دیا کیونکہ وہ اسی غرض کے لیے دمشق وحمص کے درمیان مقیم تھے، جب چھ مہینے گذر گئے تو دمشق والے ہرقل کی امداد سے مایوس ہو گئے اور ان میں مقابلہ کرنے کا جوش کم ہونے لگا تو سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس حالت سے بروقت مطلع ہو کر اور محاصرہ کو طول دینا مناسب نہ سمجھ کر ہر سمت کے سرداروں کو حکم دیا کہ کل شہر پر حملہ آوری شروع ہو گی۔

مسلمانوں کی اس جنگی تیاری اور حملہ آوری کا حال معلوم کر کے امراء دمشق کے ایک وفد نے باب توما کی جانب سے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر امان طلب کی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو امان نامہ لکھ دیا اور بلا مقابلہ شہر کے اندر داخل ہوئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو امان نامہ دمشق والوں کو لکھ کر دیا اس کا مضمون اس طرح تھا۔

"خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دمشق والوں کو یہ رعایتیں دی ہیں کہ جب اسلامی لشکر دمشق میں داخل ہو گا تو دمشق والوں کو امان دی جائے گی ان کی جان و مال اور گرجوں پر کوئی تصرف نہ کیا جائے گا نہ شہر دمشق کی شہر پناہ منہدم کی جائے گی، نہ کسی مکان کو مسمار ومنہدم کیا جائے گا اسلامی لشکر کا کوئی شخص شہر والوں کے کسی مکان میں سکونت اختیار نہ کرے گا مسلمان اور ان کا خلیفہ بجز نیکی کے کوئی برا سلوک دمشق والوں سے نہ کریں گے جب تک کہ دمشق والے جزیہ ادا کرتے رہیں گے۔"

ادھر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صلح نامہ کے ذریعہ شہر میں داخل ہوئے ٹھیک اسی وقت باقی ہر سہ جوانب سے اسلامی سردار سیڑھیاں لگا لگا کر اور دروازے توڑ توڑ کر قہر وغلبہ کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے وسط شہر میں سیدنا خالد رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے شہر کو بزور شمشیر فتح کیا ہے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بمصالحت شہر پر قبضہ کیا ہے بعض روایات کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ بطریق ماہان نے خود امراء دمشق کو بھیج کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے عہد نامہ لکھوایا تھا دراصل وہ مسلمانوں کے حملہ کی طاقت اور نتیجہ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھنا چاہتا تھا کہ اگر مسلمان اپنے متفقہ حملے اور پوری کوشش میں ناکام رہے اور بزور شمشیر دمشق میں داخل نہ ہوسکے تو آئندہ بھی مدافعت کو جاری رکھا جائے گا اور سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے عہد نامہ کو کوئی وقعت نہ دی جائے گی لیکن اگر مسلمان اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگئے اور زبردستی شہر میں داخل ہوئے تو اس عہد نامہ کے ذریعے اس برتاؤ سے محفوظ رہیں گے جو بزور شمشیر فتح کیے ہوئے شہر کے ساتھ آئین جنگ کے موافق کیا جاتا ہے۔

ادھر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بزور شمشیر شہر میں داخل ہوئے اور ادھر دمشق والوں نے خود دروازہ کھول کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شہر کے اندر بلا لیا بہرحال کچھ بات بھی ہوئی ہو، یہ ضرور ہوا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بذریعہ مصالحت داخل دمشق ہوئے اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بزور شمشیر۔

وسط شہر میں جب دونوں سردار ملاقاتی ہوئے تو یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ دمشق بزور شمشیر مفتوح سمجھا جائے یا بمصالحت، بعض شخصوں نے کہا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چونکہ افواج اسلامی کے سپہ سالار اعظم نہ تھے لہٰذا ان کا عہد نامہ جائز نہیں سمجھا جائے گا ایسا عہد نامہ صرف سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لکھ سکتے تھے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں مسلمانوں کا کوئی ایک معمولی سپاہی بھی جو عہد و اقرار کرلے گا وہ تمام مسلمانوں کو تسلیم کرنا پڑے گا لہٰذا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عہد نامہ جائز سمجھا جائے گا اس پر یہ رائے پیش کی گئی کہ وسط شہر باب توما تک نصف شہر بذریعہ مصالحت مفتوح سمجھا جائے گا اور نصف شہر بذریعہ شمشیر مسخر تصور کیا جائے گا لیکن سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسکو بھی پسند نہ فرمایا اور تمام شہر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے عہد نامہ کے موافق بمصالحت مفتوح سمجھا گیا اور ان تمام باتوں پر سختی سے عمل درآمد کیا گیا جن کی نسبت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد نامہ میں تصریح فرمادی تھی۔

ابن خلدون کی روایت کے موافق سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بزور شمشیر باب توما کی طرف سے داخل ہوئے تو شہر والوں نے باقی دروازوں کے سامنے والے سرداروں سے مصالحت کر کے ان کو بمصالحت شہر میں داخل کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال مسلمانوں نے دمشق والوں کے ساتھ مصالحانہ سلوک کیا اور شہر والوں کو کوئی آزار نہیں پہنچایا سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا یزید ابن ابی سفیان کو دمشق کا عامل مقرر کیا اور رومی سرداروں نیز سپاہیوں کو دمشق سے نکل کر جہاں ان کا جی چاہا چلے جانے دیا۔

جنگ فحل:

سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو دمشق میں ضروری جمعیت کے ساتھ چھوڑ کر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ دمشق سے مقام فحل کی جانب بڑھے جہاں ہرقل کا نامی سردار سقلار بن مخراق لاکھوں آدمیوں کا لشکر لیے ہوئے پڑا تھا دمشق سے روانہ ہوتے وقت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقدمۃ الجیش کا سیدنا شرحبیل بن حسنہ کو قلب کا سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو میمنہ کا، سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو سواروں اور سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو پیادوں کا افسر مقرر کیا اور خود میسرہ میں رہے۔

فحل کے قریب پہنچ کر اسلامی لشکر اپنے اپنے سرداروں کی ماتحتی میں مناسب موقعوں پر خیمہ زن ہوا آدھی رات کے وقت رومیوں نے مسلمانوں کے قلب لشکر پر حملہ کیا سیدنا شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ مقابل ہوئے لڑائی کا شور وغل سن کر تمام مسلمان سردار اپنا اپنا لشکر لے کر میدان میں آ گئے اور ہنگامہ زد وخورد پوری شدت اور تیزی سے گرم ہوا یہ لڑائی کئی دن تک جاری رہی جس طرح دن کو معرکہ کارزار گرم رہتا تھا اس طرح رات کو بھی جاری رہتا تھا آخر رومی سردار سقلار میدان جنگ میں اسی ہزار رومیوں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرا کر خود بھی مقتول ہوا اور بقیۃ السیف نے راہ فرار اختیار کی اور مسلمانوں کے لیے بے شمار مال غنیمت چھوڑ گئے فتح فحل کے بعد اسلامی لشکر بیسان کی جانب بڑھا۔

فتح بیسان:

بیسان کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں بھی سخت مقابلہ کرنا پڑے گا اسلامی لشکر نے شہر وقلعہ کا محاصرہ کر لیا اسی حالت میں خبر پہنچی کہ ایک رومی سردار زبردست فوج لیے ہوئے دمشق کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب گیا ہے تاکہ اس کو مسلمانوں کے قبضے سے نکال لے یہ خبر سن کر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سواروں کا ایک دستہ دے کر دمشق کی جانب روانہ کیا رومی سردار جب دمشق کے قریب پہنچا تو سیدنا یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ عامل دمشق اس کے مقابلہ کو نکلے اور ہنگامہ جدال و قتال گرم ہوا عین معرکہ جنگ میں رومیوں پر پیچھے سے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پہنچ کر حملہ آور ہوئے اور اس رومی لشکر سے ایک شخص بھی بچ کر بھاگنے کا موقعہ نہ پاسکا سب کے سب میدان جنگ میں (کھیت) رہے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہاں سے فارغ ہوتے ہی واپس سدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔

بیسان والوں نے اول مسلمانوں کا مقابلہ کرنے اور حملہ آور ہونے میں کمی نہیں کی، لیکن بالآخر اپنے آپ کو اسلامی لشکر کے مقابلے کے قابل نہ پا کر صلح کی درخواست کی اور اسلامی سپہ سالار نے بخوشی اس درخواست کو منظور کر کے اہل بیسان پر جزیہ مقرر کر دیا اور ایک عامل وہاں مقرر فرما دیا سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابولاعور اسلمی رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ فوج دے کر طبریہ کی جانب روانہ کیا تھا اہل طبریہ نے بیسان والوں کا انجام دیکھ کر سیدنا ابوالاعور رضی اللہ عنہ کو بمصالحت شہر سپرد کر دیا۔

صیداء، عرقہ، جبیل اور بیروت کی فتح:

سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے دمشق کے انتظامات پر قابو پا کر اپنے بھائی سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ فوج دے کر عرقہ کی جانب روانہ کیا انہوں نے عرقہ کو فتح کر لیا پھر سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ صیدا و جبیل بیروت کی طرف متوجہ ہوئے اور معمولی زدوخورد کے بعد ان تمام مقامات پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اس طرح دمشق اور تمام علاقہ اردن مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

عراقی معرکہ:

فتح یرموک کے بعد ملک شام میں مذکورہ بالا فتوحات مسلمانوں کو حاصل ہو چکیں تو انہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اب حمص کی طرف جہاں قیصر ہرقل فروکش تھا بڑھنے کی تیاریاں کیں اب ملک شام اور رومی لشکروں کے ساتھ مسلمانوں کی معرکہ آرائیوں کے حالات و واقعات بیان کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملک عراق کے ان حالات اور واقعات کو بھی بیان کر دیا جائے جو خلافت فاروقی کی ابتداء سے لے کر اب تک وقوع پذیر ہوئے تھے اگر ہم ملک شام کے واقعات کی سیر کرتے ہوئے دور تک آگے بڑھ گئے تو پھر ملک عراق کے حالات بہت زیادہ پیچھے ہٹ کر شروع سے مطالعہ کرنے میں وہ لطف حاصل نہ ہو سکے گا جو شامی و عراقی معرکہ آرائیوں کی متوازی سیر اور تطابق زمانی کے صحیح تصور سے حاصل ہو سکتا ہے۔

سیدنا ابوعبید بن مسعود رضی اللہ عنہ کا پہلا کارنامہ:

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے پہلے ہی ہفتے میں سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ سیدنا سعد بن عبید رضی اللہ عنہ سیدنا سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوعبید بن مسعود رضی اللہ عنہ کو عراق کی جانب روانہ کر دیا تھا، سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے تو باقی مذکورہ سرداروں کے ساتھ ہی روانہ ہوئے تھے لیکن سیدنا ابوعبید بن مسعود رضی اللہ عنہ جو لشکر عراق کے سپہ سالار اعظم بنا کر بھیجے گئے تھے راستے کے عرب قبائل سے بھی لوگوں کو اپنے ہمراہ لیتے اور قیام کرتے ہوئے گئے، اس لیے وہ عراق میں سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ایک ماہ بعد پہنچے، مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حیرہ میں پہنچ کر دیکھا کہ ایرانیوں نے تمام رؤساء عراق کو مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ کر دیا ہے ایران کے دربار مدائن میں خراسان کا گورنر رستم آ کر قابض ہو گیا ہے اس نے فوجی تنظیم اور انتظامی سر رشتوں کو خوب مضبوط کر لینے کے علاوہ قبائل کو مسلمانوں کے خلاف آمادہ کر لینے میں بھی کامیابی حاصل کر لی ہے سواد اور حیرہ کے مرزبان لڑائی کے لیے تلے ہوئے بیٹھے ہیں۔

سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے پہنچنے پر رستم نے ایک زبردست فوج سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کو روانہ کی دوسری زبردست فوج شاہی خاندان کے ایک بہادر اور تجربہ کار سپہ سالار نرسی کے ماتحت مقام کسکر کی جانب بھیجی اور تیسرا عظیم الشان لشکر جابان نامی سردار کے ماتحت نشیبی فرات کی سمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ کیا جس نے مقام نمارق میں آ کر چھاؤنی ڈال دی۔

سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے حیرہ سے نکل کر مقام خفان میں قیام کیا اتنے میں سیدنا ابوعبید بن مسعود رضی اللہ عنہ پہنچ گئے انہوں نے تمام فوج کی سپہ سالاری اپنے ہاتھ میں لے کر سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سواروں کی سرداری سپرد کر کے مقام خفان ہی میں چھوڑا اور خود مقام نمارق میں جابان پر حملہ آور ہوئے بڑی خون ریز جنگ ہوئی آخر سیدنا ابوعبید رضی اللہ عنہ نے بذات خود اللہ اکبر کہہ کر لشکر ایران پر نہایت سخت حملہ کیا اور ان کی صفوں کو درہم برہم کر کے جمعیت کو منتشر کر دیا مسلمانوں نے اپنے سپہ سالار کی اقتدا میں جی توڑ کر ایسے شیرانہ و جواں مردانہ حملے کیے کہ ایرانی میدان خالی چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

ایرانی سپہ سالار جابان کو اسلامی لشکر کے ایک بہادر مطر بن فضہ ربیعی نے گرفتار کر لیا جس کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ سپہ سالار ہے جابان نے اس سے کہا کہ تم مجھ کو گرفتار کر کے کیا کرو گے میں تم کو دو نہایت قیمتی غلام دوں گا مجھ کو تم امان دے دو مطر نے اس کو امان دے کر چھوڑ دیا جب وہ چھوٹ کر چلا تو ایک اور شخص نے اس کو پہچان کر گرفتار کر لیا اور سیدنا ابوعبید بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس لایا کہ ایرانی سپہ سالار ہے اس نے دھوکہ دے کر امان حاصل کی تھی سیدنا ابوعبید رضی اللہ عنہ نے مطر بن فضہ کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے اس کو امان دی ہے سیدنا ابوعبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ایک مسلمان نے اس کو امان دے دی ہے تو اب اس کے خلاف عمل درآمد کرنا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہو سکتا یہ کہہ کر جابان کو بہ حفاظت میدان جنگ سے رخصت کر دیا جابان وہاں سے روانہ ہو کر اپنی مفرور فوج سے جا ملا اور یہ تمام فراری مقام کسکر میں نرسی کے پاس پہنچے۔

فتح کسکر:

نرسی پہلے سے تیس ہزار فوج لیے ہوئے کسکر میں مقیم تھا اب جابان اور اس کی ہزیمت خوردہ فوج بھی اس کے پاس آ گئی دربار ایران کو جب جابان کی شکست کا حال معلوم ہوا تو رستم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدائن سے ایک عظیم الشان فوج جالینوس نامی سردار کی سرکردگی میں نرسی کی امداد کے لیے کسکر کی جانب روانہ کی مگر سیدنا ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے جالینوس کے پہنچنے سے پہلے ہی نشیبی کسکر کے مقام سقاطیہ میں نرسی کے ساتھ جنگ شروع کر دی نرسی کے ساتھ شاہی خاندان کے دو اور ماتحت سردار تھے ان ایرانی شہزادوں نے قلب اور میمنہ و میسرہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر حملہ کیا، مسلمانوں کی فوج میں قلب لشکر کو سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لیے ہوئے تھے سیدنا سعد بن عبید رضی اللہ عنہ میمنہ کے سردار تھے اور سیدنا سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ میسرہ کے سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ مقدمۃ الجیش کے افسر تھے۔

نہایت زور شور کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لڑائی طول کھینچ رہی ہے تو انہوں نے اپنے دستے کو جدا کر کے اور چار کوس کا چکر کاٹ کر ایرانی فوج کے عقب میں پہنچ کر حملہ کیا نرسی نے اس غیر مترقبہ حملہ کو روکنے کے لیے اپنی فوج کے ایک دستہ کو اس طرف متوجہ کیا سیدنا سعد بن عبید رضی اللہ عنہ نے ایک زبردست حملہ کیا اور خاص نرسی کے سر پر جا پہنچے، سیدنا ابوعبید رضی اللہ عنہ بھی صفوں کو چیرتے اور درہم برہم کرتے ہوئے ایرانی لشکر کے سمندر میں شناوری کرنے لگے یہ حالت دیکھ کر مسلمانوں نے نعرہ تکبیر کے ساتھ ایک زبردست حملہ کیا کہ ایرانی میدان کو خالی کرنے لگے نرسی سیدنا سعد بن عبید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نہ جم سکا اور جان بچا کر پیچھے ہٹا نرسی کے بھاگتے ہی تمام لشکر بھاگ پڑا۔

سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے مفرورین کا تعاقب کیا اور باقی لشکر نے قیدیوں کو سنبھال کر ایرانیوں کے خیموں اور بازاروں پر قبضہ کیا اس کے بعد سیدنا ابوعبید رضی اللہ عنہ نے سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ، سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ، اور سیدنا سلیط رضی اللہ عنہ کو فوجی دستے دے کر اردگرد کے ان مقامات کی طرف روانہ کیا جہاں ایرانی لشکر کے موجود ہونے کی خبر پہنچی تھی ان سرداروں نے ہر جگہ فتح حاصل کر کے تمام علاقہ سواد کو تسخیر کر لیا۔

جنگ باقشیا:

جالینوس کسکر تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ نرسی کو شکست فاش ہوگئی اس شکست کی خبر سن کر وہ باقشیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رک گیا سیدنا ابوعبید رضی اللہ عنہ نے سقاطیہ اور کسکر سے روانہ ہو کر باقشیا میں جالینوس پر حملہ کیا اور جالینوس تاب مقاومت نہ لا کر وہاں سے بھاگا اور مدائن میں جا کر دم لیا۔

سیدنا ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کا آخری کارنامہ:

جالینوس جب شکست کھا کر مدائن میں پہنچا تو تمام دربار اور دارالسلطنت میں ہل چل مچ گئی رستم نے جو سلطنت ایران کا مدار المہام تھا سر دربار اعلان کیا کہ کون سا بہادر ہے جو لشکر عرب کی پیش قدمی کو روک سکتا ہے اور اب تک کی ایرانی شکستوں کا انتقام لے سکتا ہے۔

سب نے بالاتفاق کہا کہ بہمن جادویہ کے سوا اور کوئی ایسا تجربہ کار اور بہادر سپہ سالار نظر نہیں آتا چنانچہ بہمن جادویہ کو رستم نے تین ہزار فوج اور تین سو جنگی ہاتھی نیز ہر قسم کا سامان جنگ اور سامان رسد دے کر روانہ کیا اور اس کی کمک کے لیے جالینوس کو مقرر کر کے بہمن جادویہ سے کہا کہ اگر اب کی مرتبہ بھی جالینوس میدان سے بھاگا تو ضرور اس کی گردن اڑا دی جائے گی بہمن جادویہ کو درفش کادیانی بھی دیا گیا جس کی نسبت ایرانیوں کا عقیدہ تھا کہ جس فوج کے ساتھ یہ جھنڈا ہوتا ہے اس کو کبھی شکست نہیں ہوتی بہمن جادویہ پورے ساز و سامان اور بڑے کروفر کے ساتھ مدائن سے روانہ ہوا۔

راستے میں جس قدر شہر، قصبے اور قریے آتے تھے بہمن جادویہ ہر جگہ سے لوگوں کو عرب کے مقابلے پر آمادہ کر کے اپنے ساتھ لیتا جاتا تھا، یہاں تک کہ وہ دریائے فرات کے کنارے مقام قس ناطف میں آ کر مقیم ہوا۔

ادھر سیدنا ابوعبیدہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس لشکر عظیم کی آمد کا حال سن کر مقام کسکر سے روانہ ہوئے اور دریائے فرات کے اس کنارے پر مقام مروحہ میں مقیم ہوئے چونکہ دریائے فرات بیچ میں حائل تھا لہٰذا دونوں لشکر چند روز تک خاموش پڑے رہے بالآخر فریقین کی رضا مندی سے دریائے فرات پر پل تیار کیا گیا، جب پل بن کر تیار ہو گیا تو بہمن جادویہ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم دریا کو عبور کر کے اس طرف آتے ہو یا ہم کو دریا کے اس طرف بلاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو، اگرچہ دوسرے سرداروں کی رائے یہی تھی کہ اہل فارس کو دریا کے اس طرف بلانا چاہیئے لیکن سیدنا ابوعبید رضی اللہ عنہ نے یہی پسند کیا کہ ہم دریا کے اس طرف جا کر ایرانیوں کا مقابلہ کریں چنانچہ وہ اسلامی لشکر لے کر فرات کے اس طرف گئے وہاں ایرانی لشکر اور دریائے فرات کے درمیان بہت ہی تھوڑا سا میدان تھا جو لشکر اسلام کے سے کھچا کھچ بھر گیا، بہرحال صفیں آراستہ کر کے فریقین نے میدان کارزار گرم کیا بہمن جادویہ نے ہاتھیوں کی صف کو لشکر کے آگے رکھا ان ہاتھیوں پر تیر انداز بیٹھے ہوئے تھے اور وہ لشکر اسلام پر تیر اندازی کر رہے تھے مسلمانوں کے گھوڑوں نے اس سے پیشتر کبھی ہاتھی نہ دیکھے تھے لہٰذا جب مسلمان حملہ آور ہوتے ان کے گھوڑے ہاتھیوں کو دیکھ کر بدکتے اور بے قابو ہو کر ادھر ادھر بھاگتے لڑائی کا یہ عنوان دیکھ کر ابوعبیدہ نے حکم دیا کہ پیادہ ہو کر حملہ کرو یہ حملہ بڑی جاں بازی و مردانگی کے ساتھ کیا گیا لیکن ہاتھیوں نے جب اسلامی صفوف پر حملہ کرنا اور لوگوں کو کچلنا شروع کیا تو مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہونے لگیں، سیدنا ابوعبید رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے لوگوں کو جرات دلائی اور کہا کہ ہاتھیوں کی سونڈوں کو تلوار سے کاٹو، یہ کہہ کر انہوں نے خود ہاتھیوں پر حملہ کیا اور یکے بعد دیگرے کئی ہاتھیوں کی سونڈیں کاٹ کر ان کے اگلے پاؤں تلوار کی ضرب سے کاٹے، اور اس طرح ہاتھیوں کو گرا کر ان کے سواروں کو قتل کیا۔

اپنے سپہ سالاروں کی یہ بہادری دیکھ کر دوسروں کو بھی جرات ہوئی اور مسلمانوں نے ایرانی ہاتھیوں کے مقابلہ میں شیرانہ حملے کیے عین اس حالت میں کہ معرکہ کارزار تیزی سے گرم تھا سیدنا ابوعبیدہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سپہ سالار لشکر اسلام پر جنگی ہاتھی نے حملہ کیا سیدنا ابوعبید رضی اللہ عنہ نے نہایت چابک دستی سے تلوار کا وار کیا اور ہاتھی کی سونڈ کٹ کر الگ جا پڑی لیکن ہاتھی نے اسی حالت میں آگے بڑھ کر ان کو گرا دیا، اور سینے پر پاؤں رکھ دیا، جس سے ان کی پسلیاں چور چور ہو گئیں، سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بھائی سیدنا حکم نے فوراً آگے بڑھ کر علم اپنے ہاتھ میں لیا لیکن وہ بھی ہاتھی پر حملہ آور ہو کر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرح شہید ہوئے ان کے بعد قبیلہ بنو ثقیف کے اور چھ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم ہاتھ میں لیا اور جام شہادت نوش کیا، آٹھویں شخص جنہوں نے علم کو سنبھالا سیدنا مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے علم ہاتھ میں لیتے ہی مدافعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور استقامت میں جرات کا اظہار کیا لیکن لوگ اپنے سات سرداروں کو یکے بعد دیگرے قتل ہوتے دیکھ اور ہاتھیوں کی حملہ آوری کی تاب نہ لا کر فرار پر آمادہ ہو چکے تھے ان بھاگنے والوں کو روکنے کے لیے عبداللہ بن مرثد ثقفی نے جا کر پل کے تختے توڑ دیئے اور رسے کاٹ دیئے اور کہا کہ لوگو! اب بھاگنے کا راستہ بھی بند ہو گیا، لہٰذا مرو جس طرح تمہارے بھائی اور تمہارے سردار شہید ہو چکے ہیں پل کے ٹوٹنے سے یہ خرابی واقع ہوئی کہ لوگ دریا میں کودنے اور پانی میں غرق ہونے لگے، سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ بچی کچھی فوج سمیٹ کر اور سیدنا ابو محجن ثقفی وغیرہ سرداروں کو ہمراہ لے کر میدان میں ڈٹ کر کھڑے ہو گئے، ساتھ ہی پل کے تیار کرنے کا حکم دیا اور تمام لشکر میں اعلان کرایا کہ میں ایرانی لشکر کو آگے بڑھنے سے روکے ہوئے ہوں اطمینان کے ساتھ پل کے راستے دریا کو عبور کرو سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے بڑی بہادری اور جاں بازی کے ساتھ ایرانیوں کے حملے کو روکا اور جب مسلمان دریا کے دوسری طرف عبور کر گئے تب سب سے آخر میں خود پل کے راستے اس طرف آئے۔

مسلمانوں کی تعداد نو ہزار تھی جس میں سے چار ہزار اور بروایت دیگر چھ ہزار شہید ہو گئے سیدنا سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ، سیدنا عقبہ وعبداللہ پسران قبطی بن قیس رضی اللہ عنہ، سیدنا عباد بن قیس بن السکن رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوامیہ فزاری صحابی بھی انہیں شہداء میں شامل تھے ایرانیوں کے بھی چھ ہزار آدمی مارے گئے لیکن اب تک کی تمام لڑائیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا اس لڑائی میں نسبتاً زیادہ نقصان ہوا تھا اور اسی لڑائی میں ایسا اتفاق بھی ہوا کہ مسلمان ایرانیوں کے مقابلے سے فرار بھی ہوئے لیکن ہر ایک شخص جو فرار کی عار گوارا کرنے پر مجبور ہوا مدت العمر ندامت وشرمندگی سے لوگوں کو اپنا منہ نہ دکھانا چاہتا تھا بہمن جادویہ کی اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ فرات کو عبور کر کے مسلمانوں پر جو بہت ہی تھوڑے اور خستہ حالت میں رہ گئے تھے حملہ آور ہوتا وہ وہیں سے مدائن کی جانب چل دیا، یہ لڑائی ماہ شعبان ۱۳ھ کو واقع ہوئی۔

04495

جنگ بویب:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مسلمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نقصان عظیم کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے خاص اہتمام کے ساتھ ایرانیوں کے مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں قبائل کی طرف قاصد بھیجے اور لوگوں کو لڑائی کے لیے ترغیب دی چنانچہ متعدد قبائل فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ منورہ سے سیدنا مثنی بن حارثہ کی مداد کے لیے عراق کی طرف روانہ کیے گئے سیدنا مثنی نے بھی عراق عرب میں فوجی بھرتی جاری کر کے ایک نئی فوج عراق عرب کی مرتب فرمائی تھی۔

ان دوبارہ تیاریوں کا حال ایران کو معلوم ہوا تو وہاں سے رستم (ایران کا وزیر اعظم اور وزیر جنگ) نے مہران ہمدانی کو سالار جنگ بنا کر بارہ ہزار انتخابی فوج کے ساتھ روانہ کیا مہران کے نتخاب کی وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے ملک عرب میں تربیت و پرورش پائی تھی اور وہ اہل عرب کی اور عربی لشکر کی صحیح قوت کا اندازہ کر سکتا تھا سیدنا مثنی نے مہران ہمدانی کی روانگی کا حال سن کر اپنی تمام افواج کو دریائے فرات کے کنارے مقام بویب میں مجتمع کیا مہران بھی بویب کے بالمقابل رات کے دوسرے کنارے پہنچ کر خیمہ زن ہوا اور سیدنا مثنی رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم خود ریائے فرات کو عبور کر کے اس طرف آ و یا ہم کو دریائے فرات کے عبور کرنے کا موقع دو کہ ہم س طرف آ کر صفوف آراستہ کریں سیدنا مثنی رضی اللہ عنہ چوں کہ گذشتہ جنگ میں دریا کے عبور کرنے کا تلخ تجربہ دیکھ چکے تھے لہٰذا انہوں نے جواباً کہلا بھیجا کہ تم ہی فرات کو عبور کر کے اس طرف آ جاؤ، چنانچہ مہران اپنی تمام ایرانی افواج اور جنگی ہاتھیوں کو لے کر دریا کے اس طرف آیا اور سب سے آگے پیادوں کو رکھ کر ان کے پیچھے ہاتھیوں کی صفوں کو کھڑا کیا جن پر تیر انداز سوار تھے، دائیں بائیں سواروں کے دستے تھے۔

ادھر سے اسلامی فوج بھی مقابلہ کے لیے صف بستہ ہو کر تیار ہو گئی ایرانیوں نے حملہ کیا سلمانوں نے ان کا بڑی پامردی و جواں مردی کے ساتھ مقابلہ کیا طرفین سے خوب خوب داد جاعت دی گئی بالآخر لشکر ایران کو مسلمانوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی جب ایرانیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو سیدنا مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار اسلام نے دوڑ کر پل کو توڑ دیا تا کہ ایرانی بہ آسانی دریا کو عبور کر کے نہ بھاگ سکیں نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے ایرانی قتل اور بہت سے غرق دریا ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہران ھمدانی میدان جنگ میں مارا گیا ایرانی لشکر کے قریباً ایک لاکھ آدمی (بروایت ابن خلدون) اس لڑائی میں مقتول ہوئے اور مسلمانوں کے لشکر سے صرف سو آدمی شہید ہوئے ایرانی لشکر سے جو لوگ بچ کر بھاگے ان کا تعاقب مسلمانوں نے مقام ساباط تک کیا۔ اس لڑائی کے بعد سواد سے دجلہ تک کا تمام علاقہ مسلمانوں کے قبضہ وتصرف میں آ گیا یہ لڑائی ماہ رمضان ۱۳ھ میں ہوئی۔

بویب کی شکست:

مہران کے قتل اور لشکر عظیم کی بربادی کا حال معلوم ہو کر نہ صرف دربار ایران بلکہ تمام ملک ایران میں کہرام برپا ہو گیا۔ لڑائی کے اس نتیجہ کا حال سن کر ایک لاکھ ایرانی اور ایک سو عرب مقتول ہوئے ہر شخص حیران ہو جاتا تھا۔ غرض ایرانیوں کے دلوں پر عربوں کی بہادری کا زبردست سکہ بیٹھ گیا۔ اس وقت اگرچہ ایران کے تمام امور سلطنت رستم بن فرخ زاد کے ہاتھ میں تھے لیکن تخت ایران پر برائے نام ایک عورت جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی، تخت نشین تھی اس شکست فاش اور نقصان عظیم کا حال سن کر ہر ایک شخص کی زبان پر یہ فقرہ جاری تھا کہ عورت کی سلطنت میں فوج کا فتح مند ہونا دشوار ہے۔ چنانچہ تمام رؤسا ملک اور امرائے دربار نے شاہی خاندان کے ایک نوجوان یزدجرد کو تلاش کیا اور اس عورت کو تخت سے اتار کر یزدجرد کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ دربار میں رستم اور فیروز دو سردار بہت قابو یافتہ اور بااثر لیکن ایک دوسرے کے مخالف اور رقیب تھے۔ ان دونوں میں مصالحت پیدا کی گئی۔ یزدجرد کی عمر تخت نشینی کے وقت ۲۱ سال تھی۔ یزدجرد کے تخت نشین ہوتے ہی امراء ورؤسا نے اپنی مخالفتوں کو فراموش کر کے ملک و سلطنت کی حفاظت و خدمت کے لیے کمر باندھی اور تمام وہ صوبے دار جو دربار ایران کی بدانتظامیوں کے سبب سے بددل ہو رہے تھے یک لخت چستی و مستعدی کا اظہار کرنے لگے اور سلطنت ایران میں عربوں کے مقابلے کی ایک تازہ روح پیدا ہو گئی۔ جن صوبوں اور شہروں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا ان میں بغاوت اور سرکشی کے طوفان برپا ہونے لگے۔ ایرانی چھاؤنیاں فوجوں سے پر ہو گئیں۔ ایرانی قلعے سب مضبوط کر دیے گئے۔ ایرانیوں کا سہارا پا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے علاقے جو مسلمانوں کے قبضے میں تھے باغی ہو ہو کر ایرانیوں کا دم بھرنے لگے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خود ایرانیوں کے مقابلہ پر آمادہ ہونا:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ حالت مدینہ منورہ میں ذیقعدہ کے مہینے میں معلوم ہوئی۔ آپ نے اسی وقت ایک حکم تو سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نام بھیجا کہ ربیعہ اور مضر کے قبائل کو جو عراق اور مدینہ کے درمیان نصف راستے سے اس طرف آباد ہیں خود اپنے پاس طلب کر واور اپنی جمعیت کو اس طرح طاقتور بناؤ اور مخدوش علاقے کو خالی کر کے سرحد عرب کی طرف سمٹ آؤ۔ ساتھ ہی اپنے تمام عاملوں کے نام احکام روانہ کیے کہ ہر قبیلے سے جنگجو لوگ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے بھیجے جائیں۔ ان احکام کی روانگی کے بعد آپ حج بیت اللہ کے لیے مدینہ سے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو ملک کے ہر حصے سے لوگوں کے گروہ آنے شروع ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام میدان مدینہ آدمیوں سے پُر نظر آنے لگا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو ہراول کا سردار مقرر فرمایا۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو میمنہ پر اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو میسرہ پر مقرر فرما کر خود سپہ سالار بن کر اور فوج لے کر روانگی کا عزم فرمایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا اور فوج لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور چشمہ ضرار پر آکر قیام کیا۔ اس تمام فوج میں لڑائی کے لیے بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا کیونکہ خلیفہ وقت خود اس فوج کا سپہ سالار تھا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کا خود ایران جانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام سرداران فوج اور عام لشکری لوگوں کو ایک جلسہ عظیم میں مخاطب کر کے مشورہ طلب کیا تو کثرت رائے خلیفۂ وقت کے ارادے کے موافق ظاہر ہوئی یعنی لشکری لوگوں نے خلیفہ وقت کے بہ حیثیت سپہ سالار ملک ایران کی طرف جانے کو مناسب سمجھا لیکن سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس رائے کو ناپسند کرتا ہوں۔ خلیفہ وقت کا خود مدینہ سے تشریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے جانا خطرہ سے خالی نہیں کیونکہ اگر کسی سردار کو میدان جنگ میں ہزیمت حاصل ہو تو خلیفہ وقت بآسانی اس کا تدارک کر سکتے ہیں، لیکن اللہ نہ کرے کہ خود خلیفہ وقت کو میدان جنگ میں کوئی چشم زخم پہنچے تو پھر مسلمانوں کے کام کا سنبھلنا دشوار ہو جائے گا۔ یہ سن کر مدینہ منورہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی بلوائے گئے اور تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق مشورہ کیا گیا۔ سیدنا علی اور تمام جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دوبارہ لشکری لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ خود عراق کی جانب جانے کو تیار تھا لیکن صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے تمام صاحب الرائے حضرات میرے جانے کو ناپسند کرتے ہیں۔ لہٰذا میں مجبور ہوں اور کوئی دوسرا شخص تمہارا سپہ سالار بن کر تمہارے ساتھ جائے گا۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا کہ کس کو سپہ سالار عراق بنا کر بھیجا جائے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ و سیدنا خالد رضی اللہ عنہ ملک شام میں مصروف پیکار تھے۔

اسی غور و فکر کی حالت میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک شخص کا نام لیتا ہوں کہ اس سے بہتر دوسرا شخص نہیں بتایا جا سکتا۔ یہ کہہ کر انہوں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ سب نے ان کی تائید کی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی پسند فرمایا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور بڑے عالی مرتبہ صحابی تھے۔ ان دنوں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ قبیلہ ہوازن کے صدقات کی وصولی پر مامور تھے۔ اسی وقت ان کو خط لکھ کر بھیجا گیا کہ فوراً مدینہ کی طرف آؤ۔ چنانچہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ چند روز کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ لشکر مقام ضرار میں مقیم رہا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مناسب ہدایات کیں اور ہر ایک چھوٹے بڑے واقعے سے اطلاع دیتے رہنے کی تاکید کر کے سپہ سالار افواج بنا کر روانہ کیا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چار ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے اور اٹھارہ منزلیں طے کر کے مقام ثعلبہ میں پہنچ کر مقیم ہوئے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دو ہزار یمنی اور دو ہزار نجدی بہادروں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی کمک کے لیے روانہ فرمایا جو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے آ ملے سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ موضع ذی قار میں سیدنا سعد بن ابی وقاص کی آمد کے منتظر آٹھ ہزار آدمیوں کا لشکر لیے ہوئے پڑے تھے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر فرات کی طرف بڑھیں۔

سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ واقعہ جسر میں زخمی ہو گئے تھے ان کے زخموں کی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی بالآخر جب کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مقام ثعلبہ میں جا کر فروکش ہوئے ہیں تو وہاں خبر پہنچی کہ سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرما گئے ہیں۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ملک عراق میں:

سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے فوت ہوتے وقت اپنی جگہ سیدنا بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ کو اپنی فوج کا سردار تجویز فرما دیا تھا اس وقت آٹھ ہزار فوج سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے راستہ اور راستے کی منزلیں بھی خود مقرر فرما دی تھیں اور روزانہ ہدایات بھیجتے رہتے اور لشکر اسلام کی خبریں منگاتے رہتے تھے جب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مقام ثعلبہ سے مقام سیراف کی جانب روانہ ہوئے تو راستے میں قبیلہ بنی اسد کے تین ہزار جوان جو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم نامہ کے موافق سر راہ گذر منتظر تھے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی فوج میں شریک ہو گئے مقام سیراف میں پہنچے تو یہاں سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ حکم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے موافق اپنے قبیلہ کے دو ہزار غازیوں کو لے کر حاضر اور لشکر سعد میں شامل ہوئے، اسی جگہ سیدنا مثنیٰ کے بھائی سیدنا معنیٰ بن حارثہ شیبانی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ تمام ضروری ہدایتیں جو سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے فوت ہوتے وقت فوج اور دشمن کی جنگ کے متعلق بیان فرمائی تھیں بیان کیں اسی جگہ وہ آٹھ ہزار کا لشکر بھی جو سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا لشکر سعد میں آ کر شامل ہو گیا سیدنا سعد بن ابی وقاص نے اس جگہ لشکر اسلام کا جائزہ لیا، تو بیس اور تیس ہزار کے درمیان تعداد تھی جس میں تین سو صحابی ایسے تھے جو بیعت الرضوان میں موجود تھے اور ستر صحابی ایسے تھے جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ابھی مقام سیراف میں مقیم تھے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا پیغام ان کے نام پہنچا کہ قادسیہ کی طرف بڑھو اور قادسیہ میں پہنچ کر اپنے مورچے ایسے مقام پر قائم کرو کہ تمہارے سامنے فارس کی زمین ہو اور تمہارے پیچھے عرب کے پہاڑ ہوں اگر اللہ تعالیٰ تم کو فتح نصیب کرے تو جس قدر چاہو بڑھتے چلے جاؤ لیکن خدانخواستہ معاملہ برعکس ہو تو پہاڑ پر آ کر ٹھہرو اور پھر خوب چوکس ہو کر حملہ کرو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس حکم کے موافق مقام سیراف سے کوچ کیا اور سیدنا زبیر بن عبداللہ بن قتادہ رضی اللہ عنہ کو مقدمۃ الجیش کا، عبداللہ بن المعتصم رضی اللہ عنہ کو میمنہ کا، شرجیل بن السمط کندی رضی اللہ عنہ کو میسرہ کا، عاصم بن عمر تمیمی رضی اللہ عنہ کو ساقہ کا سردار مقرر کیا، لشکر سعد میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سامان رسد کے افسر اعلیٰ تھے، عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ باہلی قاضی و خزانچی تھے سیدنا ہلال ہجری رضی اللہ عنہ مترجم اور سیدنا زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کاتب یا سکریٹری تھے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لیے ہوئے مقام سیراف سے قادسیہ کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں مقام عذیب آیا جہاں ایرانیوں کا میگزین تھا اس پر قبضہ کرتے ہوئے قادسیہ پہنچے قادسیہ پہنچ کر لشکر فارس کے انتظار میں قریباً دو ماہ انتظار کرنا پڑا اس زمانہ میں لشکر اسلام کو جب سامان رسد کی ضرورت ہوتی تو ایرانی علاقوں پر مختلف دستے چھاپے مارتے اور ضروری سامان حاصل کرتے۔

مدائن سے رستم کی روانگی:

دارالسلطنت ایران میں پیہم خبریں پہنچنی شروع ہوئیں کہ قادسیہ میں عربی لشکر کا قیام ہے اور فرات و حیرہ کا درمیانی علاقہ عربوں نے لوٹ کر ویران کر دیا ہے قادسیہ کے متصلہ علاقوں کے لوگ دربار میں شاکی بن کر پہنچنے شروع ہوئے کہ جلد کچھ تدارک ہونا چاہیئے ورنہ ہم سب مجبوراً عربوں کی فرماں برداری اختیار کر لیں گے دربار ایران میں رستم بہت عقلمند اور تجربہ کار شخص تھا اس کی رائے آخر تک یہی رہی کہ عربوں کو ان کے حال پر آزاد چھوڑ دیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو جنگ و پیکار کے مواقع کو ٹال دیا جائے لیکن یزدگرد شہنشاہ ایران نے ان خبروں کو سن کر رستم اپنے وزیر جنگ کو طلب کیا اور حکم دیا تو خود لشکر عظیم لے کر قادسیہ کی طرف روانہ ہو اور عربوں کے روز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز کے جھگڑے کو پورے طور پر ختم کر دے، رستم چاہتا تھا کہ یکے بعد دیگرے دوسرے سرداروں کو روانہ کرے اور مسلسل طور پر لڑائی کے سلسلے کو جاری رکھے لیکن یزدگرد کے اصرار پر مجبوراً رستم کو مدائن سے روانہ ہونا پڑا۔

رستم نے مدائن سے روانہ ہو کر مقام ساباط میں قیام کیا اور ملک کے ہر حصہ سے افواج آ آ کر اس کے گرد جمع ہونی شروع ہوئی یہاں تک کہ ڈیڑھ لاکھ ایرانی لشکر ساباط میں رستم کے گرد جمع ہو گیا جو ہر طرح سامان حرب سے مسلح اور لڑائی کے جوش و شوق میں ڈوبا ہوا تھا۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دربار خلافت میں ایرانیوں کی جنگی تیاریوں اور نقل و حرکت کے حالات بھیجے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم ایرانیوں کی کثرت افواج اور ساز و سامان کی فراوانی دیکھ کر مطلق خائف و مضطر نہ ہونا بلکہ خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور خدائے تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرتے رہو اور قبل از جنگ چند آدمیوں کی ایک سفارت یزدگرد شاہ ایران کے پاس بھیجو تاکہ وہ دربار ایران میں جا کر دعوت اسلام کے فرض سے سبکدوش ہوں تاکہ شاہ فارس اگر دعوت اسلام کو قبول نہ کرے تو اس انکار کا وبال بھی اس پر پڑے، اس حکم کے پہنچنے پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام سے سمجھ دار خوش گفتار، وجیہ، بہادر اور ذی حوصلہ افراد کو منتخب کر کے قادسیہ سے مدائن کی جانب روانہ کیا۔

اسلامی سفارت:

اس سفارت میں جو قادسیہ سے مدائن کی جانب روانہ ہوئے مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے، سیدنا نعمان بن مقرن، سیدنا قیس بن زرارہ، سیدنا اشعث بن قیس، سیدنا فرات بن حبان، سیدنا عاصم بن عمرو، سیدنا عمرو بن معدیکرب، سیدنا مغیرہ بن شعبہ، سیدنا معنی بن حارثہ، سیدنا عطارد بن حاجب، سیدنا بشیر بن ابی رہم، سیدنا حنظلہ بن الربیع، سیدنا عدی بن سہیل رضی اللہ عنہم

یہ تمام حضرات اپنے عربی گھوڑوں پر سوار راستے میں رستم کے لشکر کو چھوڑتے ہوئے سیدھے مدائن پہنچے وہاں یزدگرد نے ان سفیروں کے آنے کی خبر سن کر دربار کو خوب آراستہ کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یہ اسلامی سفراء دربار میں اپنی سادہ و سپاہیانہ وضع کے ساتھ داخل ہوئے تو تمام درباران کو دیکھ کر حیران رہ گیا اول یزدگرد نے ان سے معمولی سوالات کیے اور ان کے باصواب جواب پا کر اس نے دریافت کیا کہ تم لوگوں کو ہمارے مقابلہ کی جرأت کیسے ہوئی اور تم کس طرح یہ بات بھول گئے کہ تمہاری قوم دنیا میں ذلیل و احمق سمجھی جاتی ہے کیا تم اس بات کو بھی بھول گئے ہو کہ جب کبھی تم لوگوں سے کوئی سرکشی یا بغاوت دیکھی جاتی تھی تو ہم اپنی سرحد کے عاملوں اور صوبیداروں کو حکم دے دیا کرتے تھے کہ تم کو سیدھا کر دیں چنانچہ وہ تم کو ٹھیک بنا دیا کرتے تھے۔

یہ سن کر سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم دنیا سے بت پرستی اور شرک مٹانے کی کوشش کرتے اور تمام دنیا کے سامنے اسلام پیش کرتے ہیں کہ اسلام ہی کے ذریعہ انسان سعادت انسانی حاصل کر سکتا ہے، اگر کوئی شخص اسلام کو قبول نہیں کرتا تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی حفاظت و سرپرستی میں سپرد کر دے اور جزیہ ادا کرے لیکن اگر وہ اسلام اور ادائے جزیہ دونوں باتوں سے انکار کرتا ہے تو اس کے اور ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

یزدگرد اس کلام کو سن کر آپے سے باہر ہو گیا، اس نے کہا اگر سفیروں کا قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم کو ضرور قتل کر دیتا پھر اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ ایک مٹی کی ٹوکری بھر کر لاؤ اور جو شخص ان میں سردار ہے اس کے سر پر رکھ دو اور اسی حالت میں اس کو مدائن سے باہر نکال دو پھر بولا کہ رستم بہت جلد تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا اتنے میں مٹی کی ٹوکری آ گئی سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ نے فوراً اٹھ کر وہ ٹوکری اپنے کاندھے پر اٹھا لی اور کہا میں اس وفد کا سردار ہوں یہ سب حضرات یزدگرد کے دربار سے نکلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر مٹی کی وہ ٹوکری لیے ہوئے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ملک ایران کی فتح مبارک ہو خدائے تعالیٰ نے ان کے ملک کی مٹی ہم کو عطا کی ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی اس تفاول سے بہت ہی خوش ہوئے۔

ان سفراء کی واپسی کے بعد دربار ایران سے رستم کے پاس ساباط میں تازہ احکام پہنچے اور کمکی سردار بھی روانہ کیے گئے، ساٹھ ہزار فوج کا بڑا حصہ خاص رستم کے زیر کمان تھا مقدمۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجیش کا سردار جالینوس تھا جس کے ہمراہ چالیس ہزار کا لشکر تھا، بیس ہزار فوج ساقہ میں تھی میمنہ پر تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ ہرمزان، اور میسرہ پر تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مہران بن بہرام رازی تھا اس طرح کل ایرانی لشکر کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچ گئی اس کے علاوہ ایک سو جنگی ہاتھی قلب میں رستم کے ساتھ تھے پچھتر ہاتھی میمنہ میں اور پچھتر میسرہ میں بیس ہاتھی مقدمۃ الجیش میں اور تیس ساقہ میں تھے اس ترتیب و سامان کے ساتھ رستم ساباط سے روانہ ہو کر مقام کوثا میں پہنچا اور وہاں خیمہ زن ہوا۔

قادسیہ اور مدائن کے درمیان تیس چالیس کوس کا فاصلہ تھا ایرانی اور اسلامی لشکروں کا فاصلہ اب بہت ہی کم رہ گیا تھا طرفین سے چھوٹے چھوٹے دستے ایک دوسرے پر چھاپہ مارنے اور سامان رسد لوٹنے کے لیے ہر روز روانہ ہوتے رہتے تھے، رستم لڑائی کو ٹالنا چاہتا تھا اس لیے اس نے مدائن سے قادسیہ تک پہنچنے میں چھ مہینے صرف کر دیئے، مقام کوثا سے روانہ ہو کر رستم قادسیہ کے سامنے پہنچا اور مقام عتیق میں خیمہ زن ہوا دربار ایران سے بار بار رستم کے پاس تقاضوں کے پیغام آتے تھے کہ جلد عربوں کا مقابلہ کرو لیکن رستم یہ چاہتا تھا کہ بلا مقابلہ کام چل جائے تو اچھا ہے چنانچہ اس نے قادسیہ پہنچ کر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم اپنے کسی سفیر کو ہمارے پاس بھیج دو تاکہ ہم اس سے مصالحت کی گفتگو کریں۔

سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر رستم کے پاس روانہ کیا، رستم نے بڑے تکلف اور شان و تجمل کے ساتھ دربار کیا سونے کا تخت بچھوایا اور اس کے چاروں طرف دیبا و حریر اور رومی قالینوں کا فرش کرایا تکیوں اور شامیانوں کی جھالریں سچے موتیوں کی تھیں غرض سیدنا ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ اس شان و شوکت والے دربار میں داخل ہوئے اور گھوڑے کو ایک گاؤ تکیے سے جو لب فرش پڑا ہوا تھا باندھ کر نیزے کی آنی ٹیکتے اور اس فرش کو چاک و سوراخ دار بناتے ہوئے تخت کی طرف بڑھے اور بڑھ کر رستم کے برابر جا بیٹھے لوگوں نے سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ کو تخت سے نیچے اتارنا اور ان کے ہتھیاروں کو علیحدہ کرنا چاہا، تو سیدنا ربعی نے جواب دیا کہ میں تمہارے یہاں تمہارا بلایا ہوا آیا ہوں خود اپنی کوئی استدعا لے کر نہیں آیا ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب میں اس کی سخت ممانعت ہے کہ ایک شخص خدا بن کر بیٹھے اور باقی آدمی بندوں کی طرح ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے کھڑے ہوں۔

رستم نے اپنے آدمیوں کو خود منع کر دیا کہ کوئی شخص اس کے حال سے معترض نہ ہو مگر کچھ سوچ کر سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ خود رستم کے پاس سے اٹھے اور تخت سے اتر کر خنجر سے زمین پر بچھے ہوئے قالین اور فرش کو چاک کر کے نیچے سے خالی زمین نکال کر اس پر بیٹھ گئے اور رستم سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہم کو تمہارے اس پر تکلف فرش کی بھی ضرورت نہیں ہمارے لیے خدائے تعالیٰ کا بچھایا ہوا فرش یعنی زمین کافی ہے اس کے بعد رستم نے ترجمان کے ذریعہ سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اس جنگ و پیکار سے تمہارا مقصد کیا ہے؟

سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم خدائے تعالیٰ کے بندوں کو دنیا کی تنگی سے دار آخرت کی وسعت میں لانا ظلم اور مذاہب باطلہ کی جگہ عدل اور اسلام کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں، جو شخص عدل اور اسلام پر قائم ہو جائے گا ہم اس سے اور اس کے ملک واموال سے معترض نہ ہوں گے، جو شخص ہمارے راستے میں حائل ہوگا ہم اس سے لڑیں گے یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائیں گے یا فتح مند ہوں گے اگر تم جزیہ دینا منظور کرو گے تو ہم اس کو قبول کر لیں گے اور تم سے معرض نہ ہوں گے اور جب کبھی تم کو ہماری ضرورت ہوگی تمہاری مدد کو موجود ہوں گے اور تمہارے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔

یہ باتیں سن کر رستم نے سوال کیا کہ کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟ سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نہیں میں ایک معمولی سپاہی ہوں لیکن ہم میں ہر ایک شخص خواہ وہ ادنیٰ ہو اعلیٰ سردار کی طرف سے اجازت دے سکتا اور ہر متنفس ہر معاملہ میں پورا اختیار رکھتا ہے یہ سن کر رستم اور اس کے درباری دنگ رہ گئے پھر رستم نے کہا کہ تمہاری تلوار کا نیام بہت بوسیدہ ہے سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ نے فوراً تلوار نیام سے کھینچ کر کہا کہ اس پر آب ابھی رکھائی گئی ہے پھر رستم نے کہا تمہارے نیزے کا پھل بہت چھوٹا ہے یہ لڑائی میں کیا کام دیتا ہوگا سیدنا ربعی نے فرمایا کہ یہ پھل سیدھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن کے سینے کو چھیدتا ہوا پار ہو جاتا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کی چھوٹی سی چنگاری تمام شہر کو جلا ڈالنے کے لیے کافی ہوتی ہے اسی قسم کی نوک جھوک کی باتوں کے بعد رستم نے کہا کہ اچھا ہم تمہاری باتوں پر غور کر لیں اور اپنے اہل الرائے اشخاص سے بھی مشورہ لے لیں سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھے اور اپنے گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہو کر سیدنا سعد بن ابی سیدنا وقاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔

جنگ قادسیہ:

سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ کے رخصت ہوتے ہی رستم نے اپنی فوج کو تیاری کا حکم دے دیا دونوں لشکروں کے درمیان ایک نہر حائل تھی رستم نے نہر پر پل بنانے کا حکم دیا اور پل فوراً بن کر تیار ہو گیا اگلے دن علی الصبح رستم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم نہر کے اس طرف آ کر لڑو گے یا ہم کو نہر کے اس طرف آنا چاہیئے، سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہلا بھیجا کہ تم ہی نہر کے اس طرف آ جاؤ، چنانچہ تمام ایرانی لشکر نہر کو عبور کر کے میدان میں آ کر جم گیا میمنہ و میسرہ اور ہر اول و ساقہ وغیرہ لشکر کے ہر ایک حصہ کو رستم نے جنگی ہاتھیوں اور زرہ پوش سواروں سے ہر طرح مضبوط و مکمل بنایا، خود قلب لشکر میں قیام کیا یہ ایرانی لشکر جو زیادہ سے زیادہ تیس ہزار کے اسلامی لشکر کے مقابلہ میں آمادہ جنگ ہوا پونے دو لاکھ سے زیادہ اور ہر طرح اسلامی لشکر کی نسبت سامان حرب سے مسلح تھا سپہ سالار لشکر اسلام سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دنبل (پھوڑے) نکل رہے تھے، اور عرق النساء کے درد کی بھی آپ کو شکایت تھی، لہٰذا نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتے تھے نہ چل پھر سکتے تھے میدان جنگ میں اسلامی لشکر گاہ کے سرے پر ایک پرانے زمانے کی بنی ہوئی پختہ عمارت کھڑی تھی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ خود اس عمارت کی چھت پر گاؤ تکیہ کے سہارے بیٹھ گئے اور اپنی جگہ میدان جنگ کا سردار خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو تجویز کیا، لیکن لڑائی کے نقشے اور میدان جنگ کے اہم تغیر و تبدل کو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھا یعنی برابر سیدنا خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہدایات روانہ کرتے رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایرانی لشکر کی تیاریوں کی خبر سن کر اسلامی لشکر بھی جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گیا تھا سیدنا عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، سیدنا عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ، سیدنا ربعی رضی اللہ عنہ عامر نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے حکم کے موافق تمام لشکر اسلام میں گشت لگا کر لوگوں کو جہاد اور جنگ پر آمادہ کیا شعراء نے رجز خوانی شروع کی قاریوں نے سورہ انفال کی تلاوت سے تمام لشکر میں ایک جوش اور ہیجانی کیفیت پیدا کر دی۔

بہر حال دونوں فوجیں مسلح ہو کر ایک دوسرے کے مقابل صف آراء ہو گئیں، سب سے پہلے لشکر ایران کی طرف سے ہرمز نامی ایک شہزادہ میدان میں نکلا جو زریں تاج پہنے ہوئے تھا اور ایران کے مشہور پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا، اس کے مقابلے کے لیے سیدنا غالب بن عبداللہ اسدی اسلامی لشکر سے نکلے سیدنا غالب نے میدان میں جاتے ہی ہرمز کو گرفتار کر لیا اور گرفتار کر کے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس لا کر ان کے سپرد کر گئے اس کے بعد ایک اور زبردست شہسوار اہل فارس کی جانب سے نکلا ادھر سے سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کو پہنچے طرفین سے ایک ایک دو دو وار ہی ہونے پائے تھے کہ ایرانی شہسوار بھاگا۔ سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا لشکر فارس کی صف اول کے قریب پہنچ کر اس کے گھوڑے کی دم پکڑ کر روک لیا اور سوار کو اس کے گھوڑے سے اٹھا کر اور اپنے آگے زبردستی بٹھا کر گرفتار کر لائے، یہ بہادری دیکھ کر لشکر ایران سے ایک اور بہادر چاندی کا گرز لیے ہوئے نکلا اس کے مقابلہ پر سیدنا عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نکلے اور گرفتار کر کے لشکر اسلام میں لے آئے۔

رستم نے اپنے کئی سرداروں کو اس طرح گرفتار ہوتے دیکھ کر فوراً جنگ مغلوبہ شروع کر دی اور سب سے پہلے ہاتھیوں کی صف کو مسلمانوں کی طرف دھکیلا ہاتھیوں کے اس حملہ کو قبیلہ بجیلہ نے روکا لیکن ان کا بہت نقصان ہوا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جو بڑے غور سے میدان جنگ کا رنگ دیکھ رہے تھے فوراً بنی اسد کے لوگوں کو بجیلہ کی کمک کے لیے حکم دیا بنو اسد نے آگے بڑھ کر خوب خوب داد مردانگی دی لیکن جب ان کی بھی حالت نازک ہوئی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فوراً قبیلہ کندہ کے بہادروں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا بنو کندہ نے آگے بڑھ کر اس شان سے حملہ کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اہل فارس کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ پیچھے ہٹنے لگے رستم نے یہ رنگ دیکھ کر تمام لشکر ایران کو مجموعی طاقت سے یک بارگی حملہ کرنے کا حکم دیا اس متفقہ سخت حملے کو دیکھ کر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی، اور تمام اسلامی لشکر نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی تقلید میں تکبیر کہہ کر ایرانیوں پر حملہ کیا گویا دو سمندر ایک دوسرے پر امنڈ آئے یا دو پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرائے فریقین کی فوجیں ایک دوسرے میں خلط ملط ہوگئیں اس حالت میں ایرانیوں کے جنگی ہاتھیوں نے اسلامی لشکر کو سخت نقصان پہنچانا شروع کیا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فوراً تیر اندازوں کو حکم دیا کہ ہاتھیوں پر اور ہاتھیوں کے سواروں پر تیر اندازی کرو، سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ نے نیزہ لے کر ہاتھیوں پر حملہ کیا ان کی تقلید میں دوسرے بہادروں نے بھی ہاتھیوں کی سونڈوں پر تلواروں اور نیزوں سے زخم پہنچانے شروع کئے تیر اندازوں نے ایسے تیر برسائے کہ فیل نشینوں کو جوابی تیر اندازی کی مہلت ہی نہ ملی نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھی پیچھے ہٹے اور بہادروں کے لیے میدان میں شمشیر زنی کے جوہر دکھانے کے مواقع ملے صبح سے شام تک میدان کارزار گرم رہا رات کی تاریکی نے لڑائی کو کل کے لیے ملتوی کر دیا۔

اگلے دن علی الصبح بعد نماز فجر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے کل کے شہداء کو قادسیہ کے مشرق کی جانب دفن کرایا، کل کے شہدا کی تعداد پانچ سو تھی زخمیوں کی مرہم پٹی کا سامان رات ہی میں کر دیا گیا تھا، شہداء کے دفن سے فارغ ہو کر اسلامی لشکر نے اپنی صفیں مرتب کیں ایرانی بھی میدان مین آ ڈٹے ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ ملک شام سے روانہ کئے ہوئے لشکر کے قریب پہنچنے کی خبر پہنچی، ملک شام سے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں لشکر عراق کو واپس بھیجا تھا اس لشکر کے مقدمۃ الجیش پر سیدنا قعقاع بن عمرو افسر تھے اور وہ ایک ہزار کا مقدمۃ الجیش لیے ہوئے سب سے پہلے قادسیہ پہنچے اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو بڑے لشکر کے قریب پہنچنے کی خوش خبری سنا کر خود اجازت لے کر میدان میں نکلے اور مبارز طلب کیا ان کے مقابلہ پر بہمن جادویہ آیا طرفین سے داد سپہ گری دی گئی اور جوہر مردانگی دکھائے گئے لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بہمن جادویہ ہلاک ہوا اس کے بعد کئی مشہور و نامور ایرانی بہادر میدان میں نکلے اور مقتول ہوئے۔ بالآخر رستم نے عام حملہ کا حکم دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بڑے زور و شور سے لڑائی ہونے لگی۔

سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ کے گرم ہونے کا حال سن کر اپنی چھ ہزار فوج کے بہت سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دئے اور حکم دیا کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ایک ایک حصہ تکبیر کہتا ہوا داخل ہو اس طرح شام تک یکے بعد دیگرے یہ دستے لشکر اسلام میں داخل ہوتے، اور ایرانی اس طرح پیہم کمکی دستوں کی آمد دیکھ کر خوف زدہ ہوتے رہے۔

آج بھی ہاتھیوں کا فتنہ لشکر اسلام کے لیے بہت سخت تھا لیکن مسلمانوں نے ایک نئی تدبیر یہ کی کہ اونٹوں پر بڑی بڑی جھولیں ڈالیں وہ بھی ہاتھیوں کی طرح مہیب نظر آتے اور ایرانیوں کے گھوڑے ان کو دیکھ دیکھ کر بدکنے لگے جس قدر ہاتھیوں سے اسلامی لشکر کو نقصان پہنچتا تھا اسی قدر ایرانی لشکر کو ان مصنوعی ہاتھیوں سے نقصان پہنچنے لگا آج سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ نے بہت سے ایرانی سرداروں اور مشہور شہسواروں کو قتل کیا شام تک بازار جنگ گرم رہا آج ایک ہزار مسلمان اور دس ہزار ایرانی میدان جنگ میں کام آئے۔

تیسرے روز سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی اول شہداء کی لاشوں کے دفن کرنے کا انتظام کیا مجروحوں کو عورتوں کے سپرد کیا گیا کہ وہ مرہم پٹی کریں اس کے بعد دونوں فوجیں میدان جنگ میں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں آج بھی ایرانیوں نے ہاتھیوں کو آگے رکھا لیکن سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ و سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ نے مل کر فیل سفید پر جو تمام ہاتھیوں کا سردار تھا حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔ فیل سفید کے مارے جانے کے بعد ایک دوسرے ہاتھی پر حملہ ہوا تو وہ میدان سے اپنی جان بچا کر بھاگا، اس کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر دوسرے ہاتھیوں نے بھی تقلید کی اور اس طرح آج ہاتھیوں کا وجود بجائے اس کے اسلامی لشکر کو نقصان پہنچاتا خود ایرانیوں کے لیے نقصان رساں ثابت ہوا۔

سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ کی رکابی فوج لڑتی ہوئی اس مقام تک پہنچ گئی جہاں رستم ایک زریں تخت پر بیٹھا ہوا اپنی فوج کو لڑا رہا اور حصہ فوج کو احکام بھیج رہا تھا۔ اسلامی حملہ آوروں کے قریب پہنچنے پر رستم خود تخت سے اتر کر لڑنے لگا جب زخمی ہوا تو پیٹھ پھیر کر بھاگا سیدنا ہلال بن علقمہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فوراً آگے بڑھ کر بھاگتے ہوئے برچھے کا وار کیا جس سے اس کی کمر ٹوٹ گئی اور نہر میں گر پڑا، ہلال نے فوراً گھوڑے سے کود کر اور جھک کر رستم کی ٹانگیں پکڑ کر باہر کھینچ لیا، اور اس کا کام تمام کر کے فوراً رستم کے تخت پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارا کہ ''اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے رستم کو قتل کر دیا ہے'' اس آواز کے سنتے ہی اسلامی فوجوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور ایرانیوں کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے ایرانی میدان سے بھاگے لشکر ایران میں سواروں کی تعداد تیس ہزار تھی جن میں سے بمشکل تیس سوار بھاگ کر اپنی جان بچا کر جا سکے باقی سب میدان جنگ میں مارے گئے۔ سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے درفش کاویانی ایرانیوں کے مشہور جھنڈے پر قبضہ کیا جس کے عوض انہوں نے تیس ہزار دینار لیے حالانکہ وہ دو لاکھ دس ہزار دینار کی مالیت کا تھا۔

اس لڑائی میں مسلمانوں کے کل چھ ہزار آدمی شہید ہوئے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے رستم کا تمام سامان و اسلحہ سیدنا ہلال بن علقمہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور سیدنا قعقاع اور شرحبیل رضی اللہ عنہ کو تعاقب کے لیے روانہ کیا لیکن ان سے بھی پہلے سیدنا زہرہ بن حیوۃ رضی اللہ عنہ ایک دستہ فوج لے کر ایرانیوں کے پیچھے روانہ ہو چکے تھے راستے میں جالینوس مفروروں کو روک روک کر مجتمع کر رہا تھا، سیدنا زہرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حملہ کر کے قتل کر دیا اور اس کے تمام مال و سامان پر قبضہ کر کے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو جالینوس کا سامان ان کے حوالہ کرنے میں تامل ہوا، اور اس معاملہ میں دربار خلافت سے اجازت طلب کی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا زہرہ رضی اللہ عنہ کی ستائش کی اور جالینوس کا سامان انہیں کو دے دینے کا حکم دیا۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ کا ہنگامہ فرو ہونے کے بعد مال غنیمت فراہم کیا، فوراً سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فتح کی خوش خبری کا خط لکھا اور ایک تیز رفتار شتر سوار کو دے کر مدینہ کی طرف روانہ کیا، یہاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ روزانہ صبح اٹھ کر مدینے سے باہر دور تک نکل جاتے اور قادسیہ کے قاصد کا انتظار کر کے دوپہر کے بعد مدینہ میں واپس آ جاتے تھے، ایک روز حسب دستور وہ باہر تشریف لے گئے، دور سے ایک شتر سوار نظر پڑا، اس کی طرف لپکے، قریب پہنچ کر دریافت کیا کہ کہاں سے آتے ہو، اس نے کہا کہ میں قادسیہ سے آ رہا ہوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش خبری لایا ہوں کہ خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا کی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس لڑائی کی کیفیت اور فتح کے تفصیلی حالات دریافت کرنے شروع کیے اور شتر سوار کی رکاب پکڑے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے مدینے میں داخل ہوئے، شتر سوار حالات سناتا جاتا تھا اور اپنے اونٹ پر سوار مدینہ میں دربار خلافت کی جانب چلا جاتا تھا۔

شہر میں داخل ہو کر شتر سوار نے دیکھا کہ ہر شخص جو سامنے آتا ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کہہ کر سلام علیک کرتا ہے، تب اس کو معلوم ہوا کہ جو شخص میرے ساتھ پیدل چل رہا ہے وہ خلیفہ وقت ہے، یہ معلوم کر کے وہ ڈرا اور اونٹ سے اترنا چاہا لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم حالات سناتے جاؤ اور بدستور اپنے اونٹ پر سوار چلے چلو، چنانچہ اسی طرح گھر تک آئے، مسجد نبوی میں پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا اور فتح کی خوش خبری سب کو سنائی، ایک نہایت پر اثر تقریر فرمائی جس کا خاتمہ اس طرح تھا:

''بھائیو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو اپنا غلام بنانا چاہوں، میں تو خود اللہ تعالیٰ کا غلام ہوں، البتہ خلافت کا کام میرے سپرد ہے، اگر میں یہ کام اس طرح انجام دوں کہ تم آرام سے اپنے گھروں میں اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرو تو یہ میری خوش نصیبی ہے اور اگر خدانخواستہ میری یہ خواہش ہو کہ تم لوگ میرے دروازے پر حاضری دیا کرو تو یہ میری بدبختی ہوگی، میں تم کو تعلیم دیتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں لیکن صرف قول سے نہیں بلکہ عمل سے بھی''

فتح مدائن:

یزدگرد مسلمانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے اہل و عیال اور خزانوں کو مدائن سے روانہ کر چکا تھا، تاہم قصر ابیض (شاہی محل) اور دار السلطنت میں مال و دولت کی کمی نہ تھی، اسلامی لشکر کے دریا عبور کر لینے کا حال سن کر یزدگرد بھی مدائن سے چل دیا، مسلمانوں نے شہر کی مختلف سمتوں سے شہر میں داخل ہونا شروع کیا، خود باشندگان شہر نے شاہی محلات کی لوٹ مار مسلمانوں کے پہنچنے اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے شروع کر دی تھی، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ قصر ابیض میں داخل ہوئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی زبان سے بے اختیار یہ آیتیں نکلیں۔

﴿ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فَاكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ ﴾

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے وہیں ایک سلام سے آٹھ رکعتیں صلوۃ الفتح کی پڑھیں، یہ جمعہ کا روز تھا، قصر ابیض میں جس جگہ کسریٰ کا تخت تھا وہاں منبر رکھا گیا اور اسی قصر میں جمعہ ادا کیا گیا، یہ پہلا جمعہ تھا جو دارالسلطنت ایران میں ادا کیا گیا، اس محل شاہی میں جس قدر تصاویر و تماثیل تھیں وہ علیٰ حالہٖ قائم رہیں، نہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو توڑا پھوڑا نہ وہاں سے جدا کیا، بوجہ نیت اقامت اس قصر میں نماز کو قصر بھی نہیں کیا گیا۔

سیدنا زہرہ بن حیوۃ رضی اللہ عنہ کو ایرانیوں کے تعاقب میں نہروں کی جانب روانہ کیا گیا، مال غنیمت کے فراہم کرنے پر سیدنا عمرو بن مقرن رضی اللہ عنہ کو اور اس کی تقسیم پر سیدنا سلیمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ باہلی کو مقرر کیا گیا۔

مال غنیمت میں شہنشاہ ایران کی بہت سی نادر روزگار چیزیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں چاندی سونے اور جواہرات کی بہت سی مورتیں، کسریٰ کا شاہی لباس، اس کا زرنگار تاج، اس کی زرہ اور اس قسم کی بہت سی چیزیں مسلمانوں نے ان بھاگنے والوں سے چھینیں جو ان چیزوں کو لے کر ایوان شاہی سے بھاگتے تھے ایوان شاہی کے خزانے اور عجائب خانے میں سے خاقان چین، قیصر روم، داہر شاہ ہند، بہرام گور، سیاوش، کسریٰ ہرمز فیروز کے خود، زرہیں، تلواریں اور خنجر دستیاب ہوئے جو عجائبات روزگار سمجھ کر شاہی خزانے میں محفوظ رکھے جاتے تھے اور ایرانی ان چیزوں پر فخر کیا کرتے تھے ان چیزوں کے فراہم ہو جانے پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ کو اجازت دی کہ تلواروں میں سے جس تلوار کو پسند کرو لے لو سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر قیصر روم ہرقل کی تلوار اٹھا لی پھر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے بہرام گور کی زرہ بھی ان کو مرحمت فرمائی۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے علاوہ خمس کے جو چیزیں نادرات روزگار میں شمار ہوتی تھیں وہ سب جمع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے دربار خلافت کو روانہ کر دیں انہیں نوادرات روزگار میں کسریٰ کا قالین تھا جو بہار کے نام سے موسوم تھا یہ فرش نوے گز لمبا اور دس گز چوڑا تھا اس میں پھول پتیاں درخت نہریں تصویریں غنچے سب سونے چاندی اور جواہرات سے بنائے گئے تھے شاہان فارس جب موسم بہار گذر جاتا تھا تو اس کی یاد میں اس قالین پر بیٹھ کر شراب نوشی کیا کرتے تھے جب یہ تمام چیزیں مدینہ منورہ میں پہنچیں تو لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام اسباب وسامان کو لوگوں میں تقسیم کر دیا، قالین کی نسبت عام طور پر لوگوں کی رائے تھی کہ اس کو تقسیم نہ کیا جائے لیکن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نہیں اس کو بھی تقسیم کر دیا جائے، چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی کی رائے سے اس قالین کو بھی کاٹ کاٹ کر لوگوں میں تقسیم کر دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں جو ٹکڑا فرش کا آیا تھا وہ بہت نفیس ٹکڑوں میں نہ تھا، تاہم انہوں نے اس کو تیس ہزار دینار کا فروخت کیا۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے مدائن پر قابض ومتصرف ہو کر اپنے اور اہل لشکر کے اہل وعیال کو قادسیہ سے بلوایا اور شاہی ایوانات لوگوں میں تقسیم کر دیئے جن میں انہوں نے اپنے اہل وعیال کو ٹھہرایا۔

معرکہ جلولاء:

جب مدائن پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو یزدگرد مدائن سے بھاگ کر مقام حلوان میں مقیم ہوا رستم بن فرخ زاد کے بھائی خرزاد بن فرخ زاد نے مقام جلولاء میں لشکر اور سامان حرب بڑی قابلیت اور حوصلے کے ساتھ فراہم کرنا شروع کیا قلعہ اور شہر کے گرد خندق کھدوائی گوکھرو بنوا کر مسلمانوں کی آمد اور حملے کے راستوں پر بچھوائے یہ جنگی تیاری اور فوجی اجتماع اس قدر عظیم واہم تھا کہ ایک طرف ایرانیوں کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی تھیں تو دوسری طرف مسلمانوں کو بھی اس کا خاص طور پر خیال تھا، چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے یہ تمام کیفیت مدینہ منورہ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ کر بھیجی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دربار فاروقی سے حکم آیا کہ سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ بارہ ہزار کی فوج لے کر جلولاء کی مہم پر روانہ ہوں مقدمۃ الجیش سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ کو سپرد کیا جائے، سیدنا معشر بن مالک کو میمنہ کی اور سیدنا عمرو بن مالک کو میسرہ کی سرداری دی جائے اور ساقہ پر سیدنا عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا جائے اس حکم فاروقی کے موافق سیدنا ہاشم مدائن سے روانہ ہو کر چوتھے روز جلولاء پہنچے اور شہر کا محاصرہ کیا یہ محاصرہ کئی مہینے جاری رہا ایرانی قلعہ سے نکل کر حملہ آور بھی ہوتے رہتے تھے۔ اس طرح مسلمانوں اور ایرانیوں میں جلولاء کے محاصرہ کے ایام میں بہت سے معرکے ہوئے اور ہر معرکہ میں ایرانی مغلوب ہوتے رہے جلولاء میں لاکھوں ایرانی جنگجو موجود تھے مسلمانوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز نہ تھی اپنی جمعیت کی کثرت اور سامان حرب کی فراوانی پر اعتماد کر کے ایرانیوں نے خوب جی توڑ کر مقابلہ کیا مگر آخر مسلمانوں کے مقابلہ میں ناکام و نامراد ثابت ہوئے ایک لاکھ ایرانی اس معرکہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے تین کروڑ کا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

یزدگرد نے حلوان میں جب جلولاء کے سقوط کا حال سنا تو وہ حلوان میں نہ ٹھہر سکا۔ وہاں سے بھاگ کر رے کی جانب روانہ ہوا اور حلوان میں خسرو شنوم کو ایک مناسب جنگی جمعیت کے ساتھ چھوڑ گیا سیدنا قعقاع معرکہ جلولاء کے بعد مقام حلوان کی طرف روانہ ہوئے خسرو شنوم نے حلوان سے نکل کر مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر بھاگا اور سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ نے حلوان پر قبضہ کیا۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ان فتوحات کے بعد مال غنیمت کا خمس اور فتح کی خوش خبری سیدنا زیاد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی اور ملک ایران میں آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی سیدنا زیاد رضی اللہ عنہ یہ مال غنیمت لے کر شام کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فتوحات کا حال سن کر لوگوں کو جمع کیا اور زیاد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اب ان سب کو وہ حالات جو مجھ کو سنا چکے ہو سناؤ چنانچہ سیدنا زیاد رضی اللہ عنہ نے نہایت بلاغت و فصاحت کے ساتھ مسلمانوں کی بہادریوں کے نقشے کھینچ کر سامعین کے سامنے رکھ دیئے پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مال غنیمت کا انبار صحن مسجد میں اسی طرح موجود رہے اس کی چوکسی و نگرانی کا انتظام کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا اگلے دن فجر کے بعد آپ نے وہ تمام مال واسباب لوگوں کو تقسیم فرما دیا جواہرات کے انبار اور مال غنیمت کی بیش قیمتی وکثرت دیکھ کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رو پڑے تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المومنین یہ تو مقام شکر تھا آپ روتے کیوں ہیں؟ سیدنا عمر فاروق اعظم نے جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ جس قوم کو دنیا کی دولت عطا فرماتا ہے اس میں رشک اور حسد بھی پیدا ہو جاتا ہے اور اس لیے اس قوم میں تفرقہ پڑ جاتا ہے پس مجھ کو اس وقت اسی تصور نے رُلا دیا۔

اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے جواب میں ان کے پاس حکم بھیجا کہ مسلمانوں نے پیہم صعوبات برداشت کی ہیں ابھی چند روز اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دو۔

جنگ جلولا ۱۶ ھ میں واقع ہوئی یہاں تک حالات کے بیان کرنے میں دانستہ تاریخ مہینہ اور سال کا ذکر اس لیے ترک کر دیا ہے کہ بعض واقعات کی تاریخ اور سنہ ایک مورخ کچھ بیان کرتا اور دوسرا کچھ اور اندریں صورت واقعات کی ترتیب کا صحیح ہونا کافی سمجھا گیا، عراق کے حالات ۱۶ ھ یعنی معرکہ جلولا تک اسی ترتیب سے وقوع پذیر ہوئے جو اوپر مذکور ہوئے۔ اب ان حالات کو یہیں تک چھوڑ کر پھر ملک شام کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

فتح بیت المقدس:

ارطبون جب بیت المقدس میں داخل ہو گیا تو سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے غزہ سبنطیہ، نابلس، لد، عمواس، بیت جبرین، یافا مقامات پر قبضہ کیا اور بیت المقدس کے اردگرد کے تمام علاقے پر قابض ہو کر بیت المقدس کی طرف بڑھے اور محاصرہ کو سختی سے جاری رکھا انہیں ایام میں سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شام کے انتہائی اضلاع قنسرین کی فتح سے فارغ ہو کر فلسطین و بیت المقدس کی طرف روانہ ہو چکے تھے عیسائی قلعہ بند ہو کر نہایت سختی سے محاصرین کی مدافعت اور مقابلہ کر رہے تھے، سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے آ جانے کی خبر سن کر ان کی ہمت کچھ پست سی ہو گئی اور سپہ سالار اعظم یعنی سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پہنچنے پر انہوں نے صلح کے سلام و پیام جاری کیے مسلمانوں کی طرف سے صلح میں کوئی تامل ہوتا ہی نہ تھا مسلمانوں کی طرف سے جو شرائط پیش ہوتیں تھیں وہ بہت سادہ اور ایسے مقررہ معینہ تھے کہ تمام عیسائی ان سے واقف تھے لیکن بیت المقدس کے عیسائیوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلح کی شرائط میں ایک خاص شرط کا اضافہ ضروری ولازمی قرار دیا وہ یہ کہ عہد نامہ خود خلیفہ وقت آ کر لکھے۔

ارطبون بطریق بیت المقدس سے نکل کر مصر کی طرف بھاگ گیا تھا رؤسا شہر اور شرفائے بیت المقدس کی مدافعت میں استقامت دکھا رہے تھے اور اب شہر کا قبضہ میں آ جانا کچھ بھی دشوار نہ تھا، لیکن سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے یہی مناسب سمجھا کہ جہاں تک ہو سکے کشت وخون کا امکان محدود کیا جائے اور جنگ پر صلح کو فوقیت دی جائے۔

چنانچہ انہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان حالات کا ایک خط لکھا اور اس میں تحریر کیا کہ آپ کے یہاں تشریف لانے سے بیت المقدس بلا جنگ قبضہ میں آ سکتا ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس خط کے پہنچنے پر اہل الرائے حضرات کو مسجد نبوی میں بغرض مشورہ طلب کیا، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عیسائی اب مغلوب ہو چکے ہیں، ان میں مقابلے اور مدافعت کی ہمت و طاقت نہیں رہی آپ بیت المقدس کا سفر اختیار نہ کریں خدائے تعالیٰ عیسائیوں کو اور بھی زیادہ ذلیل کرے گا اور وہ بلا شرط شہر کو مسلمانوں کے سپرد کر دیں گے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے میں آپ کو ضرور جانا چاہیے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سفر فلسطین:

ستوؤں کا ایک تھیلا ایک اونٹ ایک غلام ایک لکڑی کا پیالہ ہمراہ لے کر اور اپنی جگہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا عامل مقرر فرما کر روانہ ہو گئے، آپ کے اس سفر کی سادگی و جفاکشی عام طور پر مشہور ہے کبھی غلام اونٹ کی مہار پکڑ کر چلتا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار ہوتے اور کبھی غلام اونٹ پر سوار ہوتا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے آگے چلتے یہ اس عظیم الشان شہنشاہ اور خلیفہ اسلام کا سفر تھا جس کی فوجیں قیصر و کسریٰ کے محلات اور تخت و تاج کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں میں روند چکی تھیں۔

یہ مہینہ جس میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ سفر شروع ہوا ہے رجب کا مہینہ تھا اور ۱۶ھ جب کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدائن وانطاکیہ فتح ہو چکے تھے عزم روانگی کے ساتھ ہی روانگی سے پہلے آپ نے دمشق و بیت المقدس کی اسلامی افواج کے سردار کو اطلاع دے دی تھی سب سے پہلے سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ان کے بعد سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ان کے بعد سیدنا خالد بن ولید نے آپ کا استقبال کیا آپ نے ان سرداروں کو خوبصورت اور شان وشوکت کے لباس میں اپنے استقبال کو آتے دیکھا دیکھ کر طیش وغضب کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگوں نے دو ہی برس میں عجمیوں کی خوبو اختیار کر لی مگر جب ان سرداروں نے فرمایا کہ ہماری ان پر تکلف قباؤں کے نیچے سلاح حرب موجود ہیں اور ہم عربی اخلاق پر قائم ہیں تب آپ کو اطمینان ہوا۔

عیسائیوں کو امان نامہ:

آپ مقام جابیہ میں مقیم ہوئے، یہیں رؤساء بیت المقدس آپ کی ملاقات کو حاضر ہوئے اور یہ عہد نامہ آپ نے اپنے سامنے ان کو لکھوایا۔

"یہ وہ امان نامہ ہے جو امیر المومنین عمر نے ایلیا والوں کو دیا ہے، ایلیا والوں کی جان و مال، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست سب کو امان دی جاتی ہے اور ہر مذہب والے کو امان دی جاتی ہے ان کے گرجاؤں میں سکونت نہ کی جائے گی اور نہ وہ ڈھائے جائیں گے یہاں تک کہ ان کے احاطوں کو بھی نقصان نہ پہنچایا جائے گا نہ ان کی صلیبوں اور مالوں میں کسی قسم کی کمی کی جائے گی نہ مذہب کے بارے میں کسی قسم کا کوئی تشدد کیا جائے گا اور نہ ان میں سے کسی کو کوئی ضرر پہنچایا جائے گا اور ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے اور ایلیا والوں کا فرض ہے کہ وہ جزیہ دیں اور یونانیوں کو نکال دیں پس یونانیوں یعنی رومیوں میں سے جو شہر سے نکل جائے گا اس کے جان و مال کو امان دی جاتی ہے جب تک وہ محفوظ مقام تک نہ پہنچ جائیں اور اگر کوئی رومی ایلیا ہی میں رہنا پسند کرتا ہے تو اس کو باقی اہل شہر کی طرح جزیہ ادا کرنا ہوگا اور اگر اہل ایلیا میں سے کوئی شخص رومیوں کے ساتھ جانا چاہے تو اس کو امن و امان ہے یہاں تک کہ وہ محفوظ مقام پر پہنچ جائیں، جو کچھ اس عہد نامہ میں درج ہے اس پر خدا، رسول اور خلفاء اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے بشرطیکہ اہل ایلیاء مقررہ جزیہ کی ادائیگی سے انکار نہ کریں"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عہد نامہ پر سیدنا خالد بن ولید، سیدنا عمرو بن العاص، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم کے دستخط بطور گواہ ثبت ہوئے، بیت المقدس والوں نے فوراً جزیہ ادا کر کے شہر کے دروازے کھول دیئے، اسی طرح اہل رملہ نے بھی مصالحت کے ساتھ شہر مسلمانوں کے سپرد کر دیا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پیادہ پا بیت المقدس میں داخل ہوئے، سب سے پہلے مسجد اقصیٰ میں گئے اور محراب داؤد کے پاس پہنچ کر سجدہ داؤد کی آیت پڑھ کر سجدہ کیا، پھر عیسائیوں کے گرجے میں گئے اور اس کی سیر کر کے واپس تشریف لائے، بیت المقدس کی فتح کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صوبہ فلسطین کے دو حصے کر دیئے، ایک حصہ پر سیدنا علقمہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کر کے رملہ میں قیام کا حکم دیا، دوسرے حصہ پر سیدنا علقمہ بن محزر رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرما کر بیت المقدس میں رہنے کا حکم دیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی:

عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تھا لیکن اس بات کے سمجھنے میں لوگوں سے بہت غلطی ہوئی ہے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے شروع عہد خلافت میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حقیقی طور پر معزول نہیں کیا تھا بلکہ ان کا درجہ کسی قدر کم کیا تھا پہلے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار اعظم تھے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں نائب سپہ سالار اعظم بنا دیا تھا اس ایک درجہ کے ٹوٹنے سے ان کی ذمہ داریوں میں کوئی نمایاں فرق نہ آیا تھا صرف اس کی بات روک تھام ہو گئی تھی کہ وہ آزادانہ طور پر مسلمانوں کی جمعیت کو کسی خطرے کے مقام میں نہیں لے جا سکتے تھے اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی رضامندی اور اجازت ان کو حاصل کرنی پڑتی تھی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی کا اصل واقعہ 17ھ کے آخری مہینوں میں ہوا اور اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر سردار فوج، ہر عامل، ہر حصہ فوج اور ہر شہر کے حال سے باخبر رہتے تھے آپ کے پرچہ نویس ہر فوج اور ہر شہر میں موجود ہوتے تھے اور بلا کم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکاست ضروری حالات سے خلیفہ وقت کو آگاہ رکھتے تھے حالانکہ ہر ایک عامل اور ہر ایک سردار فوج خود بھی اپنے حالات کی اطلاع دربار خلافت میں بھیجتا رہتا تھا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کے پرچہ نویس نے اطلاع دی کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو صوبہ جزیرہ کی فتح سے ابھی واپس ملک شام میں آئے ہیں اپنے ساتھ بے حد مال و دولت لائے ہیں اور انہوں نے اپنی مدح کے صلہ میں اشعث بن قیس شاعر کو دس ہزار درہم دیئے ہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ خالد رضی اللہ عنہ سے سر مجلس دریافت کیا جائے کہ تم نے اشعث کو انعام اپنی گرہ سے دیا ہے یا بیت المال سے اگر اپنی گرہ سے دیا ہے تو اسراف ہے اور بیت المال سے دیا ہے تو خیانت دونوں صورتوں میں معزولی کے قابل ہو خالد رضی اللہ عنہ کا عمامہ اتار کر اسی عمامہ سے ان کی گردن باندھی جائے قاصد سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی غلطی کا اقرار کریں تو ان سے درگذر کی جائے چنانچہ وہ مجمع عام میں بلائے گئے قاصد نے ان سے پوچھا کہ یہ انعام تم نے کہاں سے دیا؟ خالد رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش رہے اور اپنی خطا کا اقرار کرنے پر رضامند نہ ہوئے، مجبوراً قاصد نے ان کا عمامہ اتارا اور اسی سے ان کی گردن باندھی اور پھر دوبارہ دریافت کیا تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اشعث کو میں نے اپنے مال سے انعام دیا، بیت المال سے نہیں دیا، قاصد نے یہ سنتے ہی گردن کھول دی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس کیفیت کی اطلاع دی۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جواب دہی کے لیے مدینہ منورہ میں طلب فرمایا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ! واللہ تم میرے معاملہ میں انصاف نہیں کرتے ہو فاروق اعظم نے کہا تمہارے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی اور اس قدر انعام وصلہ شاعر کو تم نے کہاں سے دیا؟ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مال غنیمت سے جو میرے حصہ میں آیا تھا انعام دیا تھا پھر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا ساٹھ ہزار سے جو کچھ زیادہ ہو وہ بیت المال میں داخل کرتا ہوں چنانچہ حساب کرنے پر بیس ہزار زائد نکلے اور بیت المال میں داخل کر دیئے گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد دونوں حضرات میں صفائی ہو گئی اور کوئی وجہ کدورت باقی نہ رہی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ شکایت شروع سے تھی کہ وہ فوجی حساب کتاب کو صاف نہ کرتے تھے اور مکمل حساب نہ سمجھاتے تھے اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ آزادانہ صرف کر دیا کرتے تھے اور ان کی شاہ خرچیاں اکثر اوقات کسی قاعدے کے تحت نہ آ سکتی تھیں اسی لیے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کا ایک درجہ توڑ دیا تھا اور اب چشم نمائی کے طور پر دارالخلافہ میں طلب فرما کر ایک نوع کی تنبیہ کر دی تھی۔

بصرہ کوفہ:

14ھ سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر کی رپورٹوں اور عراق کی طرف سے آنے والے سپاہیوں کے معائنہ سے اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ عربوں کو عراق کی آب و ہوا موافق نہیں آتی، چنانچہ آپ نے احکام جاری کیے کہ اہل عرب کے لیے ایسی چھاؤنیاں قائم کی جائیں جن کی آب و ہوا ملک عرب سے بہت مشابہ اور صحت بخش ہو تاکہ فوجیں جب لڑائی کے کام سے فارغ ہوا کریں تو ان چھاؤنیوں میں آ کر قیام کیا کریں اسی زمانہ میں بصرہ کے مقام پر فوجی چھاؤنی دجلہ کے قریب قائم کی گئی، اس چھاؤنی میں صرف پھوس کے چھپر تھے اور جب لشکری لوگ کسی مہم پر جاتے تو ان چھپروں کو آگ لگا جاتے تھے واپس آ کر پھر اپنی ضرورت کے موافق چھپر ڈال لیتے تھے۔

17ھ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں مکانات بنائے اور ایک دوسری چھاؤنی کوفہ کے آباد کرنے کی منظوری دی اسی سال بصرہ میں مکانات بننے شروع ہوئے اور اسی سال کوفہ کی آبادی شروع ہوئی ان دو مقامات کی آب و ہوا عربوں کو بہت موافق آئی اور چند روز کے بعد یہ دونوں شہر اسلامی طاقت کے مرکز شمار ہونے لگے۔

فتح اہواز وقبول اسلام ہرمزان:

ایرانیوں کا نامی سردار ہرمزان جنگ قادسیہ سے فرار ہو کر صوبہ اہواز کے دارالصدر خوزستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آ کر اس علاقہ کے تمام متعلقہ شہروں میں قابض ہو کر فوجیں جمع کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا اور رفتہ رفتہ اس علاقہ پر خود مختارانہ حکومت کر کے اپنی حدود حکومت کو وسیع کرنا شروع کیا، کوفہ و بصرہ کی چھاؤنیوں سے اسلامی افواج نے اس پر حملہ کیا اور شکست پر شکست دے کر صوبہ اہواز پر اپنا قبضہ قائم رکھنے کے لیے جزیہ دے کر مسلمانوں سے صلح کر لی چند روز کے بعد ہرمزان نے بغاوت اختیار کی اور مقام سوق اہواز میں اسلامی فوج سے شکست کھا کر مقام رام ہرمز میں جا کر پناہ لی۔

اس مرتبہ ہرمزان نے عاجز ہو کر پھر صلح کی درخواست کی اور ادائے جزیہ کی شرط پر مسلمانوں نے باقی علاقہ ہرمزان کے قبضہ میں چھوڑ کر اس سے پھر صلح کر لی سیدنا حرقوص بن زہیر سعدی رضی اللہ عنہ فاتح اہواز نے جبل اہواز پر ڈیرے ڈال کر علاقہ اہواز کے ویران شدہ شہروں کی آبادی کا کام شروع کیا۔

اسی عرصہ میں خبریں پہنچیں کہ یزدگرد شاہ فارس نے بہت سی فوجیں جمع کر کے مسلمانوں پر پھر چڑھائی کا مصمم ارادہ کیا ہے۔ اس خبر کو سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس خطرے کے سدباب کے لیے مختلف سمتوں اور مختلف راستوں پر اسلامی دستے متعین کر دو، چنانچہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ایک دستہ احتیاطاً ہرمزان کے مقابل رام ہرمز کی جانب بھی متعین کیا کیوں کہ ہرمزان یزدگرد کے احکام کی تعمیل اور اس کے عزائم کو کامیاب بنانے کی تدابیر میں مصروف تھا اس دستہ فوج کے مقابلہ پر ہرمزان فوج لے کر میدان میں نکلا لڑائی ہوئی ہرمزان کو شکست فاش حاصل ہوئی اور مسلمانوں نے رام ہرمز پر قبضہ کر لیا ہرمزان شکست خوردہ فرار ہو کر مقام تستر میں پہنچ کر مسلمانوں کے خلاف فوجیں جمع کرنے لگا تستر کے قلعہ کی مرمت بھی کرالی چاروں طرف خندق کو بھی درست کر لیا اور برجوں کی پورے طور پر مضبوطی کر لی، ایرانی فوجیں بھی تستر میں اس کے پاس آ آ کر جمع ہونے لگیں، ان حالات سے مطلع ہو کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی افواج کا سردار بنا کر بھیجا۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے تستر کی جانب حرکت کے قریب پہنچ کر لڑائیوں کا سلسلہ جاری کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرمزان نے اول کئی معرکے میدان میں کیے پھر تستر میں محصور ہو کر مدافعت میں مستعد ہوا بہت سی لڑائیوں اور حملہ آوریوں کے بعد شہر تستر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا، ہرمزان نے تستر کے قلعہ میں پناہ لی، قریب تھا کہ قلعہ پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے کہ ہرمزان نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ درخواست بھیجی کہ میں اپنے آپ کو اس شرط پر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ مجھ کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا جائے اور میرے معاملہ کو انہیں کے فیصلہ پر چھوڑ دیا جائے، سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو منظور کر لیا، چنانچہ ہرمزان کو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کی ایک سفارت کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ کیا گیا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سن کر حیران رہ گئے اور ہرمزان سے مخاطب ہو کر بولے کہ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے مگر میں تم کو کوئی دھوکا نہ دوں گا مناسب ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ ہرمزان نے اسی وقت کلمہ توحید پڑھا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے ہرمزان کو مدینے میں رہنے کی جگہ دی دو ہزار سالانہ تنخواہ مقرر کر دی اور اس کے بعد مہم فارس میں اکثر ہرمزان سے مشورہ لیتے رہتے تھے اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ ارکان سفارت سے مخاطب ہو کر کہا کہ شاید تم لوگ ذمیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے ہو اسی لیے یہ بار بار بغاوت اختیار کرتے ہیں۔ یہ سن کر سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا کہ امیر المومنین ہم ہمیشہ اپنے وعدوں کا ایفاء کرتے اور ذمیوں کے ساتھ نہایت رافت ومحبت کا برتاؤ کرتے ہیں، لیکن ان لوگوں کی بار بار بغاوت وسرکشی کا سبب صرف یہ ہے کہ آپ نے ہم کو بلاد فارس میں آگے بڑھنے کی ممانعت کر دی ہے، اہل فارس کا بادشاہ یزدجرد فارس کے ملک میں زندہ موجود ہے، جب تک یزدجرد فارس کے ملک میں زندہ وسلامت موجود رہے گا اس وقت تک اہل فارس لڑنے اور ہمارا مقابلہ کرنے سے کبھی باز نہ آئیں گے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے احنف کے کلام کی تصدیق کی اور اس کے بعد بلاد فارس میں اسلامی فوجوں کو پیش قدمی کی اجازت دے دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مصر:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے تھے تو عمرو بن العاص نے ان سے مصر پر فوج کشی کی اجازت حاصل کر لی تھی، چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا زبیر بن العوام کو عمرو بن العاص کا کمکی مقرر فرمایا تھا، عمرو بن العاص چار ہزار اسلامی لشکر لے کر مصر کی جانب بڑھے، مصر کے بادشاہ مقوقس کے پاس فاروق اعظم کی ہدایت کے موافق سیدنا عمرو نے تین شرطیں یعنی اسلام، جزیہ، جنگ لکھ کر بھیج دیں، آج کل مصر میں رومی سردار ارطبون بھی معہ اپنی فوج کے مقیم تھا، سب سے پہلے ارطبون اپنی فوج لے کر آگے بڑھا اور سخت معرکہ کے بعد شکست کھا کر بھاگا، مسلمانوں نے مقام عین شمس کا آگے بڑھ کر محاصرہ کر لیا اور یہیں سے مصر کی فوجی چھاؤنی حصار اور اسکندریہ کے محاصرے کے لیے دو دستے روانہ کیے، تینوں جگہ چند روز تک لڑائی اور محاصرہ کا سلسلہ جاری رہا، بالآخر عین شمس والوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی، صلح کے بعد سیدنا عمرو بن العاص نے ان قیدیوں کے واپس دینے سے انکار کیا جن کو بحالت جنگ اس سے پہلے گرفتار کر چکے تھے، یہ معاملہ فاروق اعظم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مصریوں کے تمام قیدیوں کو واپس کر دو۔

اس کے بعد سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر مقام فسطاط کی طرف روانہ کیا یہاں ایک زبردست قلعہ تھا جس کو سیدنا زبیر نے جنگ و پیکار بسیار کے بعد فتح کر لیا، پھر عمرو بن العاص نے اسکندریہ پر حملہ کیا، تین مہینے کے محاصرہ کے بعد اسکندریہ مفتوح ہوا اور مقوقس شاہ مصر نے جو اسکندریہ میں مقیم تھا اس شرط پر صلح کی کہ جو شخص اسکندریہ سے جانا چاہے اس کو جانے دیا جائے اور جو اسکندریہ میں رہے اس کو رہنے دیا جائے، فتح اسکندریہ کے بعد سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام فوجی سرداروں اور لشکریوں کو اسکندریہ میں ٹھہرا کر بلاد و اطراف مصر کی طرف قبضہ و دخل اور انتظام قائم کرنے کے لیے تعینات کیا اور مصر سے فارغ ہو کر توبیہ کی جانب توجہ کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ نہاوند:

فتح مدائن وجلولاء کے بعد یزدگرد مقام رے میں جا کر مقیم ہوا تھا وہاں کے مرزبان مسمی آبان جادویہ نے یزدگرد کے قیام کو اپنی حکومت واختیار کے منافی دیکھ کر بے وفائی کی علامات کا اظہار کیا اور یزدگرد رے سے روانہ ہو کر اصفہان چلا گیا اصفہان کے چند روز قیام کے بعد کرمان کی طرف آیا وہاں سے پھر اصفہان میں، جب مسلمانوں نے صوبہ اہواز پر تصرف کیا تو یزدگرد مشرقی ایران یعنی خراسان کے شہر مرو میں آ کر مقیم ہوا، یہاں اس نے ایک آتش کدہ بنوایا اور اطمینان کے ساتھ رہنے لگا، اس کا خیال تھا کہ اہل عرب اب آگے نہ بڑھیں گے اور سرحدی مقامات تک ان کی فتوحات کا سلسلہ ختم ہو جائے گا لیکن اہواز کے تمام وکمال مسلمانوں کے قبضہ میں چلنے جانے اور ہرمزان کے گرفتار ہو کر مدینہ چلے جانے کی خبر سن کر اس کو طیش آ گیا اور وہ پھر ایک مرتبہ پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں کے استیصال کی غرض سے فوجوں کے فراہم کرنے میں مصروف ہوا اس نے اطراف وجوانب کے امراء کو خطوط لکھے اور مسلمانوں کے مقابلے کے لیے غیرتیں دلا کر آمادہ ومستعد بنایا۔

چنانچہ یزدگرد کی ان کوششوں کے نتیجہ میں یکا یک طبرستان، جرجان، خراسان اصفہان ہمدان اور سندھ کے ملکوں اور صوبوں میں مسلمانوں کے خلاف سخت جوش اور مستعدی پیدا ہوئی اور جوق در جوق لشکری لوگ یزدگرد کی خدمت میں آ آ کر جمع ہونے لگے، یزدگرد نے فیروز اور بقول دیگر مردان شاہ کو سپہ سالار بنا کر ڈیڑھ لاکھ لشکر جرار کے ساتھ نہاوند کی طرف روانہ کیا یہاں یہ ڈیڑھ لاکھ لشکر جمع ہو رہا تھا اور ادھر مدینہ منورہ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بلاد ایران میں پیش قدمی کی اجازت مسلمانوں کو دے چکے تھے انہیں ایام میں مدینے کے اندر خبر پہنچی کہ ڈیڑھ لاکھ کا لشکر جمع ہو گیا ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کے مقابلے کے لیے خود جانے کا ارادہ کیا لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جانے کو مناسب نہ سمجھ کر اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے سے اختلاف کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان بزرگوں کی رائے کو منظور کر کے کوفہ کی افواج کا سپہ سالار سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو مقرر کر کے حکم دیا کہ کوفہ کے قریب کسی چشمہ پر جا کر قیام کرو۔

ان ایام میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اپنے پاس بلوایا ہوا تھا وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے ان سے دریافت کیا گیا کہ تم کوفہ میں کس کو اپنا قائم مقام بنا کر آئے ہو انہوں نے عرض کیا کہ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ کو حکم لکھ کر بھیجا کہ کوفہ کی افواج کو سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کر دو، اور فلاں چشمہ پر سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو۔ انہوں نے اس حکم کی تعمیل میں سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فوج مرتب کر کے روانہ کر دی، ساتھ ہی اہواز کی مقیم افواج کو لکھ بھیجا کہ فارس و اصفہان کی ناکہ بندی کر دو تاکہ اہل نہاوند کو ایرانی امداد نہ پہنچا سکیں۔

سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس جب فوجیں جمع ہو گئیں تو انہوں نے اپنے بھائی سیدنا نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ کو مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کیا میمنہ سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو دیا، میسرہ سیدنا سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا پیادہ فوج پر سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ کو اور ساقہ پر سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ کو متعین و مامور کیا اس تمام اسلامی لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی کوفہ سے روانہ ہو کر یہ لشکر نہاوند کی طرف برابر بڑھتا چلا گیا اور وہاں سے نو میل کے فاصلہ پر قیام کیا ادھر سے ایرانی لشکر بھی جس کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی میدان میں نکل آیا۔

چہار شنبہ کے روز لڑائی شروع ہو کر جمعرات تک جاری رہی اور کوئی فیصلہ فتح و شکست کا نہ ہو سکا جمعہ کے روز سے ایرانی پھر شہر اور شہر پناہ کے اندر چلے گئے انہوں نے شہر کے باہر لوہے کے گوکھرو بچھا رکھے تھے جن کی وجہ سے اسلامی لشکر شہر کی فصیل کے قریب بھی نہیں جا سکتا تھا اور ایرانی جب چاہتے دروازوں سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے، یہ رنگ دیکھ کر سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے سرداران لشکر کو اپنے خیمہ میں بغرض مشورہ طلب کیا اور ہر ایک سے لڑائی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق رائے لی گئی، سیدنا طلیحہ بن خالد کی رائے سب کو پسند آئی اور اسی کے موافق اسلامی فوج مرتب و مسلح ہو کر چھ سات میل شہر سے پیچھے ہٹ کر مقیم ہوئی، اور سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر شہر والوں پر حملہ آور ہوئے ایرانی اس تھوڑی سی فوج کو حملہ آور دیکھ کر بڑے جوش و خروش کے ساتھ مقابلہ کو نکلے سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ نے ایرانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کیا، ایرانی فتح کی خوشی میں ان کی جمعیت کو دباتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے چلے آئے یہاں تک کہ اپنی خندقوں وغیرہ سے بہت فاصلہ پر آ کر اسلامی لشکر اور تازہ دم فوج کی زد پر آ گئے، سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ تمام اسلامی لشکر نے نعرہ تکبیر کے ساتھ یکا یک حملہ کیا تو ایرانی لشکر نہایت بے سروسامانی کے ساتھ بھاگا اور مسلمانوں نے بے دریغ ان کو قتل کرنا شروع کیا عین معرکہ قتال کی شدت کے عالم میں سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے ان کے بھائی سیدنا نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنے بھائی کے کپڑے پہن کر علم ہاتھوں میں لے لیا، اور لشکر والوں کو آخر تک اپنے سپہ سالار کے شہید ہونے کا حال معلوم نہ ہوا ایرانی لشکر جو میدان سے سراسیمہ ہو کر بھاگا اور ان گوکھروں سے جو مسلمانوں کے لیے بچھائے تھے اپنے آپ کو نہ بچا سکا اور خود ان گوکھروں میں مبتلا ہو کر ہزاروں ایرانی ہلاک ہوئے، ایرانی سردار نہاوند سے بھاگے اور تمام بھگوڑے ہمدان میں جا کر جمع ہوئے سیدنا نعیم و قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان فراریوں کا پاشنہ کوب پہنچ کر ہمدان کا محاصرہ کر لیا اور بآسانی ہمدان پر اسلامی قبضہ ہو گیا، سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے سپہ سالار مقرر ہوئے تھے انہوں نے نہاوند پہنچ کر مال غنیمت جمع کیا یہاں کے آتش کدے کو بجھایا۔

ملک عجم کی عام تسخیر:

فتح نہاوند کے بعد ہمدان فتح ہوا چند روز کے بعد ہمدان والوں نے بغاوت اختیار کی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ایران کے مختلف صوبوں اور مختلف سمتوں کی طرف مختلف سردار نامزد فرما کر حکم دیا کہ ملک تسخیر کرتے اور بدامنی دور کر کے امن و امان قائم کرتے چلے جاؤ چنانچہ کوفہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصرہ دونوں چھاؤنیوں کی سپاہ اور سردار تسخیر ایران کے کام میں مصروف ہو گئے یہ عام لشکر کشی مذکورہ بالا واقعات کے بعد ۲۱ ھ میں شروع ہوئی لشکر کشی کا حکم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایرانیوں کی آئے دن کی بغاوتوں اور سازشوں سے تنگ آ کر دیا تھا ورنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خواہش یہی تھی کہ ہم اپنے مقبوضہ ممالک پر قانع رہیں اور اس حالت میں رہیں کہ ہم کو ایرانیوں کی چڑھائیوں کا کوئی خطرہ نہ ہو۔

خراسان میں چونکہ یزدگرد مقیم تھا اور یہاں سخت معرکہ پیش آنے کا احتمال تھا اس لیے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کی کمک کے لیے کئی فوجی دستے تجربہ کار اور بہادر سپہ سالاروں کی ماتحتی میں روانہ کیے تھے یہ تازہ دم فوج جب سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئی تو انہوں نے تمام لشکر کو ہمراہ لے کر بلخ پر حملہ کیا مگر یزدگرد شکست کھا کر بھاگا اور دریائے جیحوں سے اتر کر ترکستان کے علاقہ میں چلا گیا سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے تمام خراسان پر قبضہ کر کے مرورود کو صدر مقام قرار دیا خراسان کی فتح کا حال جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو سیدنا احنف رضی اللہ عنہ کی بہادری اور مردانہ کارناموں کی تعریف کی لیکن فرمایا کہ کاش ہمارے اور خراسان کے درمیان آگ کا دریا حائل ہوتا مدعا آپ کا یہ تھا کہ فتوحات کی وسعت کوئی اچھی بات نہیں ہے آپ نے سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ تم جہاں تک پہنچ چکے ہو اس سے آگے ہرگز نہ بڑھو۔

یزدگرد جب خاقان کے پاس فرغانہ میں پہنچا، تو اس نے اس کی بڑی عزت کی اور زبردست فوج لے کر یزدگرد کے ہمراہ خراسان کی طرف روانہ ہوا، خاقان تو مرورود پر حملہ آور ہوا، اور یزدگرد نے مروشاہجہاں پر حملہ کیا، خاقان کو مرورود میں سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں ناکامی ہوئی اور اپنے بعض ناموروں کو قتل کرا کر وہاں سے فرغانہ کی طرف چل دیا خاقان کو فرغانہ کی طرف راہی سن کر یزدگرد نے بھی مروشاہجہاں سے محاصرہ اٹھایا اور ترکستان کی طرف چلا، یزدگرد کے امیروں اور سرداروں نے یہ دیکھ کر کہ یزدگرد کا اقبال یاور نہیں رہا اس سے تمام زر وجواہر اور مال واسباب جو وہ اپنے ہمراہ ترکستان کو لیے جا رہا تھا چھین لیا اور یزدگرد بیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی ودوگوش خاقان کے پاس فرغانہ میں پہنچا۔

اس فتح کی خوش خبری فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ میں پہنچی تو انہوں نے منادی کرا کر شہر کے لوگوں کو مسجد نبوی میں طلب کیا پھر اس مجمع عام کے روبرو ایک تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ:

''آج مجوسیوں کی حکومت فنا ہو چکی اب وہ اپنے ملک میں بالشت بھر زمین کے بھی مالک نہ ہو سکیں گے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکیں مسلمانو! خدائے تعالیٰ نے تم کو مجوسیوں کی زمین مجوسیوں کے ملک اور مجوسیوں کے اموال واملاک کا مالک بنا دیا ہے اب تمہارے اعمال وافعال کو جانچے گا۔ پس مسلمانو! تم اپنی حالت میں تغیر نہ ہونے دینا ورنہ خدائے تعالیٰ تم سے بھی حکومت چھین لے گا اور کسی دوسری قوم کو دے دے گا۔''

اس کے چند ہی روز بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ مدینہ منورہ میں پیش آیا۔

قحط اور طاعون:

17ھ کے آخری ایام میں عراق شام اور مصر میں طاعون نمودار ہوا اور 18ھ کی ابتداء سے اس وباء میں اشتداد کی کیفیت پیدا ہوئی ساتھ ہی سرزمین عرب میں قحط عظیم ظاہر ہوا غلہ کی کمی سے تمام ملک میں بڑی پریشانی پھیلی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قحط کے دور کرنے اور لوگوں کی مصیبت کو ہلکا کرنے کی کوشش میں حیرت انگیز سرگرمی اور جفاکشی کا اظہار فرمایا صوبجات مملکت اسلامیہ کے عاملوں کے پاس پیغام بھیجے گئے کہ اہل مدینہ کے لیے غلہ جہاں تک ممکن ہو روانہ کریں اس حکم کی تعمیل میں سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر سے بیس جہاز غلہ کے بھیجے ان جہازوں کے آنے کی خبر سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خود بندرگاہ تک جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھی تشریف لے گئے غلہ کو جہازوں سے اتروا کر ایک محفوظ مکان میں رکھا گیا اور ضرورت مندوں کی فہرستیں مرتب کرا کر غلہ ان میں تقسیم کرایا گیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عہد کیا تھا کہ جب تک قحط کی بلا لوگوں پر مسلط ہے ہم گھی اور دودھ ہرگز استعمال نہ کریں گے اس خشک سالی کے دور کرنے کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کو ہمراہ لے کر نماز استسقاء ادا کرنے کے لیے نکلے دعا مانگی دعا ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ بارش شروع ہوگئی۔

شام میں طاعون کی وبا کے نمودار ہونے کا حال سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے خود شام کی اسلامی فوجوں کی طرف روانہ ہوئے مقام سرغ میں پہنچے تھے کہ سیدنا ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ اور دوسرے سرداران لشکر نے بطریق استقبال آگے بڑھ کر ملاقات کی اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اب آگے طاعونی علاقہ میں تشریف نہ لے جائیں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس جگہ وبا پھیلی ہو وہاں نہ جاؤ اور اگر اتفاق سے اس مقام پر وبا پھیل جائے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو، اس حدیث کو سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی طرف واپس ہوئے اور سرداران لشکر کو تاکیدی طور پر ہدایت کر آئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس مرض کے متعلق انسدادی تدابیر کام میں لائیں سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کو لیے ہوئے ایک نشیبی علاقہ میں مقیم تھے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کے موافق وہاں سے کوچ کر کے مقام جابیہ میں جس کی آب و ہوا اچھی تھی لشکرِ اسلام کو لے آئے۔ یہاں آ کر سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ مرض طاعون میں مبتلا ہوئے جب مرض کی شدت اور زندگی سے مایوسی ہوئی تو سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جگہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو سالار لشکر مقرر فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد فوت ہو گئے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی زیادہ دنوں زندہ نہ رہ سکے اول ان کے بیٹے نے اسی مرض میں مبتلا ہو کر وفات پائی پھر وہ بھی بیمار ہوئے انہوں نے مرنے سے پیشتر سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشیں مقرر فرمایا۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کی وفات کے بعد لشکر اسلام کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں نے الگ الگ چوٹیوں پر قیام کیا چند روز کے بعد اس وبا کا زور شور کم ہو گیا۔

اس وبا میں بڑے بڑے معزز و بزرگ صحابی فوت ہوئے اور اسلامی فتوحات کا سلسلہ جو ایک خاص رفتار کے ساتھ جاری تھا اس لیے رک گیا کہ لشکر اسلام اپنی ہی مصیبتوں میں گرفتار تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی 18 ھ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا شریح بن حارث کندی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا اور سیدنا کعب بن سوار ازدی رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا قاضی مقرر فرمایا، اسی سال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان مسافروں کی راحت کے لیے مکانات اور کنویں تعمیر کرائے خانہ کعبہ کے صحن کی توسیع کی اور لوگوں کے مکانات خرید خرید کر صحن کعبہ میں شامل کیے۔

فتوحات فاروقی:

اوپر جن جن ملکوں اور صوبوں کی فتوحات کا ذکر ہوا ہے، ان میں فارس وعراق و جزیرہ و خراسان و بلوچستان و شام و فلسطین و مصر و آرمینیا کا تذکرہ آ چکا ہے یہ فتوحات جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دس سالہ خلافت کے زمانہ میں ہوئیں معمولی فتوحات نہیں سمجھی جا سکتیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۲۲ ھ میں اسلامی سلطنت کے جو صوبے مقرر فرمائے تھے ان کی تفصیل اس طرح ہے مکہ مدینہ شام جزیرہ بصرہ کوفہ مصر فلسطین خراسان آذربائیجان اور فارس ان میں سے بعض صوبے ایسے بھی تھے جو دو دو صوبوں کے برابر تسلیم کیے جاتے تھے بعض صوبوں کے صدر مقام بھی دو دو تھے اور دونوں جگہ الگ الگ صوبے دار معہ اپنے کامل عملہ کے رہتے تھے ہر صوبہ میں ایک والی یا عامل، ایک کاتب یا میر منشی، ایک بخشی فوج ایک صاحب الخراج یا کلکٹر ایک افسر پولیس ایک افسر خزانہ اور ایک قاضی ضرور ہوتا تھا۔

خلافت فاروقی پر ایک عام تبصرہ لکھنے سے پیشتر شہادت فاروقی کا حال بھی بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

واقعہ شہادت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

مدینہ منورہ میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک نصرانی غلام فیروز نامی جس کی کنیت ابولؤلو تھی رہتا تھا، اس نے ایک روز بازار میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ میرا آقا سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ محصول لیتا ہے آپ کم کرا دیجئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ کس قدر محصول وہ وصول کرتا ہے ابولؤلو نے کہا دو درہم (نصف تولہ چاندی برابر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچاس روپے تقریباً) روزانہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے اس نے کہا آہن گری نقاشی اور بخاری آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان صنعتوں کے مقابلے میں یہ رقم زیادہ نہیں ہے یہ سن کر ابولولوا اپنے دل میں سخت ناراض ہوا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پھر اس سے مخاطب ہو کر کہا میں نے سنا ہے تو ایسی چکی بنانا جانتا ہے کہ جو ہوا کے زور سے چلتی ہے تو مجھ کو بھی ایسی چکی بنا دے اس نے جواب میں کہا کہ بہت خوب! میں ایسی چکی بنادوں گا جس کی آواز اہل مغرب و مشرق سنیں گے۔

دوسرے دن نماز فجر کے لیے لوگ مسجد نبوی میں جمع ہوئے، ابولولو بھی ایک خنجر لیے ہوئے مسجد میں داخل ہو گیا، جب نماز کے لیے صفیں درست ہو گئیں، اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امامت کے لیے آگے بڑھ کر نماز شروع کر چکے تو ابولولو نے جو مسلمانوں کے ساتھ صف اول میں کھڑا تھا نکل کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر خنجر کے چھ وار کیے جن میں ایک وار ناف سے نیچے پڑا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوراً سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کھینچ کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود زخموں کے صدمہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زخمی سامنے پڑے تھے، ابولولو اپنا وار کر کے مسجد نبوی سے بھاگا لوگوں نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی اس نے کئی شخصوں کو زخمی کیا اور سیدنا کلیب بن ابی بکیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا بالآخر گرفتار کر لیا گیا لیکن اس نے گرفتار ہوتے ہی خودکشی کر لی، نماز فجر پڑھ لینے کے بعد لوگ فاروق اعظم کو مسجد سے اٹھا کر ان کے گھر لائے انہوں نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ میرا قاتل کون تھا لوگوں نے ابولولو کا نام بتایا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یا جس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی کیا ہو۔ www.KitaboSunnat.com

ایک طبیب نے آ کر آپ رضی اللہ عنہ کو دودھ اور نبیذ پلایا تو وہ زخم کے راستے باہر نکل آیا، یہ حالت دیکھ کر لوگوں کو آپ کی زندگی سے مایوسی ہوئی اور عرض کیا کہ جس طرح سیدنا ابوبکر صدیق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ بھی کسی کو اپنا جانشین مقرر فرما دیں۔ آپ نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تشریف نہ رکھتے تھے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے باقی پانچ آدمیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تین روز تک طلحہ رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنا، اگر وہ تین روز تک آ جائیں تو ان کو بھی اپنی جماعت میں شامل کرنا اور تین روز تک نہ آئیں تو پھر تم پانچ آدمی ہی مشورہ کر کے اپنے آپ میں سے کسی ایک کو اپنا امیر بنا لینا اس کے بعد آپ نے اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ اگر لوگ خلافت و امارت کے انتخاب میں اختلاف کریں تو تم کثرت کے ساتھ شریک ہونا اور اگر فریقین برابر تعداد کے ہوں تو تم اس گروہ میں شریک ہونا جس میں عبدالرحمن بن عوف شامل ہوں۔

پھر سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور سیدنا مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ جب یہ لوگ خلیفہ کے تقرر اور انتخاب کی غرض سے ایک جگہ مشورہ کے لیے جمع ہوں تو تم دونوں دروازے پر کھڑے رہنا اور کسی کو ان کے پاس نہ جانے دینا جب تک وہ مشورے فارغ نہ ہو جائیں۔

پھر آپ نے مذکورہ بالا حضرات کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص خلافت کے لیے منتخب ہو اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا بہت لحاظ رکھے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی مہاجرین کو اپنے گھروں میں ٹھہرایا انصار تمہارے محسن ہیں، ان کے ساتھ تم کو احسان کرنا چاہیئے ان کی خطاء و لغزش سے حتی الامکان درگذر اور چشم پوشی اختیار کرنا مناسب ہے تم میں سے جو شخص خلیفہ منتخب ہو اس کو مہاجرین کا بھی پاس و لحاظ رکھنا چاہیئے کیوں کہ یہی لوگ مادۂ اسلام ہیں اسی طرح ذمیوں کا بھی پورا پورا خیال رکھنا چاہیئے ان کے ساتھ اللہ اور رسول کی ذمہ داری کو کما حقہ ملحوظ رکھا جائے اور ذمیوں سے جو وعدہ کیا جائے اس کو ضرور پورا کیا جائے ان کے دشمنوں کو دور کیا جائے ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے۔

پھر اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں جاؤ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیے جانے کی اجازت حاصل کرو، وہ سیدہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فاروق اعظم کی التجا پیش کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لیے تجویز کی تھی لیکن اب میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں ان کو ضرور اس جگہ دفن کیا جائے یہ خبر جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سنائی تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میری سب سے بڑی آرزو بر آئی۔

چہار شنبہ 27 ذی الحجہ 23ھ کو آپ زخمی ہوئے اور یکم محرم 24ھ کو ہفتہ کے دن فوت ہو کر مدفون ہوئے ساڑھے دس برس خلافت کی نماز جنازہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔

ازواج واولاد:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح زمانہ جاہلیت میں زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح سے ہوا تھا جن کے بطن سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عبدالرحمٰن اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مکہ میں ایمان لائیں اور وہیں فوت ہوئیں، یہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں جو اول المسلمین تھے اور جن کا اسلام لانے والوں میں چودھواں نمبر تھا دوسرا نکاح عہد جاہلیت ہی میں ملیکہ بنت جرول خزاعی سے کیا جس سے سیدنا عبیداللہ پیدا ہوئے چونکہ یہ بیوی ایمان نہیں لائی اس لیے اس کو 6ھ میں طلاق دے دی تیسری بیوی قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی تھی جس سے جاہلیت ہی میں نکاح کیا اور 6ھ میں بعد صلح حدیبیہ اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دے دی چوتھا نکاح اسلام میں سیدہ ام حکیم بنت الحارث بن ہشام مخزومی رضی اللہ عنہا سے کیا جن کے بطن سے فاطمہ پیدا ہوئیں پانچواں نکاح مدینہ میں آنے کے بعد ۷ھ میں سیدہ جمیلہ رضی اللہ عنہا بنت عاصم بن ثابت بن ابی الافلح اوسی انصاری سے کیا جن کے بطن سے سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے لیکن ان کو بھی کسی وجہ سے طلاق دے دی تھی چھٹا نکاح ۱۷ھ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام کلثوم بنت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے چالیس ہزار مہر پر کیا، ان کے بطن سے سیدہ رقیہ اور سیدنا زید پیدا ہوئے عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی چچیری بہن تھیں اور فکیہ یمنیہ بھی فاروق اعظم کی بیویوں میں شمار کی جاتی ہیں، فکیہہ کی نسبت بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ وہ لونڈی تھیں ان کے پیٹ سے سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اوسط پیدا ہوئے تھے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ دو بہت نامور ہیں سیدنا عبداللہ بن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریباً تمام غزوات میں شریک رہے۔

متفرق حالات وخصوصیات:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی غذا نہایت سادہ ہوتی تھی یہاں تک کہ بیرونی علاقوں اور صوبوں سے جو قاصد یا وفد آتے تھے وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحیثیت مہمان کھانا کھاتے تھے تو ان کو اس لیے تکلیف ہوتی تھی کہ وہ ایسی سادہ غذا کے عادی نہ ہوتے تھے لباس بھی آپ کا بہت سادہ اور بے تکلفانہ ہوتا تھا کپڑوں میں اکثر پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے بعض اوقات کپڑے کی قمیص میں چمڑے کا پیوند بھی لگا لیتے تھے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ دیر تک گھر میں رہے جب باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ بدن کے کپڑے جو میلے ہو گئے تھے ان کو دھو کر دھوپ میں ڈالا ہوا تھا جب وہ سوکھ گئے تو پہن کر باہر آئے اور دوسرے کپڑے نہ تھے کہ ان کو پہن لیتے۔

ہجرت کے بعد ابتداء آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں رہتے تھے خلیفہ ہونے کے بعد آپ شہر مدینہ میں آ رہے تھے، مدینہ منورہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد نبوی کے قریب باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان تھا، مرتے وقت آپ مقروض تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ میرا یہ مکان فروخت کر کے قرضہ ادا کیا جائے، چنانچہ اس مکان کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خریدا اور اس قیمت سے قرضہ ادا کیا گیا۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا کہ لوگو! ایک وقت ایسا تھا کہ میں لوگوں کو پانی بھر کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا دیا کرتا تھا اور وہ اس کے عوض مجھ کو کھجوریں دیتے اور میں وہی کھا کر بسر کرتا تھا، بعد میں لوگوں نے کہا کہ اس تذکرے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری طبیعت میں کچھ غرور پیدا ہو گیا تھا یہ اس کی دوا تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بارہا مدینہ سے مکہ تک اور مکہ سے مدینہ تک سفر کیا، کبھی کوئی خیمہ یا چھولداری ساتھ نہ ہوتی تھی کسی کیکر کے درخت پر چادر پھیلا دی اور اس کے نیچے آرام کی غرض سے ٹھہر گئے، لیٹنے یا سونے کی ضرورت پیش آتی تو زمین پر سنگریزوں اور پتھریوں کو ہموار کر کے اور پتھریوں کو ایک جگہ جمع کر کے تکیہ بنا کر اور کپڑا بچھا کر سو جاتے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات، اصحاب بدر، اصحاب بیعت الرضوان کے تمام جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کی تنخواہیں بیت المال سے مقرر کر رکھی تھیں، جب سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی تنخواہ اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تنخواہ سے زیادہ مقرر کی تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر عذر کیا، آپ نے اپنے بیٹے سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ رضی اللہ عنہ کو تجھ سے اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے باپ کو تیرے باپ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مشیر و ندیم سب علماء ہوتے تھے خواہ وہ بوڑھے ہوں یا نوعمر، آپ علماء کی بڑی قدر و عزت کرتے تھے، مردم شناسی و جوہر شناسی آپ کی خصوصیات میں شامل تھی ہر ایک شخص کی خوبیوں کو آپ بہت جلد معلوم کر لیتے، اور پھر ان کی پوری پوری قدر کرتے، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک شخص میں جو جو خاص صفت تھی اسی کے موافق خدمات اور عہدے ان کو عطا کیے تھے، فاورق اعظم رضی اللہ عنہ کسی شخص کے محض روزے نماز سے بھی کبھی دھوکا نہ کھاتے تھے وہ اگرچہ خود بڑی زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے لیکن ذمہ داری کے کاموں پر یا فوجوں کی سرداری اور صوبوں کی حکومت پر جن لوگوں کو مقرر فرماتے ان کے انتخاب میں محض زہد و اتقاء اور زاہدانہ زندگی ہی کو معیار قرار نہ دیتے بلکہ جن کاموں پر جن لوگوں کو مقرر فرماتے ان میں ان کاموں کے سرانجام و اہتمام کی پوری قابلیت دیکھ لیتے آپ کی دس سالہ خلافت کے زمانہ میں سینکڑوں بڑی بڑی لڑائیاں عراق و شام فلسطین اور مصر و خراسان کے ممالک میں ہوئیں لیکن آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود کسی لڑائی میں بہ نفس نفیس شریک نہ ہوئے، تاہم ان لڑائیوں کا اہتمام اور ضروری انتظام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ میں ہوتا تھا ہر ایک سردار کو آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے نہایت معمولی معمولی باتوں کے متعلق بھی ہدایات پہنچ جاتیں اور اس کو ان ہدایات کے موافق ہی کام کرنا پڑتا تھا کسی لڑائی اور کسی معرکہ میں یہ نہیں بتایا جا سکتا ہے کہ فلاں حکم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے غلط اور غیر مفید دیا تھا، یا فلاں انتظام جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کیا وہ غیر ضروری تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے صوبوں کے تمام عمال کو لکھ بھیجا تھا کہ کوئی سپاہی میدان جنگ میں مسلسل چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے، چار مہینے کے بعد اس کو اپنے اہل وعیال میں آنے کی رخصت دے دی جائے۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو کسی مرض کی وجہ سے کسی نے شہد کھانے کو بتایا، آپ کے یہاں شہد نہ تھا نہ کسی اور جگہ سے مل سکتا تھا، البتہ بیت المال میں تھوڑا سا شہد موجود تھا، لوگوں نے کہا کہ آپ اس شہد کو استعمال کریں آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سارے مسلمانوں کا مال ہے، جب تک عام لوگ مجھ کو اجازت نہ دیں میں یہ استعمال نہیں کر سکتا۔ القصہ آپ رضی اللہ عنہ نے شہد استعمال نہ کیا۔

ایک روز آپ رضی اللہ عنہ اونٹ کے زخم دھوتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ کو خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں قیامت کے دن مجھ سے اس کی بابت بھی سوال نہ ہو آپ نے ایک روز سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اگر آپ کسی مسلمان سے ایک درہم یا اس سے کم وبیش وصول کر کے بے جا خرچ کریں تو آپ بادشاہ ہیں ورنہ خلیفہ۔

آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے کے بعد ابتداء مدتوں تک بیت المال سے ایک حبہ بھی نہیں لیا رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ پر افلاس مستولی ہونے لگا اور فقر وفاقہ کی نوبت پہنچنے لگی تب آپ رضی اللہ عنہ نے اصحاب کرام کو مسجد نبوی میں جمع کر کے فرمایا کہ میں کاروبار خلافت میں اس قدر مصروف رہتا ہوں کہ اپنے نفقہ کا کوئی فکر نہیں کر سکتا آپ سب مل کر میرے لیے کچھ مقرر کر دیجئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح شام کا کھانا آپ کو بیت المال سے ملا کرے گا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی کو منظور فرمالیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا ہو اور کسی نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہو یا اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دلایا ہو یا قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھی ہو اور آپ کا غصہ فرو نہ ہو گیا ہو، سیدنا بلال نے ایک مرتبہ سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا اس میں شک نہیں کہ آپ تمام آدمیوں سے بہتر ہیں لیکن جب آپ کو غصہ آ جاتا ہے تو غضب ہی ہو جاتا ہے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت تم کوئی آیت کیوں نہیں پڑھ دیا کرتے کہ سارا غصہ اتر جائے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک حصہ فوج پر سیدنا ساریہ نامی ایک شخص کو سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا ایک روز خطبہ میں آپ نے تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا کہ ''اے ساریہ پہاڑ کی طرف جا'' چند روز (ایک ماہ) کے بعد ایک ایلچی آیا اور اس نے جنگ کے حالات سناتے ہوئے کہا کہ ہم کو شکست ہوا چاہتی تھی کہ ہم نے تین مرتبہ کسی شخص کی آواز سنی کہ ''ساریہ پہاڑ کی طرف جا'' چنانچہ ہم نے پہاڑ کی طرف رخ کیا اور خدائے تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو شکست دی جس روز خطبہ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ فرمائے تھے اس روز لوگوں نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ یہاں ساریہ کو پکار رہے ہیں وہ تو نہاوند کے مقام پر کفار کے مقابلہ میں مصروف ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت میں نے ایسا ہی نظارہ دیکھا کہ مسلمان مصروف جنگ ہیں اور پہاڑ کی طرف متوجہ ہونا ان کے لیے مفید ہے لہٰذا بے ساختہ میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے جب ساریہ کا خط اور ایلچی آیا ٹھیک جمعہ کے روز عین نماز جمعہ کے وقت اسی تاریخ کا واقعہ اس خط میں لکھا گیا اور ایلچی نے زبانی بھی بیان کیا۔

ایک مرتبہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگ آپ سے بہت ڈرتے ہیں اور آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے، اور نہ آپ کے سامنے لب ہلا سکتے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ جس قدر یہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں اس سے زیادہ میں ان لوگوں سے ڈرتا ہوں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صوبوں کے عاملوں اور گورنروں کو حکم دے رکھا تھا کہ ایام حج میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب آ کر شریک حج ہوں آپ رضی اللہ عنہ خود بھی ہر سال حج کو جاتے رہے عاملوں کے شریک حج کرنے میں ایک خاص مصلحت یہ تھی کہ حج کے موقعہ پر ہر ملک اور ہر صوبے کے لوگوں کو موقع حاصل ہو کہ وہ آ کر مجھ سے ملیں اور اپنے عامل میں اگر کوئی نقص دیکھتے ہیں تو اس کی شکایت کریں اور اسی وقت اس عامل سے بھی جو وہاں موجود ہے جواب طلب کیا جا سکے اس طرح عاملوں کو اپنی عزت بچانے کا بہت خیال رہتا تھا کہ اگر ذرا سی بھی لغزش ہو گئی تو حج کے مجمع عام میں بڑی فضیحت اور رسوائی ہو گی۔

آپ رضی اللہ عنہ مساوات و جمہوریت کے حقیقی مفہوم سے واقف اور اس کو قائم کرنا چاہتے تھے، نہ یہ کہ آپ آج کل جیسی یورپی جمہوریت کے دلدادہ تھے جو تعلیم اسلامی اور اصول اسلامی کے خلاف ہے، ایک مرتبہ سر منبر ایک عورت نے آپ کو ٹوک دیا اور آپ کے قول کو غلط بتایا عورت نے چونکہ صحیح بات کہی تھی لہٰذا آپ نے مجمع عام میں فوراً اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا آج کل جبہ پوش نفس پرور مولویوں کی طرح اپنے قول کو صحیح ثابت کرنے کے لیے تاویلیں اور دور از حقیقت باتیں بنانے کی مطلق کوشش نہیں کی۔

فتوحات پر ایک نظر:

فتوحات فاروقی کا رقبہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل بیان کیا جاتا ہے یہ فتوحات ایران اور روم کی شہنشاہیوں کے مقابلے میں عرب کی ایک مفلوک الحال اور چھوٹی سے قوم کو حاصل ہوئیں۔

روم کی سلطنت جزیرہ نما بلقان، ایشیائے کوچک، شام، فلسطین، مصر اور سوڈان پر چھائی ہوئی تھی، ایران کی سلطنت چند سال پیشتر اس قدر طاقتور تھی کہ رومی سلطنت کو شکست دے کر شام کے ملک میں فاتحانہ بڑھتی ہوئی ساحل بحر اور مصر تک پہنچ گئی تھی ایرانیوں کے قبضہ میں رومیوں سے کم ملک نہ تھے، یہ دونوں سلطنتیں مشرقی و مغربی دنیا پر اپنے اثر، شہرت اور تمدن کے اعتبار سے مستولی تھیں اور کوئی تیسری طاقت ان کے مقابلے پر آنے والی دنیا میں پائی نہیں جاتی تھی مسلمانوں کی اس حیرت انگیز کامیابی اور خارق عادت فتوحات کے اسباب بیان کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے عیسائی اور غیر مسلم مؤرخ کہتے ہیں کہ رومی اور ایرانی دونوں سلطنتیں کمزور ہوگئی تھیں اس لیے مسلمانوں کو یہ آسانی فتوحات کا موقع مل گیا لیکن یہ وجہ بیان کرتے ہوئے وہ بھول جاتے ہیں کہ عربوں یا مسلمانوں کی طاقت ان کمزور شدہ سلطنتوں کے مقابلے میں کیا تھی جب مسلمانوں اور ان دونوں سلطنتوں کے درمیان لڑائیوں کا سلسلہ جاری ہوا ہے تو رومیوں اور ایرانیوں کے درمیان کوئی مخالفت اور لڑائی نہیں تھی نہ رومی ایرانیوں کے دشمن تھے اور نہ ایرانی رومیوں کے خون کے پیاسے تھے دونوں سلطنتوں کو الگ الگ اپنی اپنی پوری طاقت مسلمانوں کے مقابلے میں صرف کر دینے کی سہولت حاصل تھی جبکہ مسلمانوں کو بیک وقت رومیوں اور ایرانیوں دونوں طاقتوں کا مقابلہ کرنا پڑا یہ دونوں سلطنتیں مہذب و متمدن سلطنتیں سمجھی جاتی تھیں اور بہت پرانی حکومتیں تھیں ان کے پاس سامان حرب بافراط اور انتظامات مکمل فوج باقاعدہ مرتب منتخب فوجی سردار اور انتظامی اہل کار شائستہ و تجربہ کار موجود تھے جبکہ مسلمان اور عرب قوم ان چیزوں سے تہی دست تھی۔

پھر یوں بھی طاقتوں کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایرانی بھی اور رومی بھی ایک ایک میدان میں دو دو لاکھ سے زیادہ مسلح اور آہن پوش لشکر لا سکے درانحالیکہ اس دو لاکھ لشکر کی پشت پر کسی عقب کے مقام پر اسی قدر تعداد کا دوسرا مکمل لشکر بھی موجود ہوتا تھا اور اس دو لاکھ کے لشکر کو لڑتے ہوئے اطمینان ہوتا تھا کہ ہماری امداد کے لیے ہمارے پیچھے ہمارے بھائیوں کی اتنی ہی بڑی تعداد اور موجود ہے لیکن مسلمانوں کی بڑی سے بڑی فوج جو کسی میدان میں جمع ہوسکی ہے وہ تیس چالیس ہزار سے زیادہ نہ تھی اور یہ تعداد ہمیشہ اپنے دو دو لاکھ حریفوں کو میدان سے بھگانے اور فتح پانے میں کامیاب ہوئی حالانکہ اس کی پشت پر کوئی زبردست فوجی چھاؤنی بھی نہ ہوتی تھی پس یہ کہہ کر فارغ ہو جانا کہ ایرانیوں اور رومیوں کی سلطنتیں پہلے کی نسبت کمزور ہوگئی تھیں نہایت ہی احمقانہ بات ہے اور اس سے مسلمانوں کی فتح مندی کے اسباب تلاش کرنے کے کام سے ایک متلاشی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کو فراغت حاصل نہیں ہو سکتی۔

اس حقیقت کو اگر تلاش کرنا ہو تو اس بات پر غور کرو کہ ایرانی اور رومی دونوں شرک میں مبتلا تھے اور عرب ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر توحید پر قائم ہو چکے تھے شرک ہمیشہ انسان کو بزدل اور ایمان ہمیشہ بہادر بنا دیتا ہے بس ایمان و توحید کی بدولت عربوں میں وہ سچی بہادری پیدا ہو چکی تھی جو ایمان کے لیے شرط لازم ہے اور جو کسی طاقت سے کبھی مغلوب ہو ہی نہیں سکتی۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اسلام نے عربوں کو قرآن کریم اور اسوۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جہاں بانی کے وہ اصول اور گر سکھا دیئے تھے کہ ان کے مقابلے میں ایرانیوں اور رومیوں کی تہذیب اور اصول جہاں داری کسی طرح ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں ٹھہر سکتے تھے مسلمانوں نے جس بستی جس شہر جس ضلع اور جس صوبے کو فتح کیا وہاں کی غیر مسلم آبادی نے مسلمانوں کی آمد اور مسلمانوں کی حکومت کو جنت خیال کیا اور یہ سمجھا کہ اپنے ہم مذہبوں کی حکومت سے آزاد ہونا گویا ہمارے لیے دوزخ سے آزاد ہونا تھا مفتوح اقوام نے اپنے فاتح عربوں کے اخلاق شفقت علی خلق اللہ عدل رحم سیر چشمی اور بلند حوصلگی کو دیکھ کر بخوشی اپنے آپ کو ان کے قدموں میں ڈال دیا اور حقیقت یہ ہے کہ بنی نوع انسان اپنی انسانیت کو ان عرب فاتحین کی بدولت بچا سکی پس رومیوں اور ایرانیوں کا کیا حوصلہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے میں فتح مند ہو سکتے۔

ایک تیسری بات یہ بھی قابل توجہ ہے کہ اسلام نے عربوں میں نہ صرف بہادری اور شجاعت پیدا کر دی تھی بلکہ ان جیسی اتفاق و ایثار اور قربانی کی مثال کسی قوم اور کسی ملک میں ہرگز دستیاب نہ ہو سکے گی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اسلام کی بدولت پیدا ہو گئی تھی۔

❀❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

صحابہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب میں آپ تیسرے نمبر پر ہیں۔
امیر المومنین سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔

1۔ ابتدائی حالات:

آپ کا نام عثمان اور والد کا نام عفان تھا۔ آپ کو ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔
آپ کا تعلق قریش کی مشہور شاخ بنو امیہ سے تھا۔ پانچویں پشت پر آپ کا سلسلۂ نسب سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے جا ملتا ہے۔
آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ امانت و دیانت اور راست بازی کی وجہ سے آپ نے تجارت میں اتنی ترقی کر لی کہ آپ کا شمار قریش کے بڑے دولت مندوں میں ہوتا تھا۔ اسی لیے آپ کو غنی کہا جاتا تھا۔
آپ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے مسلمان ہوئے۔ اس کے بعد آپ کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا سے مکے میں ہوا۔
سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سابقون الاولون میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا خاندان اس وقت اسلام کا سخت دشمن تھا۔ آپ کو اسلام لانے کے بعد اپنے قبیلے اور قریش کی طرف سے بہت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔
جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم صحابہ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ تاریخ اسلام میں یہ واحد میاں بیوی کا جوڑا تھا جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔

آپ کی دوسری ہجرت وہ ہے جو آپ نے مدینے کی طرف ہجرت فرمائی۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نہایت سخی اور فیاض تھے۔ اللہ کی راہ میں بہت مال خرچ کرتے تھے۔ آپ کی دولت سے مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوا۔

مدینے میں بئر رومہ میٹھے پانی کا کنواں تھا جو ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ وہ مسلمانوں کو مہنگے داموں پانی فروخت کرتا تھا۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہودی سے وہ کنواں بیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

غزوۂ تبوک میں آپ نے دس ہزار دینار نقد کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور ستر 70 گھوڑے ساز و سامان سمیت لشکر کی تیاری کے لیے دیے تھے۔ اس لیے آپ کو مجہز جیش العسرۃ کہا جاتا ہے۔

آپ نے سوائے غزوۂ بدر کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد میں شرکت فرمائی۔ غزوۂ بدر کے موقع پر چونکہ آپ کی زوجہ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سخت بیمار تھیں (اور بعد میں اسی بیماری سے فوت ہو گئی تھیں) اس لیے آپ جنگ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔

غزوۂ احد میں بھی آپ نے شرکت فرمائی تھی۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر پہلے آپ کو مکے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ قریش نے وہاں آپ کو روک لیا۔ افواہ پھیل گئی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا قصاص لینے کے لیے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جہاد پر بیعت لی۔ چودہ سو صحابہ نے اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جو تاریخ اسلام میں بیعت رضوان کہلاتی ہے کیونکہ اس میں شامل ہونے والے تمام صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے خوش خبری دی کہ وہ ان سے راضی ہو گیا ہے۔ بیعت کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا اور یہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بڑے شرف اور اعزاز کی بات تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں اس بیعت کا ذکر اس طرح آیا ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًاo﴾

(الفتح:48)

"(اے نبی ﷺ) اللہ ایمان لانے والوں سے راضی ہو گیا جب وہ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اللہ نے ان کے دلوں (کا خلوص) دیکھ کر ان پر سکینت اور تسلی اتاری اور انہیں انعام میں قریبی فتح عطا فرمائی"

2۔ آپ کا دورِ خلافت:

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت گیارہ برس کا ہے۔ آپ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ چنے گئے۔

آپ کے زمانے میں بہت سی فتوحات ہوئیں جن میں ایشیائے کوچک، خراسان، طرابلس، طبرستان، کرمان اور سجستان کے علاقے شامل ہیں۔

آپ کے زمانۂ خلافت کے آخری چند برسوں میں آپ کے خلاف بڑی شورشیں ہوئیں۔ مخالفین نے جھوٹا پروپیگنڈا کر کے لوگوں کی ایک تعداد کو آپ کے خلاف کر دیا۔ آپ پر چند جھوٹے الزامات عائد کیے گئے اور یہ سازش عبداللہ بن سبا نے (جو اصل میں یہودی تھا) اس طرح پھیلائی کہ بلوائیوں نے مدینے کا محاصرہ کر کے خلیفہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو 35ھ میں شہید کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر 82 برس تھی۔ دو دن تک آپ کی لاش بے گور و کفن پڑی رہی۔ باغیوں کے خوف سے کسی کو ان کی تجہیز و تکفین کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مدینے میں قیامت برپا تھی اور وہاں عملی طور پر باغیوں کی حکومت تھی۔ چند باہمت لوگوں نے رات کے وقت آپ کی لاش اٹھائی اور جا کر جنت البقیع میں دفن کی۔ امیر المومنین کے جنازے میں کل سترہ 17 افراد شامل ہوئے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔آپ کی شہادت کے اثرات:

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا انتہائی غم انگیز واقعہ ہے۔اس واقعے کے بعد امت مسلمہ کی وحدت اور شیرازہ بندی کا خاتمہ ہوگیا۔آپ نے شہادت سے قبل باغیوں سے کہہ دیا تھا کہ یاد رکھو! اگر آج تم مجھے قتل کرو گے تو قیامت تک ایک ساتھ نہ نماز پڑھ سکو گے اور نہ مل کر جہاد کرسکو گے۔آپ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی۔اس المیے کے بعد ملی وحدت پارہ پارہ ہوگئی۔خانہ جنگیاں شروع ہوگئیں اور فتوحات کا سلسلہ رُک گیا۔اسلامی قوت کمزور ہوگئی۔

4۔آپ کے فضائل:

آپ نرم مزاج اور نہایت باحیا انسان تھے۔غنی اور سخی تھے۔پرہیزگار اور عالم تھے۔بہت صلہ رحمی کرتے تھے۔عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔آپ نے امت کو قرآن کی قریش والی قرأت پر جمع کیا۔نماز جمعہ کے لیے دوسری اذان بھی شروع کی۔

آپ نے مسجد نبوی کی توسیع فرمائی۔قحط کے زمانے میں لوگوں میں مفت غلہ تقسیم کیا۔

آپ پہلے دونوں خلفاء کے مشیر بھی رہے۔آپ کاتب وحی بھی تھے۔

صحیح بخاری میں سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ:

((تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ ، فَسَمّٰى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ......)) [صحيح بخارى ، كتاب فضائل الصحابه ، حديث: 3700]

"رسول اللہ ﷺ اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ وہ ان (سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ ......) سے راضی تھے۔"

(ب)......سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالاتِ زندگی

نام ونسب:

آپ کا نام عثمان بن عفان بن ابوالعاص ہے۔آپ کی کنیت ابوعمرو ابوعبداللہ تھی، زمانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاہلیت میں آپ کی کنیت ابوعمرو تھی، مسلمان ہونے کے بعد سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے یہاں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہو گئی سیدنا عثمان کی نانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی حقیقی بہن تھیں جو سیدنا عبداللہ کے ساتھ توام یعنی جڑواں پیدا ہوئی تھیں اس طرح سیدنا عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی زاد بہن کے بیٹے تھے۔

فضائل:

✓ آپ رضی اللہ عنہ خلق اور حیا میں خاص طور پر ممتاز تھے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے تو مجھ سے ایک فرشتے نے کہا کہ مجھے ان سے شرم آتی ہے کیوں کہ قوم ان کو قتل کر دے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتے ہیں فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیا کا ذکر آیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر کبھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نہانا چاہتے تو دروازہ کو بند کر کے کپڑے اتارنے میں اس قدر شرماتے کہ پشت سیدھی نہ کر سکتے تھے۔

آپ ذوہجرتین تھے یعنی آپ نے حبش کی ہجرت بھی کی اور مدینہ کی بھی آپ شکل وشمائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔

✓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از ہجرت اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دی تھی جب جنگ بدر کے روز وہ فوت ہوگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی سیدنا ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی آپ سے کر دی اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ ذی النورین کے خطاب سے مشہور ہیں۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی ۹ ھ میں فوت ہوگئیں سوائے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اور کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں گذرا جس کے نکاح میں کسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں رہی ہوں۔

✓ مناسک حج سب سے بہتر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جانتے تھے۔ آپ کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ چوتھے مسلمان تھے یعنی آپ سے پیشتر صرف تین شخص ایمان لا چکے تھے۔ آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریک سے مسلمان ہوئے تھے۔

آپ صحابہ کرام میں بہت مال دار تھے اور اسی طرح سب سے زیادہ سخی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے تھے۔

آپ سیدنا رقیہ رضی اللہ عنہا کی سخت علالت کے سبب جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت وحکم کے موافق مدینہ منورہ میں رہے تھے لیکن جنگِ بدر کے مالِ غنیمت میں سے آپ کو حصہ اسی قدر ملا جس قدر شرکاء جنگ کو ملا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو اصحابِ بدر میں شامل سمجھنا چاہیے چنانچہ اصحابِ بدر میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے۔

آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کثرت عبادت کے لیے خصوصی شہرت رکھتے تھے رات بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے اور برسوں روزے رکھا کرتے تھے مسجد نبوی کی بغل میں ازواجِ مطہرات کے لیے کچھ زمین آپ نے اپنے خرچ سے خریدی تھی۔

ایک سال مدینہ میں قحط پڑا تو آپ نے تمام محتاجوں کو غلہ دیا مسلمان جب مدینہ میں آئے تو پانی کی وہاں سخت تکلیف تھی ایک یہودی کا کنواں تھا وہ پانی نہایت ہی گراں فروخت کرتا تھا آپ نے وہ کنواں اس یہودی سے ۳۵ ہزار درہم کو خرید کر وقف کر دیا آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مسلمان ہونے کے بعد ہر ہفتے ایک غلام خرید کر آزاد کیا کرتے تھے آپ نے کبھی اپنے مال دار ہونے پر فخر نہیں کیا اور زمانہ جاہلیت میں بھی آپ نے کبھی شراب نہیں پی آپ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت عمدگی اور احتیاط کے ساتھ روایت کیا کرتے تھے آپ نے جنگ تبوک کے واسطے ساڑھے چھ سو اونٹ اور پچاس گھوڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کیے، عہد جاہلیت میں آپ امرائے مکہ میں شمار ہوتے تھے۔

حلیہ مبارک:

آپ میانہ قد چیچک زدہ خوبصورت شخص تھے ڈاڑھی گھنی تھی اس کو حنا سے رنگین رکھتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی ہڈی چوڑی تھی رنگت میں سرخی جھلکتی تھی پنڈلیاں بھری بھری تھیں ہاتھ لمبے لمبے تھے جسم پر بال تھے سر کے بال گھونگھریالے تھے دونوں شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا دانت بہت خوبصورت تھے کنپٹی کے بال بہت نیچے تک آئے ہوئے تھے سیدنا عبداللہ کا قول ہے کہ میں نے سیدنا عثمان سے زیادہ حسین وخوبصورت کسی مرد وعورت کو نہیں دیکھا۔

انتخاب:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انتخاب خلیفہ کے لیے تین دن کی مہلت مقرر فرما کر سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیا تھا کہ نامزد شدہ چھ اشخاص حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کی مجلس میں جب تک کہ وہ اپنے آپ میں سے کسی کو خلیفہ منتخب نہ کرلیں کسی دوسرے کو نہ جانے دینا صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رائے دینے کے لیے شریک ہونے کی اجازت تھی تاکہ اس طرح رائے دہندوں کی تعداد طاق یعنی سات ہو جائے لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے پہلے سے آپ نے یہ حکم صادر فرما دیا تھا کہ ان کو ہرگز خلیفہ منتخب نہ کیا جائے اس وقت کسی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے کہا تو آپ نے فرمایا تھا کہ بار خلافت کی ذمہ داری میرے لیے ہی کیا کم ہے کہ میں اپنے خاندان میں دوسروں پر بھی یہ محنت ڈالوں اور ان کو بہت سی آسائشوں سے محروم کر دوں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جب کسی شخص نے خلیفہ کے متعین ونامزد فرما دینے کے لیے کہا تو آپ نے جواب دیا کہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کر کے کسی کو اپنے بعد نامزد کروں تو یہ میرے لیے جائز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر کے کسی کو اپنے بعد نامزد نہ کروں تو یہ بھی میرے لیے جائز ہے میں اگر اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کرتا تو وہ ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ تھے جو مجھ سے پہلے فوت ہو گئے یا پھر میں ابوحذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناتا وہ بھی مجھ سے پہلے فوت ہو گئے یہ فرما کر پھر آپ نے ان چھ شخصوں کے نام لیے جو اوپر درج ہو چکے ہیں۔

سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے کچھ فرمانے سے پہلے بعض لوگوں نے اپنی اپنی رائے ظاہر بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنی شروع کر دی یہ لوگ اصحاب شوریٰ میں نہ تھے مثلاً سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مستحق خلافت سمجھتا ہوں ابن ابی سرح اور عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کہا کہ ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو زیادہ مستحق و مناسب پاتے ہیں اس قسم کی چہ می گوئیاں شروع ہوئیں تو سیدنا سعد بن ابی وقاص نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اب دیر کیوں کر رہے ہو اندیشہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہو جائے تم جلد اپنی رائے کا اظہار کر کے اس مسئلہ کو ختم کر دو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اٹھے اور تمام مجمع کو مخاطب کر کے کہا کہ جہاں تک میری طاقت میں تھا میں نے ہر طبقہ اور ہر گروہ کی رائے معلوم کر لی ہے اور اس کام میں کسی غفلت و کم التفاتی کو مطلق راہ نہیں دی میرے فیصلے سے اب کسی کو انکار کا موقع حاصل نہیں ہے کیونکہ بہ رضا و رغبت تمام اصحاب شوریٰ اور نامزدگان خلافت نے میرے فیصلے کو ناطق تسلیم کر لیا ہے اور میں اپنی تمام طاقت صحیح فیصلے تک پہنچنے کے لیے صرف کر چکا ہوں یہ کہہ کر انہوں نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام اور سنت شیخین پر چلنے کا اقرار کرو انہوں نے اقرار کیا کہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور صدیق رضی اللہ عنہ و فاروق رضی اللہ عنہ کے نمونے پر چلنے کی کوشش کروں گا اس کے بعد سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

ان کے بعد سب لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اول اس نظارہ سے کچھ دل گرفتگی ہوئی اور مسجد سے اٹھ کر باہر جانے لگے لیکن پھر کچھ خیال آیا تو فوراً بڑی عجلت و بے تابی کے ساتھ صفوں کو چیرتے ہوئے بڑھے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اس روز یعنی یکم محرم کو مدینہ میں موجود نہ تھے اور اسی لیے وہ شریک مشورہ نہ ہو سکے تھے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اگلے روز یعنی ۲ محرم ۲۴ھ کو مدینہ میں تشریف لائے اور یہ سن کر کہ تمام لوگوں نے بالاتفاق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بغرض بیعت حاضر ہوئے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ کی غیر موجودگی میں میرا انتخاب ہو گیا ہے اور زیادہ دنوں آپ کا انتظار نہیں ہو سکتا تھا اگر آپ مدعی خلافت ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو میں آپ کے حق میں خلع خلافت کرنے کو تیار ہوں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تمام لوگوں نے آپ کی خلافت پر بیعت کر لی ہے تو میں بھی آپ کی خلافت پر رضا مند ہوں میں مسلمانوں میں کوئی فتنہ اور اختلاف ڈالنا نہیں چاہتا یہ کہہ کر انہوں نے بھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

بیعت کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے اعمال صالحہ کی رغبت دلائی مال و دولت کی فراوانی سے جو غفلت پیدا ہوتی ہے اس سے ڈرایا اور رضائے الٰہی کو ہمیشہ مقدم رکھنے کی نصیحت کی اس کے بعد صوبوں کے عاملوں اور حاکموں کے نام ایک حکم جاری کیا جس میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات اور اپنے انتخاب کا تذکرہ تھا نیز ان کو تاکید کی گئی تھی کہ جس طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دیانت اور امانت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے رہے ہو اسی طرح انجام دیتے رہو۔

دربارِ عثمانی میں پہلا مقدمہ:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت سے چند روز پیشتر ایک روز ابو لولو ایک خنجر لیے ہوئے ہرمزان کے پاس گیا یہ وہی ایرانی سردار ہرمزان ہے جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ میں رہنے لگا تھا ابو لولو تھوڑی دیر تک ہرمزان کے پاس بیٹھا ہوا باتیں کرتا رہا اس وقت وہاں حیرہ کا باشندہ ایک عیسائی غلام جفینہ نامی بھی بیٹھا تھا ان تینوں کو ایک جگہ بیٹھے اور باتیں کرتے ہوئے سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ابی بکر کو قریب آتے دیکھ کر ابو لولو وہاں سے اٹھ کر چل دیا اٹھتے وقت خنجر جو وہ لیے ہوئے تھا اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا جس کو گرتے ہوئے اور ابو لولو کو اٹھاتے ہوئے بھی سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا اس وقت ان کو نہ کوئی شبہ گذرا تھا نہ کسی قسم کا خیال ان کے دل میں پیدا ہوا تھا لیکن جب ابو لولو نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا اور اس کے بعد گرفتار ہو کر مقتول ہوا تو اس کے پاس سے جو خنجر نکلا اس کو سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے پہچانا کہ یہ وہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خنجر ہے جو چند روز ہوئے اس کے پاس دیکھا تھا ساتھ ہی انہوں نے مذکورہ بالا تمام واقعہ بھی سنا دیا۔

ابولولو کے ہرمزان کے پاس جانے اور باتیں کرنے وغیرہ کا حال جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے دوسرے صاحبزادے سیدنا عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو طیش اور انتقام کے جوش میں انہوں نے موقع پا کر ہرمزان پر حملہ کیا ہرمزان کو زخمی ہو کر گرتا ہوا دیکھ کر سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے کو اور سیدنا عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جفینہ عیسائی غلام کے بھی قتل کرنے کو دوڑے قبل اس کے کہ سیدنا عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جفینہ کے قتل پر قادر ہوں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان کو گرفتار کر لیا چونکہ ابھی تک کوئی خلیفہ منتخب نہیں ہوا تھا اور سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ ہی عارضی طور پر خلافت کے ضروری کام انجام دے رہے تھے لہذا سیدنا سعد بن ابی وقاص نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے ان کو خلیفہ کے منتخب ہونے تک کے لیے قید کر دیا۔

اب جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور بیعت عامہ مسجد نبوی میں ہو چکی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خطبہ خلافت بھی لوگوں کو سنا چکے، تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ مقدمہ پیش ہوا اور سیدنا عبیداللہ کو آپ کے سامنے لایا گیا سیدنا عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب ہرمزان کے قتل کی نسبت دریافت کیا گیا تو انہوں نے قتل کا اقرار کیا اس پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ہرمزان کے قصاص میں قتل کر دینا چاہیے لیکن سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس رائے سے مخالفت کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ کسی طرح مناسب نہیں ابھی کل پرسوں کی بات ہے کہ باپ مارا گیا ہے آج اس کے بیٹے کو قتل کرتے ہو اور لوگوں نے بھی سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید کی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کچھ شش و پنج میں پڑے لیکن فوراً ہی انہوں نے فرمایا کہ یہ معاملہ نہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا ہے اور نہ میری خلافت کے زمانہ کا کیونکہ میرے خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے یہ واقعہ ظہور میں آ چکا تھا لہذا میں اس کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا اس کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ بہترین صورت اختیار کی کہ خود سیدنا عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ولی بن کر اپنے پاس سے ہرمزان کے قتل کی دیت ادا کر دی اور منبر پر چڑھ کر ایک پر اثر تقریر کی اس طرح تمام لوگ اس فیصلے سے خوش ہو گئے اور سیدنا عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قصاص سے بچ گئے۔

ولایات کے عامل یا گورنر:

جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب و مقرر ہوئے ہیں تو اسلامی صوبوں اور ولایتوں پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مقرر کئے ہوئے مندرجہ ذیل عمال حکمراں تھے۔

مکہ میں نافع بن عبدالحارث طائف میں سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ یمن میں سیدنا یعلیٰ بن امیہ عمان میں سیدنا حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ دمشق میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ مصر میں سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حمص میں سیدنا عمر بن سعد اردن میں سیدنا عمرو بن عتبہ بصرہ میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ بحرین میں سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم۔

عاملوں کے عزل و نصب کے متعلق سب سے پہلا حکم سیدنا عثمان غنی نے یہ جاری کیا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے مدینہ میں بلا لیا اور ان کی جگہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر کے بھیجا لوگوں نے اس تقرر و برطرفی کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کسی خطا پر معزول نہیں کیا گیا بلکہ میں نے یہ انتظام وصیت فاروقی کے موافق کیا ہے کیوں کہ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ اپنے اس منشا کو مجھ سے فرما چکے تھے۔

عہد عثمانی کے قابل تذکرہ واقعات

فتح اسکندریہ:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی سال خلافت یعنی ۲۴ھ میں کوئی اہم اور قابل تذکرہ واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا اس جگہ ایک بات بیان کر دینی ضروری ہے کہ قیصر روم ہرقل کا انتقال اسکندریہ کی فتح سے سات ماہ بعد قسطنطنیہ میں ہو چکا تھا فتح بیت المقدس کے بعد ہرقل ایشیائے کوچک اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام سے بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا تھا اور جس قدر ملک مسلمانوں نے فتح کیا تھا اس کے واپس کرنے سے مایوس اور بقیہ علاقہ کی حفاظت کی تدبیروں میں پریشان تھا۔

اس کے بعد جب سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر پر فوج کشی کی تو مقوقس شاہ مصر نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر کے مصر و اسکندریہ ان کے سپرد کر دیا تھا ہرقل مصر کو اپنا ایک صوبہ سمجھتا تھا اور مقوقس اس کا ماتحت تھا مصر پر مسلمانوں کے قابض ہونے کی خبر سن کر ہرقل کو اور بھی صدمہ ہوا اور اسی رنج میں سات مہینے کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوا اس کی جگہ اس کا بیٹا قسطنطین تخت نشین ہوا قسطنطین نے اسکندریہ کے اوپر سے مسلمانوں کی سیادت اٹھانے اور براہ راست اپنے قبضے میں لانے کے لیے ایک زبردست مہم بھیجی رومی فوج جہازوں کے ذریعہ قسطنطنیہ سے روانہ ہو کر ساحل اسکندریہ پر اتری اسکندریہ میں مقوقس نے رومیوں کو داخل ہونے سے روکا اور اپنے اس عہد پر جو وہ مسلمانوں سے کر چکا تھا قائم رہا۔

مسلمانوں کو رومیوں کے اس حملہ کی اطلاع ہوئی تو وہ فسطاط (قاہرہ) سے نکلے ادھر سے رومی اسکندریہ کو چھوڑ کر اسلامی چھاؤنی کی طرف متوجہ ہوئے راستہ ہی میں مقابلہ ہوا بڑی سخت لڑائی ہوئی رومی فوج کا سپہ سالار اعظم مارا گیا اور بہت سے رومی میدان جنگ میں کھیت رہے جو بچے انہوں نے بہ مشکل فرار اور اپنی کشتیوں پر سوار ہو کر قسطنطنیہ کی راہ لی سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رومیوں کو بھگا کر اسکندریہ اور نواح اسکندریہ کے باشندوں کے تمام ان نقصانات کی تحقیق کرائی جو رومی فوج کے ذریعہ ہوا تھا ان تمام نقصانات کو سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے پورا کیا کیوں کہ وہ ذمیوں کی حفاظت اور ان کو نقصانات سے بچانے کا اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھتے تھے۔

اس کے بعد سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے شہر اسکندریہ کی شہر پناہ کو منہدم کیا اور اپنی چھاؤنی فسطاط کو واپس چلے آئے اسکندریہ کی شہر پناہ کا منہدم کرانا اس لیے ضروری تھا کہ رومیوں کے حملہ آور ہونے اور اسکندریہ پر قابض ہو جانے کا خطرہ دور ہو جائے یہ واقعہ ۲۵ھ کی ابتداء کا ہے۔

فتح آرمینیا:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کا حال سن کر ہی رومیوں میں بھی اسکندریہ پر حملہ کرنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمت پیدا ہوئی تھی اور اسی خبر کو سن کر ہمدان اور کے ایرانی علاقوں میں بھی بغاوتوں کی سازشیں نمودار ہوئیں ایرانیوں نے کہا کہ ہم اب عربوں کی رعایا بن کر نہ رہیں گے بلکہ اپنی خود مختار حکومتیں قائم کریں گے ان بغاوتوں کا حال سن کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور قرظ بن کعب رضی اللہ عنہ کو مامور فرما، دیا ان سرداروں نے بہت جلد ان بغاوتوں کو فرو کر دیا تھا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں گورنری سے معزول ہو کر مدینہ منورہ میں آ گئے تھے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو پھر گورنری پر مقرر کر دیا اسی زمانہ میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کے بیت المال کے عامل یا افسر خزانہ تھے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جو کوفہ کے گورنر مقرر ہو کر آئے تھے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اپنی کسی ضرورت کے لیے کچھ قرض لیا چند روز کے بعد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس قرض کا تقاضا کیا مگر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اس کو ادا نہ کر سکے اسی میں بات بڑھ گئی اور دونوں صاحبوں کی شکر رنجی و بے لطفی کی خبر مدینہ منورہ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہنچی انہوں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص کو ۲۵ ھ میں کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے سیدنا ولید بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

آذربائیجان کی حفاظت کے لیے جو فوج رہتی تھی وہ بھی گورنر کوفہ کے ماتحت سمجھی جاتی تھی اور کوفہ کی چھاؤنی ہی سے باری باری ایک سردار مناسب فوج کے ساتھ آذربائیجان کے لیے روانہ کیا جاتا تھا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سیدنا عتبہ بن فرقد آذربائیجان میں مقرر تھے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے معزول ہونے پر سیدنا عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ بھی آذربائیجان سے معزول کر کے بلائے گئے آذربائیجان والوں نے سیدنا عتبہ رضی اللہ عنہ کے جاتے ہی فوراً بغاوت کا علم بلند کیا سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے فوراً آذربائیجان پر فوج کشی کی آذربائیجان والوں نے پرانی شرائط پر پھر صلح کی اور جزیہ ادا کرنے لگے۔

سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ جو عہد فاروقی میں جزیرہ کے عامل تھے اور اب کوفہ کے گورنر مقرر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے سیدنا سعد چونکہ بڑے متقی پرہیزگار شخص تھے اور سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ زہد و عبادت میں سعد رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو نہ پہنچتے تھے اس لیے اہل کوفہ سیدنا ولید رضی اللہ عنہ کے آنے اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے جانے سے کچھ خوش نہ تھے۔

انہیں ایام میں جب کہ سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے آذربائیجان پر چڑھائی کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عامل دمشق نے سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو آرمینیا کی طرف روانہ کیا تھا اور سیدنا حبیب بن مسلمہ وہاں کے اکثر شہروں اور قلعوں پر قابض ہو کر رومیوں کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور کر چکے تھے۔ یہ خبر سن کر ایک رومی سردار قیصر قسطنطین کے حکم کے موافق ملیط سیواس قونیہ کے شہروں اور چھاؤنیوں سے اسی ہزار فوج لے کر براہ خلیج قسطنطنیہ سیدنا حبیب بن مسلمہ پر چڑھ آیا حبیب نے اس فوج گراں کا حال سن کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا انہوں نے فوراً بلا توقف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فوراً سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ گورنر کوفہ کو لکھا کہ دس ہزار فوج سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے واسطے آرمینیا کی طرف روانہ کر دو یہ فرمان سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو موصل میں ملا جب کہ وہ فتح آذربائیجان سے واپس کوفہ کی طرف آ رہے تھے انہوں نے اسی وقت سیدنا سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ آرمینیا کی جانب روانہ کر دیا۔

سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے مل کر تمام علاقہ آرمینیا کو فتح کر لیا اور بحر خضر کے کنارے کوہ قاف تک پہنچ گئے۔

مصر کے واقعات و تغیرات:

سیدنا عبداللہ بن سعد المعروف بہ ابن ابی سرح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مرتبہ مرتد ہو کر پھر صدق دل سے مسلمان ہوئے تھے، سیدنا عثمان غنی نے ان کو مصر کا عامل اور افسر خزانہ بنا کر بھیجا اور سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو صرف فوجی افسر رکھا۔ ان فوجی و ملکی افسروں میں ناچاقی پیدا ہوئی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس ناچاقی سے مطلع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر ۲۶ ھ میں سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قطعاً معزول و برطرف کر کے سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو مصر و اسکندریہ میں کامل اختیارات دے دیئے اگرچہ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بھی عرب کے مشہور بہادروں اور شہسواروں میں شمار ہوتے تھے لیکن وہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرح نہ تجربہ کار تھے نہ مصر میں سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کی سی ہر دل عزیزی حاصل کر سکتے تھے۔

سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کے معزول ہونے سے اہل مصر کو سخت صدمہ ہوا اور وہ اپنے نئے حاکم یعنی سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت پہ آمادہ ہو گئے قیصر قسطنطین نے جب مصر کا یہ حال اور سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے معزول ہونے کی کیفیت سنی تو اس نے اپنے ایک زبردست اور تجربہ کار سپہ سالار کو ایک زبردست فوج دے کر کشتیوں کے ذریعہ اسکندریہ کی جانب روانہ کر دیا شہر میں رومی یعنی یونانی لوگ تھے وہ سب اس رومی فوج سے مل گئے غرض کچھ معمولی سی زد و خورد اور خوں ریزی کے بعد اسکندریہ رومی فوج کے قبضہ میں آ گیا۔

یہ خبر سن کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو پھر مصر کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس ملک میں آتے ہی رومی فوج کے مقابلے کی ایسی تیاریاں کیں اور اس طرح مقابلہ کیا کہ رومیوں کو سخت نقصان برداشت کرنے کے بعد اسکندریہ چھوڑ کر بھاگنا پڑا اب کی مرتبہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسکندریہ کو تیسری مرتبہ فتح کیا تھا اور اس مرتبہ اسکندریہ کے فتح کرنے سے پہلے قسم کھائی تھی کہ تمام شہر کو ویران و مسمار کر دوں گا لیکن فتح کے بعد انہوں نے اپنے لشکر کو خوں ریزی اور قتل و غارت سے قطعاً روک دیا جس جگہ لشکر کو قتل و غارت کی ممانعت کا حکم دیا تھا اس جگہ ایک مسجد تعمیر کرا دی جس کا نام مسجد رحمت مشہور ہوا۔

جب سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ملک مصر پر پورے طور پر قابض و متصرف ہو گئے اور تمام انتظامات ملکی بھی مکمل ہو گئے تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے ان کی جگہ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو پھر مصر کا گورنر مقرر کر دیا اس مرتبہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کو اپنے معزول ہونے کا صدمہ ہوا ادھر عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے مامور مقرر ہونے کا رنج ہوا کیونکہ وہ مصر کی بگڑی ہوئی حالت کو خود نہ سنبھال سکے تھے اس کو سیدنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سدھارا اور اس کے بعد پھر ملک کی حکومت ان کو دے دی گئی اب سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح اپنی گزشتہ بدنامی کی تلافی کروں۔

فتح افریقہ:

سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ شمالی افریقہ پر چڑھائی ہونی چاہیے اس زمانہ میں افریقہ ایک براعظم کا نام ہے مگر اس زمانہ میں افریقہ نام کی ایک ریاست بھی تھی جو طرابلس اور طنجہ کے درمیانی علاقہ پر پھیلی ہوئی تھی لیکن اس زمانہ میں افریقہ ان ملکوں کے مجموعہ پر بھی بولا جاتا تھا جو آج کل براعظم افریقہ کے شمالی حصہ میں واقع ہیں یعنی طرابلسا لجیریا تیونس مراکش وغیرہ۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو فوج کشی کی اجازت دی انہوں نے دس ہزار فوج کے ساتھ مصر سے خروج کر کے علاقہ برقہ میں سرحدی رئیسوں کو مغلوب کیا ان رئیسوں کو اپنے زمانہ حکومت میں سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی چڑھائی کر کے جزیہ کی ادائیگی پر مجبور کر چکے تھے اور بعد میں موقع پا کر وہ خود مختار ہو گئے تھے اس لیے اب انہوں نے جزیہ کے ادا کرنے اور اپنے آپ کو محکوم تسلیم کرنے میں زیادہ چون و چرا نہیں کی۔

اس کے بعد جب سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ ملک کے درمیانی حصے اور طرابلس کی طرف بڑھنے لگے تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ایک فوج مرتب کر کے ان کی مدد کے لیے روانہ کی اس فوج میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابن جعفر رضی اللہ عنہم حضرات شامل تھے یہ فوج مصر ہوتی ہوئی برقہ میں پہنچی تو وہاں سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے استقبال کر کے اس سے ملاقات کی اب سب مل کر طرابلس کی طرف بڑھے رومیوں نے طرابلس سے نکل کر مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر بھاگے مسلمانوں کا طرابلس پر قبضہ ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرابلس پر قبضہ مکمل کر کے خاص ریاست افریقہ کی طرف لشکر اسلام بڑھا افریقہ کا بادشاہ جرجیر نامی قیصر کا ماتحت اور خراج گذار تھا اس کو جب اسلامی لشکر کے اپنی طرف متوجہ ہونے کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج جمع کر کے ایک شبانہ روز کی مسافت پر آگے بڑھ کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پہنچ گئے تو سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے عیسائی لشکر کو اسلام کی دعوت دی جرجیر نے اس دعوت کا صاف انکار کیا تو دوبارہ جزیہ ادا کرنے کے لیے کہا گیا جب اس نے جزیہ ادا کرنے سے بھی صاف انکار کیا تو مسلمانوں نے صف آرائی کر کے لڑائی شروع کی لڑائی بڑے زور شور سے شروع ہوئی فتح وشکست کی نسبت کوئی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی تھی کہ اتنے میں مسلمانوں کی کمک کے لیے ایک تازہ دم فوج پہنچی اور لشکر اسلام سے نعرہ تکبیر بلند ہوا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ اسلامی لشکر سے آدھی فوج میدان جنگ میں جا کر دشمن کا مقابلہ کرے اور آدھی خیموں میں رہے جب حسب دستور دونوں فوجیں شام تک لڑتی ہوئی تھک کر ایک دوسرے سے جدا ہوں اور اپنے خیموں کی طرف متوجہ ہوں تو اس وقت وہ تازہ دم فوج جو خیموں میں بیٹھی رہی ہے شمشیر بکف رومیوں پر ٹوٹ پڑے اس طرح ممکن ہے کہ لڑائی کا جلد فیصلہ ہو جائے اس رائے کو سب نے پسند کیا۔

اگلے دن یعنی تیسرے روز کی جنگ میں نصف فوج صبح سے مصروف جنگ ہوئی اور نصف فوج سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں خیموں کے اندر منتظر رہی دوپہر تک فریقین لڑتے رہے اور بعد دوپہر ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو فوراً ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اپنی تازہ دم فوج لے کر خیموں سے نکل پڑے اور رومیوں پر حملہ آور ہوئے رومی اس حملے کی تاب نہ لا کر اپنے خیموں کی پناہ میں گئے لیکن ان کو وہاں بھی امان نہ ملی مسلمانوں نے ان کو گرفتار اور قتل کرنا شروع کیا۔ جرجیر نے مقابلہ کیا ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔

اگلے روز مسلمان اس میدان سے کوچ کر کے آگے بڑھے اور افریقہ کے دارالصدر شہر سبیطلہ کا محاصرہ کیا چند روز کے بعد اس کو فتح کر کے بے حد و بے شمار مال غنیمت پر قبضہ پایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سواروں کو فی کس تین تین ہزار دینار ملے شہر سبیطلہ کی فتح کے بعد مسلمانوں نے آگے بڑھ کر قلعہ جسم کا محاصرہ کیا جس کو اہلِ افریقہ نے خوب مستحکم کر رکھا تھا اس کو بھی مسلمانوں نے آسانی کے ساتھ فتح کر لیا آخر اہل افریقہ نے اسلامی طاقت کے آگے اپنے آپ کو مغلوب و مجبور دیکھ کر دس لاکھ دینار جزیہ دے کر صلح کر لی۔

سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ افریقہ کی بشارت اور مال غنیمت کا خمس لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت کی خدمت میں پیش کیا اس خمس کو مروان بن الحکم نے پانچ لاکھ کے عوض خرید لیا سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ ایک برس تین مہینے کے بعد ۲۷ ھ میں افریقہ سے مصر کو واپس آئے افریقہ والوں نے بجائے جرجیر کے اپنا ایک اور بادشاہ منتخب کر لیا اور مسلمانوں کو مقررہ جزیہ ادا کرنے لگے افریقہ اسی ریاست یا اسی ملک کا نام سمجھنا چاہیے جس کو قرطاجنہ کا ملک کہتے تھے۔

فتح قبرص وروڈس:

سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ جب علاقہ قرطاجنہ یا افریقہ سے مصر واپس چلے آئے اور اسی سال یعنی ۲۷ ھ میں ان کی جگہ سیدنا عبداللہ بن نافع رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر مقرر ہوئے تو قسطنطین نے پھر جنگی تیاریاں شروع کیں ۲۸ ھ میں اس نے ایک بحری فوج افریقہ کی طرف روانہ کی اس فوج نے ساحل افریقہ پر اتر کر اس خراج کا مطالبہ اہل افریقہ سے کیا جو وہ قیصر کو پہلے دیا کرتے تھے اہل افریقہ نے اب قیصر کو خراج کے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ جب ہمارے ملک پر مسلمان حملہ آور ہوئے تو قیصر ہماری کوئی امداد نہ کر سکا لہٰذا اب اس کی سیادت تسلیم کرنا اور اس کو خراج دینا ہمارے لیے ضروری نہیں یہاں تک کہ اہل افریقہ اور رومی لشکر میں مقابلہ ہوا رومیوں نے اہل افریقہ کو شکست دی اور وہاں سے اسکندریہ کی طرف بڑھے ادھر سیدنا عبداللہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے مدافعت کی اور ایک مشہور روایت یہ ہے کہ جرجیر کی فوجوں نے مسلمانوں کو ہالہ کی طرح گھیرے میں لیا تھا اور وہ سخت پریشان تھے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر ساری تفصیل معلوم کر کے چند ہزار مسلمانوں کو لیے ہوئے جرجیر کی سمت حملہ آور ہوئے اور جرجیر کو قتل کر کے اور اس کا سر کاٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر نیزے پر بلند کر دیا یہ دیکھ کر جرجیر کی فوج بے تحاشا بھاگی مسلمانوں نے تعاقب کر کے انہیں بری طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

مقابلہ کی تیاری کی رومی سردار افریقہ کی طرف سے اسکندریہ کی طرف آیا تو قیصر روم خود چھ سو کشتیاں لے کر اسکندریہ کے ارادے سے روانہ ہوا دونوں طرف سے رومی لشکر اسکندریہ پر قبضہ کرنے کے لیے آ گئے ادھر سے اسلامی لشکر نے مقابلہ کیا سخت خوں ریز لڑائی ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ قسطنطین اور اس کی فوج تباہ حال اسکندریہ سے فرار ہو کر قبرص کی طرف گئی قبرص کو انہوں نے اپنا بحری مرکز اور جنگی سامان کا صدر مقام بنا رکھا تھا اس کیفیت کو یہیں ملتوی چھوڑ کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حال بھی اس موقعہ پر تھوڑا سا عرض کر دینا نہایت ضروری ہے تاکہ سلسلہ مضمون پورے طور پر مربوط ہو سکے۔

وفات فاروقی رضی اللہ عنہ کے وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق و اردن کے گورنر تھے اور حمص و قنسرین کے حاکم سیدنا عمیر بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ تھے وفات فاروقی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ نے استعفا داخل کیا تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حمص و قنسرین کا علاقہ بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دائرہ حکومت میں داخل کر دیا اسکے بعد جب عبدالرحمٰن بن علقمہ حاکم فلسطین فوت ہوئے تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فلسطین کا ملک بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں دے دیا اس طرح رفتہ رفتہ ۲۷ ھ میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تمام اضلاع شام کے مستقل حاکم ہو گئے تھے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت فاروقی کے آخر ایام میں ساحل شام سے روانہ ہو کر جزیرہ قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے چاہی تھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بحری حملہ کی اجازت دینے میں تامل تھا اور بحری حملہ کی اجازت حاصل نہ ہونے پائی تھی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے امیر معاویہ نے بحری حملہ کی اجازت چاہی اور دربار عثمانی سے چند شرائط کے ساتھ اجازت حاصل ہو چکی تھی منجملہ اور شرائط کے ایک شرط یہ تھی کہ اس لڑائی اور بحری حملہ میں جس شخص کا جی چاہے وہ شریک ہو کسی کو ہرگز شرکت کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبور نہ کیا جائے۔

چنانچہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحریک سے ایک گروہ قبرص پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا جس میں سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ عباد بن صامت رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا بھی شامل تھے اس گروہ مجاہدین کی سرداری سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو دی گئی مجاہدین کا لشکر کشتیوں میں سوار ہو کر قبرص کی طرف روانہ ہوا قسطنطین قیصر روم اسکندریہ سے شکست کھا کر قبرص میں آیا تو اس کے تعاقب میں مصر کا اسلامی لشکر بھی کشتیوں میں سوار ہو کر پہنچ گیا ادھر مصر سے اسلامی لشکر قبرص میں پہنچا ادھر ساحل شام سے مذکورہ بالا اسلامی لشکر قبرص کے ساحل پر اترا جس وقت کشتی سے ساحل پر ام حرام رضی اللہ عنہ اتریں تو گھوڑا بدک کر بھاگا وہ گر پڑیں اور فوت ہو گئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق یہی پیش گوئی کی تھی جو حرف بحرف پوری ہو گئی۔

قسطنطین قبرص میں تاب مقابلہ نہ لا سکا یہاں سے بہزار خرابی فرار ہو کر قسطنطنیہ پہنچا اور وہاں فوت ہوا لیکن بہ روایت دیگر اہل قبرص ہی نے قسطنطین کو مسلمانوں کے مقابلہ میں شکست پر شکست کھاتے دیکھ کر ایک روز جب کہ وہ حمام میں گیا ہوا تھا موقعہ پا کر قتل کر دیا تھا قبرص پر بڑی آسانی سے مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی معہ لشکر قبرص میں پہنچ گئے۔

قبرص سے فارغ ہو کر انہوں نے روڈس کا ارادہ کیا روڈس والوں نے خوب جم کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا کئی خوں ریز معرکوں کے بعد روڈس پر بھی اسلامی لشکر کا قبضہ ہو گیا۔ اسی جزیرہ میں ایک بہت بڑا تانبے کا بت تھا جس کی ایک ٹانگ جزیرہ کے ساحل پر اور دوسری ٹانگ ساحل کے قریبی ٹاپو پر تھی اور ان دونوں ٹانگوں کے بیچ میں اتنی چوڑی آبنائے تھی کہ جہاز اس کے اندر ہو کر گذر جاتے تھے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بت کو توڑ کر اس کے تانبے کے ٹکڑے اسکندریہ والی فوج کے ہمراہ اسکندریہ روانہ کر دیئے جہاں ان کو ایک یہودی نے خرید لیا تھا قبرص و روڈس کی فتوحات سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شہرت اور ہر دل عزیزی میں بہت بڑا اضافہ ہوا کیوں کہ ان بحری فتوحات نے مسلمانوں کے لیے قسطنطنیہ اور دوسرے ملکوں پر چڑھائی کا گویا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دروازہ کھول دیا تھا۔

یہ تمام واقعات 28 ھ کے آخر یا 29 ھ کے شروع زمانے تک کے ہیں۔

29 ھ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی مسجد کا طول ایک سو ساٹھ گز اور عرض ایک سو پچاس گز رکھا اور پتھر کے ستون لگائے در و دیواریں تمام پختہ بنوائیں۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

اسی 30 ھ میں سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آیا کہ وہ ملک شام میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں تشریف رکھتے تھے وہاں انہوں نے آیہ کریمہ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ کے معانی و مطالب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مخالفت کی سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ روپیہ کا جمع کرنا اور سب کا سب راہ اللہ تعالیٰ میں خرچ نہ کر دینا کسی طرح جائز نہیں اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ انفاق فی سبیل اللہ سے مراد زکوۃ کا ادا کرنا ہے جس روپیہ کی زکوۃ ادا کی جائے اس کا جمع ہونا گناہ نہیں ہے اگر روپیہ کا بلا شرط جمع کرنا گناہ ہوتا تو قرآن کریم میں ترکہ کی تقسیم اور وراثت کے حصہ کا ذکر نہ ہوتا سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اس عقیدہ کا حال وہاں کے لوگوں کو معلوم ہوا تو سب نے ان کا مذاق اڑایا اور نوعمر لوگ خاص کر زیادہ تمسخر کرنے لگے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا اصرار اور بھی ترقی کرتا گیا یہاں تک نوبت پہنچی کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی کو اس کیفیت کی اطلاع دی خلیفہ وقت نے حکم بھیجا کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو نہایت تکریم کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دو۔

مدینہ میں آ کر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے عقیدے کا اعلان شروع کر دیا چوں کہ ان کے مزاج میں درشتی تھی لہٰذا لوگ ان سے عموماً چشم پوشی اور درگذر ہی کرتے تھے۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو مشورہ دیا کہ آپ مدینہ سے باہر کسی گاؤں میں سکونت اختیار فرمالیں چنانچہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ سے تین دن کے فاصلہ پر مقام موضع ربذہ میں جا کر سکونت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پذیر ہو گئے۔

خاتم نبوی ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کی انگشتری جس سے خطوط اور فرامین پر مہر کیا کرتے تھے وفات نبوی کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ انگوٹھی جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو گئے تو ان کو سپرد کر دی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد وہ انگوٹھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس رہی فاروق اعظم نے جب کہ انتخاب خلیفہ کا کام اصحاب شوریٰ کے سپرد کیا وہ انگوٹھی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو سپرد کر دی کہ جو شخص خلیفہ منتخب ہو اس کو پہنچا دی جائے جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ انگشتری ان کی خدمت میں پہنچا دی اسی سال یعنی ۳۰ ھ میں مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر قباء میں ایک کنویں کے اندر جس کا نام بیراریس ہے وہ انگشتری سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر گئی اس کنویں کا تمام پانی سینچ دیا گیا اور انگوٹھی کے لیے بڑی ہی تلاش و کوشش کی گئی لیکن وہ کہیں ہاتھ نہ آئی خاتم نبوی کے اس طرح غائب ہو جانے سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سخت ملال ہوا اسی وقت سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حادثات و فتن کا نزول شروع ہوا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس انگوٹھی کے گم ہو جانے پر ایک اور انگوٹھی بالکل اسی نمونے اور اسی شکل و شمائل کی بنوائی تھی۔

اسی سال جب مسجد نبوی میں نمازیوں کی کثرت ہوئی اور جمعہ کے دن ایسی کثرت ہونے لگی کہ اذان کی آواز سب نمازیوں تک پہنچنی دشوار ہوئی تو سیدنا عثمان غنی نے حکم دیا کہ موذن بلند مقام پر چڑھ کر خطبہ کی اذان سے پہلے ایک اور اذان دیا کریں اس طرح جمعہ کے دن دو اذانیں ہونے لگیں۔

اشاعت قرآن مجید:

سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ جب بصرہ کوفہ رے اور شام سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ عراق والے قرآن مجید کو ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قرات پر پڑھتے اور شام والے کسی دوسری قرات کو پسند کرتے ہیں بصرہ والوں کی قرات کوفہ والوں سے اور کوفہ والوں کی قرات فارس والوں سے الگ ہے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب کو ایک ہی قرات پر جمع کیا جائے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے مجلس مشورت منعقد کی سب نے سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اس کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے قرآن مجید کا وہ نسخہ منگوایا جو خلافت صدیقی میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کے زیر اہتمام جمع اور مرتب ہوا تھا اور اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اور پھر ان کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زیر تلاوت رہا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اس قرآن مجید کی نقل اور کتابت پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کئی معقول و موزوں حضرات کو مامور کیا جب بہت سی نقلیں تیار ہو گئیں تو ایک ایک نسخہ بڑے بڑے شہروں میں بھیج کر ساتھ ہی حکم بھیجا کہ سب اسی کے موافق قرآن مجید نقل کرائیں اور پہلی جو نقل جس کسی کے پاس ہو وہ جلا دی جائے کوفہ میں جب قرآن مجید پہنچا تو صحابہ کرام بہت خوش ہوئے لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی ہی قرأت پر اصرار کیا۔

یزدگرد کی ہلاکت:

ایرانی سلطنت تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے عہد خلافت میں برباد ہو چکی تھی سلطنت کے بعض سرحدی صوبے یا بعض شہر جو باقی تھے وہ خلافت عثمانی میں مسخر ہو گئے تھے لیکن یزدگرد شاہ فارس کی حالت یہ تھی کہ کبھی رے میں ہے کبھی بلخ میں کبھی مرو میں ہے تو کبھی اصفہان میں کبھی اصطخر میں ہے تو کبھی جیحون کو عبور کر کے ترکستان میں چلا گیا ہے کبھی چین میں ہے کبھی پھر فارس کے اضلاع میں آ گیا ہے غرض اس کے ساتھ کئی ہزار ایرانیوں کی جمعیت تھی اور وہ اپنی خاندانی عظمت اور ساسانی اقتدار و بزرگی کی بدولت لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا اور لوگ بھی اس توقع میں کہ شاید اس کا ستارہ اقبال پھر طلوع ہو اس کے ساتھ ہو جاتے تھے یہی سب سے بڑی وجہ تھی کہ ایران کے اکثر صوبوں ضلعوں اور شہروں میں کئی کئی مرتبہ بغاوت ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسلمان سرداروں نے اس کو بار بار فرو کیا۔

اس مرتبہ یعنی 31ھ میں یزدگرد چین وترکستان کی طرف سے ایک جمعیت کے ساتھ نواح بلخ میں آیا یہاں اس نے بعض شہروں پر چند روز قبضہ حاصل کر لیا لیکن اس کے اقبال کی نحوست نے اس کو وہاں سے ناکام فرار ہونے اور مسلمانوں کی قید میں پڑنے کے ڈر سے بھاگ کر ایک پن چکی والے کی پناہ میں جانے پر مجبور کیا پن چکی والے نے اس کے قیمتی لباس کے لالچ میں جب کہ وہ سو رہا تھا قتل کر دیا اور لباس وزیور اور ہتھیار وغیرہ اتار کر اس کی لاش کو پانی میں ڈال دیا یہ واقعہ نواح مرو میں مقام مرغاب کے متصل 23 اگست 651ء کو وقوع پذیر ہوا۔

یزدگرد کے چار سال تو عیش وعشرت کی حالت میں گذرے سولہ برس تباہی اور آوارگی کے عالم میں بسر ہوئے ان سولہ برس میں آخری دس سال مفروری کے عالم میں گذرے اس کے بعد ایرانی فتنے سب فرو ہو گئے۔

اسی سال سیدنا محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے جو مصر میں والی مصر سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے پاس مقیم تھے سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے مخالفت و ناخوشی کا اظہار کیا عبداللہ بن سعد کے ساتھ ان دونوں بزرگوں کی ناخوشی بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ انہوں نے علانیہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض وطعن کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن سعد جیسے شخصوں کو جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش رہے صوبوں کا گورنر بنا رکھا ہے اور ان کی زیادتیاں اور مظالم دیکھ کر بھی معزول نہیں کرتے۔

33ھ کے واقعات:

سیدنا ولید بن عقبہ کی معزولی کے بعد کوفہ کی گورنری پر سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے تھے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں پہنچ کر اہل کوفہ کی دل جوئی اور مدارات میں کوئی کوتاہی نہ کی، سیدنا مالک بن الحویرث نخعی رضی اللہ عنہ جو سیدنا مالک بن اشتر رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہمدانی سیدنا اسود بن یزید علقمہ بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیس رضی اللہ عنہ سیدنا جندب بن زہیر رضی اللہ عنہ سیدنا جندب بن کعب ازدی رضی اللہ عنہ سیدنا عروہ بن الجعد رضی اللہ عنہ سیدنا عمرو بن الحمق خزاعی رضی اللہ عنہ سیدنا صعصعہ وزید پسران سوحان بن عبدی رضی اللہ عنہ سیدنا کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ سب سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی صحبت میں آ کر بیٹھتے اور بے تکلفانہ باتیں کرتے کبھی ہنسی مذاق کی باتیں بھی ہو جاتیں ایک روز سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ گورنر کوفہ کی زبان سے نکلا کہ یہ علاقہ تو قریش کا باغ ہے یہ سن کر مالک اشتر نے فوراً غصہ کے لہجہ میں کہا کہ جس علاقہ کو اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کے زور سے فتح کیا ہے تم اس کو اپنی قوم کا بستان خیال کرتے ہو ساتھ ہی دوسرے لوگوں نے بھی اس قسم کی باتیں شروع کیں شور وغل بلند ہوا تو عبدالرحمٰن اسدی نے لوگوں کو شور وغل مچانے سے منع کیا اس پر سب نے مل کر عبدالرحمٰن کو مارا اور اس قدر زدوکوب کیا کہ بیچارہ بیہوش ہو گیا اس واقعہ کے بعد سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے رات کی صحبت موقوف کر کے دربان مقرر کر دیئے کہ لوگوں کو آنے سے باز رکھیں اس رات کی روزانہ مجلس کے برخاست ہونے کا لوگوں کو بہت ملال ہوا اور اب عام طور پر جہاں دو چار آدمی مل کر بیٹھتے یا کھڑے ہوتے سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی اور ان کے ساتھ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بھی شکایات زبان پر لاتے ان شکایت کرنے والوں کے گرد اور بہت سے بازاری آدمی جمع ہو جاتے۔

رفتہ رفتہ یہ سلسلہ طویل ہوا اور فتنہ بڑھنے لگا تو سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ تمام روئیداد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ کر بھیج دی سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواباً سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان لوگوں کو کوفہ سے شام کی طرف سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو چنانچہ سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے سب کو شام کی طرف روانہ کر دیا وہاں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خوب خاطر مدارت کی ان کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا کھاتے اور سب کا روزینہ بھی مقرر کر دیا بات یہ تھی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا تھا کہ چند سرکش لوگوں کی ایک جماعت تمہاری طرف بھجوائی جا رہی ہے تم کوشش کرو کہ وہ راہ راست پر آ جائیں اسی لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے ساتھ نہایت محبت و ہمدردی کا برتاؤ کیا چند روز کے بعد انہوں نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ قریش کی سیادت کو تسلیم کریں اور مسلمانوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہمی اتفاق کو درہم برہم نہ ہونے دیں لیکن صعصعہ بن صوحان نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نہایت معقول اور ہمدردانہ باتوں کا بہت ہی غیر معقول اور سراسر نادرست جواب دیا اور اپنی ضد پر اڑا رہا مجبوراً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہ لوگ راہ راست پر آنے والے نظر نہیں آتے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ ان لوگوں کو حمص کی جانب سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو حمص کی جانب روانہ کر دیا سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ والی حمص نے ان کے ساتھ ان کے حسب حال سختی و درشتی کا برتاؤ کیا حتی کہ اپنی مجلس میں ان کو بیٹھنے کی اجازت بھی نہیں دی چند روز کے بعد یہ لوگ سیدھے ہو گئے اور اپنی سابقہ سرکشی کی حرکات پر اظہار افسوس کیا سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع دربار خلافت کو لکھ کر بھیجی وہاں سے اجازت آ گئی کہ اگر یہ لوگ اب کوفہ کی طرف جانا چاہیں تو جانے دو۔

عبداللہ بن سبا:

عبداللہ بن سبا المعروف بہ ابن السوداء شہر صنعا کا رہنے والا ایک یہودی تھا وہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کو دولت خوب حاصل ہوتی ہے اور اب یہی دنیا میں سب سے بڑی فاتح قوم بن گئی ہے مدینہ میں آیا اور بظاہر مسلمانوں میں شامل ہو گیا مدینہ میں اس کا آنا اور رہنا بہت ہی غیر معروف اور ناقابل التفات تھا لیکن اس نے مدینہ میں رہ کر مسلمانوں کی اندرونی اور داخلی کمزوریوں کو خوب جانچا اور مخالف اسلام تدابیر کو خوب سوچا انہیں ایام میں بصرہ کے اندر ایک شخص حکیم بن جبلہ رہتا تھا اس نے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ اسلامی لشکر کے ساتھ کسی فوج میں شریک ہو جاتا تو موقعہ پا کر ذمیوں کو لوٹ لیتا کبھی کبھی اور لوگوں کو بھی اپنا شریک بناتا اور ڈاکہ زنی کرتا اس کی ڈاکہ زنی کی خبریں مدینہ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہنچیں۔ انہوں نے گورنر بصرہ کو لکھا کہ حکیم بن جبلہ کو شہر بصرہ کے اندر نظر بند رکھو اور حدود شہر سے باہر ہرگز نہ نکلنے دو اس حکم کی تعمیل میں وہ بصرہ کے اندر محصور و نظر بند رہنے لگا عبداللہ بن سبا حکیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جبلہ کے حالات سن کر مدینہ سے روانہ ہوا اور بصرہ میں پہنچ کر حکیم بن جبلہ کے مکان پر مقیم ہوا یہاں اس نے حکیم بن جبلہ اور اس کے ذریعہ اس کے دوستوں اور دوسرے لوگوں سے مراسم پیدا کئے اپنے آپ کو مسلمان اور حامی و خیر خواہ آل رسول ظاہر کر کے لوگوں کے دلوں میں اپنے منصوبے کے موافق فساد انگیز خیالات و عقائد پیدا کرنے لگا کبھی کہتا کہ مجھ کو تعجب ہوتا ہے کہ مسلمان اس بات کے تو قائل ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے لیکن اس بات کو نہیں مانتے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں ضرور آئیں گے چنانچہ اس نے لوگوں کو ان الذی فرض علیک القران لرادک الی معاد کی غلط تفسیر سنا سنا کر اس عقیدہ پر قائم کرنا شروع کیا کہ سیدنا محمد کی مراجعت دوبارہ دنیا میں ضرور ہوگی بہت سے احمق اس فریب میں آ گئے پھر اس نے ان احمقوں کو اس عقیدے پر قائم کرنا شروع کیا کہ ہر پیغمبر کا ایک خلیفہ اور وصی ہوا کرتا ہے اور سیدنا محمد کے وصی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں جس طرح رسول اللہ خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح سیدنا علی خاتم الاوصیاء ہیں پھر اس نے علانیہ کہنا شروع کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سوا دوسروں کو خلیفہ بنا کر بڑی حق تلفی کی ہے اب سب کو چاہیے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مدد کریں اور موجودہ خلیفہ کو قتل یا معزول کر کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیں۔

عبداللہ بن سبا یہ تمام منصوبے اور اپنی تحریک کی ان تمام تجویزوں کو مدینہ منورہ سے سوچ سمجھ کر بصرہ میں آیا تھا اور اس نے نہایت احتیاط اور قابلیت کے ساتھ بہ اقساط اپنی مجوزہ بد عقیدگیوں کو شائع کرنا اور لوگوں کے سامنے بیان کرنا شروع کیا۔

رفتہ رفتہ اس فتنے کا حال بصرے کے گورنر سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن سبا کو بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اور یہاں کیوں آئے ہو عبداللہ بن سبا نے کہا مجھ کو اسلام سے دلچسپی ہے میں اپنے یہودی مذہب کی کمزوریوں سے واقف ہو کر اسلام کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور یہاں آپ کی رعایا بن کر زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تمہارے حالات اور تمہاری باتوں کو تحقیق کیا ہے مجھ کو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی فتنہ برپا کرنا اور مسلمانوں کو گمراہ کر کے یہودی ہونے کی حیثیت سے جمعیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی میں افتراق و انتشار پیدا کرنا چاہتے ہو چونکہ سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی زبان سے پتے کی باتیں نکل گئی تھیں لہذا اس کے بعد عبداللہ بن سبا نے بصرے میں اپنا قیام مناسب نہ سمجھا اور اپنے خاص الخاص راز دار اور شریک کار لوگوں کو وہاں چھوڑ کر اپنی بنائی ہوئی جماعت کے لیے مناسب تجاویز و ہدایات سمجھا کر بصرہ سے چل دیا اور دوسرے اسلامی فوجی مرکز یعنی کوفہ میں آیا یہاں پہلے سے ہی ایک جماعت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے عامل کی دشمن موجود تھی عبداللہ بن سبا کو کوفہ میں آ کر بصرہ سے زیادہ بہتر موقع اپنی شرارتوں کو کامیاب بنانے کا ملا۔

کوفہ سے جب وہ شام یعنی دمشق میں پہنچا تو یہاں اس کی دال زیادہ نہ گلی اور جلدی ہی اسے یہاں سے شہر بدر ہونا پڑا عبداللہ بن سبا کی عداوت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور بنو امیہ سے دم بہ دم ترقی کر رہی تھی اور ہر جلاوطنی اس کے لیے ایک نیا میدان اور نیا موقع کامیابی کا پیدا کر دیتی تھی شام سے خارج ہو کر وہ سیدھا مصر میں پہنچا وہاں کے گورنر سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ تھے مصر میں عبداللہ بن سبا نے اپنے سابقہ تجربے سے فائدہ اٹھا کر زیادہ احتیاط اور زیادہ گہرے پن کے ساتھ کام شروع کیا یہاں اس نے اپنی خفیہ سوسائٹی کا مکمل نظام مرتب کیا اور محبت اہل بیت اور حمایت علی رضی اللہ عنہ کے اظہار کو خاص الخاص ذریعہ کامیابی بنایا مصر کے گورنر عبداللہ بن سعد کی نسبت بھی مصریوں کو اور وہاں کے مقیم عربوں کو شکایات تھیں سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو افریقہ بربر نیز قیصر قسطنطنیہ کے معاملات کی وجہ سے داخلی باتوں کی طرف زیادہ متوجہ رہنے کی فرصت بھی نہ تھی۔

یہاں سے عبداللہ بن سبا نے اپنے بصرہ اور کوفہ کے دوستوں سے خط و کتابت جاری کی اور مقررہ و مجوزہ نظام کے موافق مصر کوفہ اور بصرہ سے وہاں کے عاملوں کی شکایت میں مدینہ والوں کے پاس پیہم خطوط جانے شروع ہوئے ساتھ ہی بصرہ والوں کے پاس کوفہ اور مصر سے خطوط پہنچے کہ یہاں کے گورنروں نے بڑے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے اور رعایا پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے اسی طرح بصرہ اور کوفہ سے مصر والوں کے پاس اور بصرہ و مصر و دمشق سے کوفہ والوں کے پاس خطوط پہنچنے لگے چونکہ کسی جگہ بھی عاملوں اور گورنروں کے ہاتھ سے رعایا پر ظلم نہ ہوتا تھا لہذا ہر جگہ کے آدمیوں نے یہ سمجھا کہ ہم سے زیادہ اور تمام صوبوں پر ظلم و تشدد اور بے انصافی روا رکھی جا رہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ظالمانہ طور پر اپنے عاملوں اور گورنروں کو ان کے عہدے پر بحال رکھتے اور معزول کرنے سے انکار کرتے ہیں چوں کہ ہر ایک صوبے اور ہر ایک علاقے سے مدینہ منورہ میں بھی برابر خطوط پہنچ رہے تھے لہٰذا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مصر کی جانب اور سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو کوفے کی طرف روانہ کیا کہ وہاں کے حالات دیکھ کر آئیں اور صحیح اطلاع دربار خلافت میں پہنچائیں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جب مصر میں پہنچے تو وہاں کے ان لوگوں• نے جو سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ گورنر مصر سے ناخوش تھے اور ان لوگوں نے جو عبداللہ بن سبا کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم نوا و ہم خیال بنا لیا اور ان کو مدینہ منورہ میں واپس جانے سے یہ کہہ کر روک لیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ دیدہ و دانستہ ظلم وستم کو روا رکھتے ہیں ان کی امداد و مصاحبت سے پرہیز کرنا مناسب ہے سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ پہنچ کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ یہاں کے عوام بھی اور بعض شرفاء بھی علانیہ زبان درازی اور طعن و تشنیع پر زبان کھولتے اور عذر و بغاوت کے علامات کا اظہار کر رہے ہیں۔

سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ہر طرف شورش اور لوگوں کی زبانوں پر علانیہ شکایات کو دیکھ کر سیدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور کوفہ سے مدینہ کا عزم کیا کہ خلیفہ وقت کو جا کر خود زبانی تمام حالات سنائیں اور اندیشہ و خطرہ کی پوری کیفیت سمجھائیں سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے روانہ ہونے کے بعد کوفہ کے لوگوں نے سیدنا مالک اشتر رضی اللہ عنہ کو جو حمص میں مقیم تھے لکھا کہ آج کل کوفہ بالکل خالی ہے جس طرح ممکن ہو اپنے آپ کو کوفہ میں پہنچا دیں کوفہ میں بارعب عمال خلافت کے موجود نہ رہنے کے سبب عوام کی زبانیں بالکل بے لگام ہو گئیں اور علانیہ لوگ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے عاملوں کو برا کہنے اور طعن و تشنیع کرنے لگے اس ہنگامہ نے یہاں تک ترقی کی کہ یزید بن قیس کوفہ والوں کی ایک جمعیت ہمراہ لے کر اس ارادے سے نکلا کہ مدینہ میں پہنچ کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلع خلافت پر مجبور کرے سیدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر سدراہ ہوئے اور ایک جمعیت اپنے ہمراہ لے جا کر یزید بن قیس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے۔ یزید نے سیدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی منت سماجت کر لی اور کہا کہ مجھ کو سیدنا سعید بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العاص رضی اللہ عنہ سے بعض شکایات ہیں اس کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا کہ سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کرایا جائے سیدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یزید کو چھوڑ دیا لیکن اس کے بعد ہی مالک اشتر اپنی جمعیت کے ساتھ حمص سے کوفہ میں پہنچ گیا ان لوگوں کے کوفے پہنچنے پر شورش پسندوں میں ایک تازہ قوت اور جوش پیدا ہوا مالک اشتر نے علانیہ لوگوں کو یزید بن قیس کی جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب دی اور خود بھی یزید بن قیس کے لشکریوں میں شامل ہو کر کوفہ سے روانہ ہوا سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ اس جمعیت کا مقابلہ نہ کر سکے یہ لوگ کوفہ سے روانہ ہو کر قادسیہ کے قریب مقام جرعہ میں پہنچے۔

34ھ کے واقعات:

کوفہ کی تو وہ حالت تھی جو اوپر مذکور ہوئی ادھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے عاملوں کے نام بھی فرامین روانہ کر دیئے تھے کہ اس مرتبہ بعد حج سب مدینہ منورہ میں میرے پاس آ کر شریک مشورہ ہوں چنانچہ شام سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مصر سے سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کوفہ سے سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بصرہ سے سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے چھوٹے چھوٹے صوبوں سے بھی وہاں کے عامل مدینہ میں آ کر جمع ہوئے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے علاوہ ان عمال کے مدینہ منورہ کے صاحب الرائے حضرات کو بھی شریک مجلس کیا اور دریافت کیا کہ یہ شورش جو میرے خلاف پھیلی ہے اس کا سبب بتاؤ اور مجھ کو مفید مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔

سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے نزدیک ان لوگوں کو جہاد میں مصروف کر دینا بہترین علاج ہے خالی بیٹھے ہوئے اس قسم کے فساد اور فتنے ان کو سوجھتے ہیں جب جہاد میں مصروف ہو جائیں گے تو یہ شورشیں خود بخود دفنا ہو جائیں گی۔

سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان شریر لوگوں کے سرداروں یعنی شرارت کے اماموں کی بات بات پر معقول گرفت کی جائے اور ان کو منتشر کر دیا جائے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیر و لوگ خود بخود منتشر ہو جائیں گے امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ رائے تو معقول ہے لیکن اس پر عمل درآمد آسان نہیں ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ جو صوبوں کے گورنر ہیں اپنے اپنے صوبوں کو سنبھالیں اور ان مفسدوں سے ہر ایک صوبے کو کلی پاک کر دیں۔

سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ سب کے سب لالچی اور زبردست ہیں ان کو مال و زر دے کر اپنا بنالینا چاہیے۔

اسی مجلس میں جب شورش و فساد کے متعلق اصل حالات ایک دوسرے سے دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ یہ تمام شورش محض فرضی اور خیالی طور پر برپا کی گئی ہے اصلیت اس کی کچھ بھی نہیں ہے یہ معلوم ہو کر لوگوں کو اور بھی تعجب ہوا بعض حضرات نے یہ مشورہ دیا کہ جو لوگ اس قسم کی شرارتوں اور بغاوتوں میں خصوصی طور پر حصہ لیتے ہیں ان سب کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر دیا جائے اور مجرموں کے ساتھ کسی نرمی اور رعایت کو روانہ رکھا جائے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں صرف اسی قدر سزا دے سکتا ہوں جس قدر قرآن و حدیث نے مقرر کی ہے جب تک میں کسی کو علانیہ مرتد ہوتے ہوئے نہ دیکھوں اس وقت تک کیسے کسی کو قتل کر سکتا ہوں جن جن جرموں کی حدود مقرر ہیں انہیں پر حد جاری کر سکتا ہوں باقی اپنے خلاف ہر ایک فتنے کو صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرنے کا عزم رکھتا ہوں غرض اس قسم کی باتیں ہو کر یہ مجلس برخاست ہوئی اور کوئی خاص تجویز اور طرز عمل نہیں سوچا گیا البتہ یہ ضرور ہوا کہ جہاد کے لیے بعض اطراف میں فوجیں روانہ کرنے کا حکم ضرور بعض عاملوں کو دیا گیا۔

مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر عمال اپنے اپنے صوبوں کی طرف روانہ ہوئے جب سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے صوبے کی طرف روانہ ہوئے تو مقام جرعہ پر پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ کوفہ والوں کا ایک بڑا لشکر یزید بن قیس کی ماتحتی میں موجود ہے سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے پہنچنے پر یزید نے بڑی سختی اور درشتی سے کہا کہ تم یہاں سے فوراً واپس چلے جاؤ ہم تم کو کوفہ میں ہرگز داخل نہ ہونے دیں گے یہ سن کر سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ سعید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس چلے جائیں یہ سن کر مالک اشتر نے فوراً آگے بڑھ کر سعید کے غلام کا پاؤں پکڑا اور اونٹ سے نیچے کھینچ کر قتل کر دیا اور سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جاؤ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھیج دے۔

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ مجبوراً وہاں سے لوٹے اور مدینہ میں واپس آ کر تمام ماجرا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سنایا انہوں نے اسی وقت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا کر کوفہ کی گورنری پر مامور فرمایا سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مدینہ سے روانہ ہو کر کوفہ میں پہنچے اور اپنے ہمراہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک خط کوفہ والوں کے نام لائے کہ تم نے اپنے لیے جس شخص کو پسند کیا منتخب کیا ہے اسی کو تمہاری طرف بھیجا جاتا ہے یہ بھی لکھا تھا کہ جہاں تک شریعت مجھ کو اجازت دے گی میں تمہاری خواہشات پورا کیے جاؤں گا اور تمہاری زیادتیوں کو برداشت کر کے تمہاری اصلاح کی کوشش کروں گا۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں پہنچ کر جمعہ کے روز تمام لوگوں کے سامنے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا جس میں جماعت المسلمین کے اندر تفرقہ مٹانے اور امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنے کی تاکید کی سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس تقریر سے کوفہ میں کسی قدر سکون نمودار ہوا اور عام لوگ جو سبائی جماعت سے بے خبر اور بے تعلق تھے مطمئن ہو گئے لیکن عبداللہ بن سبا کے گروہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عناد رکھنے والوں نے رفتہ رفتہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عمال اور کوفہ کے اردگرد کے اضلاع میں رہنے والے چھوٹے چھوٹے حکام کے متعلق جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقرر کیے ہوئے تھے شکایات کرنی شروع کیں اور خط و کتابت کے ذریعہ مدینہ منورہ میں دوسرے بااثر حضرات کو بھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بدگمان بنانا شروع کیا مدینہ والوں کے پاس جب باہر والوں سے عاملوں کی شکایت میں خطوط پہنچتے تو وہ بہت پیچ و تاب کھاتے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور ان کو عمال کی سزادہی اور معزولی کے لیے مجبور کرتے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ عند التحقیق چوں کہ اپنے عاملوں کو بے خطا پاتے لہٰذا وہ ان کو سزا دینے یا معزول کرنے میں تامل کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود مدینہ منورہ میں سیدنا عثمان غنی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق لوگوں کی زبان پر علانیہ شکایتیں آنے لگیں اور جا بجا خلیفہ وقت کی نسبت سرگوشیاں ہونی شروع ہوئیں یہ رنگ دیکھ کر سیدنا ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور بعض حضرات مدینہ میں لوگوں کو طعن تشنیع سے روکتے اور اطاعت خلیفہ کی تاکید کرتے تھے مگر لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ عبداللہ بن سبا کے ایجنٹ تمام ممالک اسلامیہ اور تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں پہنچ چکے تھے اور اس کے متبعین ہر جگہ پیدا ہو چکے تھے۔

ممالک اسلامیہ میں طاقت کے اعتبار سے پانچ بڑے بڑے مرکز تھے مدینہ تو دارالخلافہ تھا اور شروع ہی سے وہ اسلامی طاقت وشوکت کا منبع ومرکز رہا تھا کوفہ اور بصرہ دونوں فوجی چھاؤنیاں یا لشکری لوگوں اور جنگ جو عربی قبائل کی بستیاں تھیں اور دونوں مقاموں پر اسلامی طاقت اس قدر موجود تھی کہ تمام ایرانی صوبوں پر جیحون کے پار ترکستان تک اور آرمینیا تک و جارجیہ کے صوبوں اور بحر اخضر و بحر اسود کے ساحلوں تک کوفہ و بصرہ کا رعب طاری تھا فسطاط یا قاہرہ بھی فوجی چھاؤنی تھی اور مصر کے علاوہ طرابلس و فلسطین تک اس کا اثر پڑتا تھا دمشق تمام ملک شام کا دارالصدر تھا یہاں بھی مسلمانوں کی اس قدر فوجی طاقت موجود تھی کہ قیصر روم اس طاقت سے خائف تھا اور جب بھی دمشقی فوج کا قیصری فوج سے مقابلہ ہوا رومیوں نے ہمیشہ شکست ہی کھائی۔

عبداللہ بن سبا شروع ہی میں ان پانچوں مرکزوں کی اہمیت محسوس کر چکا تھا اور اس کو معلوم تھا کہ ان کے سوا کوئی چھٹا مقام ایسا نہیں ہے جہاں مسلمانوں کی فوجی طاقت اور عربوں کی جنگ جو جمعیت ان میں سے کسی مقام کے برابر موجود ہو لہٰذا وہ سب سے پہلے مدینہ منورہ میں آیا یہاں سے وہ بصرہ پہنچا بصرہ سے کوفہ کوفہ سے دمشق اور دمشق سے مصر پہنچا۔

دمشق میں اس کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے کم کامیابی ہوئی باقی ہر جگہ وہ کامیابی کے ساتھ لوگوں کے خیالات کو خراب کرتا اور چھوٹی یا بڑی ایک جماعت بناتا اور اپنے راز دار و شریک کار ایجنٹ ہر مقام پر چھوڑتا گیا دمشق میں بھی اس نے اتنا کام ضرور کیا کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ سے فائدہ اٹھا کر لوگوں میں اس خیال کو پھیلایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سچ کہتے تھے اور وہ راستی پر تھے کیونکہ بیت المال کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کا مال بتا کر اس پر اپنا قبضہ کرنا اور اپنے زیر تصرف رکھنا چاہا ہے حالانکہ وہ مسلمانوں کا مال ہے اور سارے مسلمان اس میں شریک ہیں اور انہیں میں اس کو تقسیم کر دینا چاہیے اسی سلسلہ میں اس نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی مورد الزام ٹھہرایا اور لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکایا ان کے بعد عبداللہ بن سبا سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت احتیاط و قابلیت کے ساتھ اپنے فاسد خیالات ان کی خدمت میں پیش کرنے شروع کیے انہوں نے عبداللہ بن سبا کی باتیں سن کر صاف طور پر کہہ دیا کہ مجھ کو تو تم یہودی معلوم ہوتے ہو اور اسلام کے پردے میں مسلمانوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہو وہاں جب اس کی دال نہ گلی تو وہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا انہوں نے جب اس کے خیالات سنے اور اس کی باتوں سے اس کا اندازہ کیا تو فوراً اس کو پکڑ لیا اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر جا کر کہا کہ مجھ کو تو یہ شخص وہی معلوم ہوتا ہے جس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بہکایا اور تم سے لڑا دیا ہے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اس کو دمشق سے نکلوا دیا تھا اور وہ وہاں سے مصر کی طرف جا کر مصروف کار اور اپنی سازشی تدابیر کا جال پھیلانے میں مصروف ہو گیا تھا۔

جب ممالک محروسہ کے ہر گوشہ سے مدینہ منورہ میں خطوط آنے لگے اور خود دارالخلافہ میں شورش کے سامان پیدا ہوئے تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ کے بعض اکابر آئے اور ان کو توجہ دلائی کہ اپنے عاملوں کی خبر لیں اور لوگوں کی شکایتوں کو دور کریں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی جماعت میں سے چند معتبر و معتمد حضرات کو منتخب کر کے ہر ایک صوبہ کی طرف ایک ایک آدمی بھیجا کہ اصل حالات معلوم کر کے آئیں اور یہاں آ کر بیان کریں چنانچہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جانب سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بصرے کی جانب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شام کی جانب روانہ ہوئے اسی طرح ہر ایک چھوٹے یا بڑے صوبے کی طرف ایک ایک تفتیش کنندہ روانہ ہوا چند روز کے بعد سب نے بیان کیا کہ ہم نے تو عاملوں اور والیوں میں کسی قسم کی کوئی برائی نہیں دیکھی سب اپنے اپنے علاقے میں پوری توجہ اور کوشش کے ساتھ مصروف کار ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کوئی خلاف شرع حرکت بھی ان سے سرزد نہیں ہوتی نہ رعایا میں سے کوئی شریف و ذی عقل شخص ان کا شاکی ہے یہ کیفیت اہل مدینہ نے سنی اور قدرے ان کی تسکین ہوئی لیکن چند ہی روز کے بعد پھر وہی کیفیت پیدا ہوگئی اب یہ وہ زمانہ تھا کہ حج کا موسم قریب آ گیا تھا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک منشور عام ہر شہر و قصبے میں عام رعایا کے نام اس مضمون کا بھیجا کہ:

''میرے پاس اس قسم کی خبریں پہنچ رہی ہیں کہ میرے عاملوں سے رعایا کو کچھ نقصان پہنچ رہا ہے اور وہ ظلم و ستم کا برتاؤ کرتے ہیں لہذا میں نے تمام عاملوں کے پاس احکام روانہ کر دیئے ہیں کہ وہ اس مرتبہ حج میں ضرور شریک ہوں پس جس شخص کو میرے کسی عامل سے کچھ شکایت ہو وہ حج کے موقعہ پر آ کر اپنی شکایت میرے سامنے پیش کرے اور اپنا حق مجھ سے یا میرے عامل سے بعد تصدیق وصول کر لے''۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان:

ایک ایک حکم ہر ایک عامل کے نام بھی پہنچ گیا کہ انہیں ضرور شریک حج ہونا چاہیے چنانچہ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ والی مصر سیدنا معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ والی شام سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور تمام عمال مکہ معظمہ میں حج کے موقعہ پر جمع ہو گئے عبداللہ بن سبا کی تجویز کے موافق لوگ ہر ایک صوبے اور ہر ایک مرکز سے روانہ ہوئے اور وہ بجائے اس کے کہ مکہ معظمہ میں آتے مدینہ منورہ میں آ کر جمع ہو گئے حج کے ایام میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا کہ تمام عامل موجود ہیں جس کا جی چاہے آ کر اپنی شکایت پیش کرے مگر کوئی شخص کسی عامل کی شکایت لے کر نہ آیا۔

خلیفہ وقت کی مجلس میں جو لوگ موجود تھے وہ اس فساد و فتنے کے مٹانے کی نسبت باہم مشورہ کرنے لگے اور اس طرح ان کی باتوں نے طول کھینچا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ فتنہ تو ضرور برپا ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ عنقریب کھل جائے گا میں یہ نہیں چاہتا کہ فتنے کے اس دروازے کے کھولنے کا الزام مجھ پر عائد ہو خدائے تعالیٰ خوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گاہ ہے کہ میں نے لوگوں کے ساتھ سوائے بہتری اور بھلائی کے اور کچھ نہیں کیا'' اس کے بعد سب خاموش ہو گئے اور حج سے فارغ ہو کر خلیفہ وقت مدینہ منورہ میں آ گئے یہاں آ کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جو باہر سے آئے تھے ایک جلسہ میں طلب کیا اور اسی جلسہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی بلوایا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے اور وہ بھی اس وقت موجود تھے اس مجلس میں سب سے پہلے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حمد ونعت کے بعد کہا کہ:

''آپ سب حضرات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور صاحب حل وعقد ہیں اور اس امت کے سرپرست ہیں آپ حضرات نے اپنے دوست یعنی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا رو رعایت خلیفہ منتخب کیا اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں ان کی نسبت قسم قسم کی باتیں لوگوں کی زبان پر جاری ہیں آپ لوگوں نے اس معاملہ میں اگر کوئی فیصلہ کیا ہے تو اس کو ظاہر کیجئے میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں ہاں یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو خلافت وامارت کی طمع ہو تو یاد رکھو کہ تم لوگ سوائے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے اور کچھ نہ حاصل کر سکو گے''۔

اس تقریر کے آخری فقرے کو سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جھڑک دیا وہ بیٹھ گئے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ:

''اس میں شک نہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہو کر احتیاط اور احتساب کی وجہ سے اپنے عزیز و اقارب کی مطلق بات نہ پوچھی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رشتہ داروں کا لحاظ فرماتے اور ان کو مدد دیتے تھے میرے عزیز و اقارب غریب لوگ ہیں میں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں اگر تم اس کو ناجائز ثابت کر دو تو میں اس طرز عمل سے دست کش ہونے کو تیار ہوں''۔

اعتراض:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہیں تک فرمایا تھا کہ ایک شخص نے اٹھ کر اعتراض کیا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو ناجائز طور پر مال دیتے ہیں مثلاً سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو آپ نے تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال غنیمت بخش دیا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے اس کو مال غنیمت کے خمس میں سے صرف پانچواں حصہ دیا ہے مجھ سے پہلے خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی میں بھی اس کی مثال موجود ہیں۔

اس کے بعد ایک اور شخص اٹھا اور اس نے کہا کہ تم نے اپنے عزیز و اقارب کو امارتیں اور حکومتیں دے رکھی ہیں مثلاً سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کو تمام ملک شام پر امیر بنا رکھا ہے بصرے کی امارت سے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا کوفہ کی امارت سے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو جدا کر کے سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور اس کے بعد سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا یہ سن کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جن لوگوں کو میں نے امارتیں دے رکھی ہیں وہ میرے اقارب نہیں ہیں اور وہ اپنے عہدوں کے کام کو بحسن و خوبی انجام دینے کی قابلیت رکھتے ہیں اگر وہ آپ لوگوں کی رائے میں امارت کے قابل نہیں اور مجھ پر ان کی بے جا رعایت کا الزام عائد ہوتا ہے تو میں ان لوگوں کی جگہ دوسروں کو مقرر کرنے کے لیے تیار ہوں چنانچہ میں نے سعید بن العاص کو ان کی امارت سے جدا کر کے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر بنا دیا ہے۔

اس کے بعد ایک شخص نے کہا کہ تم نے بلا استحقاق اور نا قابل رشتہ داروں کو امارتیں دی ہیں جو ان امارتوں کے اہل نہ تھے مثلاً سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ ایک نوجوان شخص ہیں ان کو والی نہیں بنانا چاہیے تھا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ عقل و فراست دین داری و قابلیت میں خاص طور پر ممتاز ہے محض نوجوان ہونا کوئی عیب کی بات نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو صرف ۱۷ سال کی عمر میں کیوں امیر بنایا تھا۔

اس کے بعد ایک اور شخص اٹھا اور اس نے کہا کہ آپ کو اپنے کنبے والوں سے بڑی محبت ہے آپ ان کو بڑے بڑے عطیات دیتے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اہل خاندان سے محبت کا ہونا کوئی گناہ نہیں ہے میں ان کو اگر عطیات دیتا ہوں تو بیت المال سے نہیں بلکہ اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں بیت المال سے تو میں نے اپنے خرچ کے لیے بھی ایک کوڑی نہیں لی اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتہ دار کے لیے بلا استحقاق کیسے لے سکتا تھا اپنے ذاتی مال کا مجھ کو اختیار ہے جس کو چاہوں دوں۔

اس کے بعد ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا کہ تم نے چراگاہ کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں جب خلیفہ منتخب ہوا تھا تو مدینہ میں مجھ سے زیادہ نہ کسی کے اونٹ تھے نہ بکریاں لیکن آج کل میرے پاس صرف دو اونٹ ہیں جو صرف حج کی سواری کے لیے رکھ لیے ہیں میں ان کو چرائی پر بھی نہیں بھیجتا البتہ بیت المال کے اونٹوں کی چراگاہ ضرور مخصوص ہے اور وہ میرے زمانہ میں نہیں بلکہ پہلے سے مخصوص چلی آتی ہے اس کا مجھ پر کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔

پھر ایک شخص نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ تم نے منیٰ میں پوری نماز کیوں پڑھی حالانکہ قصر کرنی چاہیے تھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے اہل و عیال مکہ میں مقیم تھے لہذا میرے لیے نماز کا قصر نہ کرنا جائز تھا۔

غرض اس قسم کے اعتراضات سر مجلس لوگوں نے کیے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کا کافی و شافی جواب دیا اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا اور لوگ خاموشی کے ساتھ اٹھ کر منتشر ہو گئے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کی طرف سے لوگوں کے ساتھ نرمی کا ضرورت سے زیادہ اظہار ہو رہا ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ نہیں تھا ان سے سینکڑوں کوس کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے عامل ان کے پیش خدمت غلام سے بھی زیادہ ڈرتے اور خائف رہتے تھے لوگوں کے ساتھ نرمی صرف اسی حد تک برتنی چاہیے جہاں تک کہ فتنہ و فساد کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو آپ جن لوگوں کو جانتے ہیں کہ وہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو قتل کیوں نہیں کرا دیتے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کے اس مشورے کو سنا اور خاموش ہو گئے۔

عبداللہ بن سبا کی سازش:

عبداللہ بن سبا نے مصر میں بیٹھے بیٹھے اپنے تمام انتظامات خفیہ طور پر مکمل کر لیے تھے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ورقا بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ جیسے صحابیوں کو بھی اس نے اپنے دام تزویر میں لے لیا تھا لیکن اس کی اصل تحریک اور مقصود حقیقی کا حال سوائے اس کے چند خاص الخاص مسلم نما یہودیوں کے اور کسی کو معلوم نہ تھا بظاہر اس نے حب علی اور حب اہل بیت کو خلافت عثمانی کے درہم برہم کرنے کے لیے ایک ذریعہ بنایا تھا مذکورہ بالا فوجی مقاموں سے بہت سے سادہ لوح عرب اس کے فریب میں آ چکے تھے چنانچہ عبداللہ بن سبا کی تحریک و اشارے کے موافق ہر ایک مقام پر مہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے لوگوں نے تیاریاں کیں ہر مقام اور ہر گروہ کے آدمی اس بات پر تو متفق تھے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو معزول یا قتل کر دیا جائے لیکن ان کے بعد کس کو خلیفہ بنایا جائے اس میں اختلاف تھا تو کوئی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نام لیتا تھا کوئی سیدنا زبیر بن العوام کو بہتر سمجھتا اور کوئی سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے سب سے موزوں سمجھتا تھا۔

چونکہ عبداللہ بن سبا کو اسلام سے کوئی ہمدردی تو تھی ہی نہیں اس کا مقصد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مخالفت تھی لہٰذا اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت و محبت کے بہانے کو اس موقعہ پر زیادہ استعمال کرنا ترک کر دیا اور لوگوں کو آئندہ خلیفہ کے انتخاب میں مختلف الخیال دیکھ کر ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

فتنہ پرداز قافلوں کی روانگی:

سب سے پہلے ایک ہزار آدمیوں کا ایک قافلہ یہ مشہور کر کے کہ ہم حج ادا کرنے جاتے ہیں مصر سے روانہ ہوا اس قافلہ میں عبدالرحمٰن بن عدیس کنانہ بن بشر لیثی اور سودان بن حمران بھی شامل تھے۔ اس قافلہ کا سردار غافقی بن حرب عکی تھا تجویز یہ کی گئی تھی کہ مصر سے یہ ایک ہزار آدمی سب کے سب ایک ہی مرتبہ روانہ نہ ہوں بلکہ مختلف اوقات میں یکے بعد دیگرے چار چھوٹے چھوٹے قافلوں کی شکل میں روانہ ہوں اور آگے کئی منزل کے بعد سب مل کر ایک قافلہ بن جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک ہزار کا قافلہ مقام کوفہ سے مالک اشتر کی سرداری میں اسی اہتمام کے ساتھ یعنی چار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصوں میں منقسم ہو کر روانہ ہوا اس قافلہ میں زید بن سوحان عبدی زیاد بن النضر حارثی اور عبداللہ بن الاصم عامری بھی شامل تھے۔

اسی طرح ایک ہزار کا قافلہ حرقوص بن زہیر سعدی کی سرداری میں بصرہ سے روانہ ہوا جس میں حکیم بن جبلہ عبدی اور بشیر بن شریح قیسی شامل تھے۔

یہ تمام قافلے ماہ شوال ۳۵ھ میں اپنے اپنے شہروں سے روانہ ہوئے اور سب نے یہ مشہور کیا کہ ہم حج ادا کرنے جاتے ہیں ان سب نے آپس میں پہلے ہی سے یہ تجویز پختہ کر لی تھی کہ اس مرتبہ امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ضرور معزول یا قتل کریں گے اپنے اپنے مقاموں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر روانہ ہوئے پھر سب یکجا ہوئے اس کے بعد چند منزلیں طے کر کے تینوں صوبوں کے قافلے مل کر ایک ہو گئے اور سب کے سب مل کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے جب مدینہ منورہ تین منزل کے فاصلے پر رہ گیا تو وہ لوگ جو سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے آگے بڑھ کر ذوخشب میں ٹھہر گئے جو لوگ سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے مقام اعوص میں آ کر مقیم ہو گئے اور جو لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے وہ ذوالمروہ میں مقیم ہو گئے۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں زیادہ تعداد بصرہ کے لوگوں کی تھی سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے طرف داروں میں زیادہ تعداد کوفہ کے لوگوں کی تھی اور جو لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے ان میں زیادہ تر مصر کے لوگ شامل تھے۔

زیاد بن النضر اور عبداللہ بن الاصم نے ان تمام بلوائیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو جلدی نہ کرو ہم پہلے مدینہ میں داخل ہو کر اہل مدینہ کی حالت معلوم کر آئیں کیوں کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ مدینہ والوں نے بھی جنگی تیاری کی ہے اگر یہ خبر صحیح ہے تو پھر ہم سے کچھ نہ ہو سکے گا تمام بلوائی یہ سن کر خاموش ہو گئے اور یہ دونوں مدینہ میں داخل ہوئے مدینہ میں پہنچ کر یہ دونوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین سے ملے اور ان سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا ان سبھی نے ان کو ملامت کی اور واپس جانے کا حکم دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جگہ یہ بات خصوصیت سے قابل تذکرہ ہے کہ عبداللہ بن سبا کے جو آدمی مدینہ منورہ میں موجود تھے انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین کے نام سے بہت سے خطوط لکھ لکھ کر کوفہ مصر و بصرہ کے ان لوگوں کے نام روانہ کئے جوان بزرگوں کے نام سے عقیدت رکھتے اور عبداللہ بن سبا کے دام تزدیر میں پورے اور یقینی طور پر نہیں پھنسے تھے ان خطوط میں لکھا گیا تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اب اس قابل نہیں رہے کہ ان کو تخت خلافت پر متمکن رہنے دیا جائے مناسب یہی ہے اور امت مسلمہ کی فلاح اسی میں مضمر ہے کہ اس آنے والے ماہ ذی الحجہ میں اس ضروری کام کو سرانجام دے دیا جائے یہی وجہ تھی کہ یہ تینوں قافلے مدینہ منورہ میں ہر قسم کا فساد مچانے اور کشت و خون کرنے کے ارادے سے آئے تھے ورنہ تین ہزار آدمیوں کا کیا حوصلہ تھا کہ وہ اس مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تصرف کرتے اور زبردستی اپنے ارادے پورے کرانے کے عزم سے آتے جس مدینہ پر جنگ احزاب کے کثیر التعداد کفار دخل نہ پا سکے تھے ان بلوائیوں کو یہی شیری اور دلیری تھی کہ مدینہ کے اکابر سب ہماری حمایت پر آمادہ ہیں اور ہم جو کچھ کریں گے گویا ان ہی کے منشا کو پورا کریں گے۔

مدینہ میں جب ہر ایک بزرگ نے ان کی آمد کو نامناسب قرار دیا اور انہوں نے مدینہ میں کسی قسم کی مستعدی و جنگی تیاری بھی نہ دیکھی تو انہوں نے ان بزرگوں کی مخالفت رائے کو مصلحت اندیشی پر محمول کیا اور واپس جا کر تمام بلوائیوں کے نمائندوں اور سرداروں کو جمع کیا اور مدینہ والوں کی طرف سے اطمینان دلا کر یہ تجویز پیش کی سرداران مصر جن میں زیادہ تر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ والے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس اور کوفہ والے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں چنانچہ یہ لوگ مدینہ میں داخل ہو کر تینوں حضرات کی خدمت میں الگ الگ حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو کسی طرح پسند نہیں کرتے آپ ہم سے بیعت خلافت لے لیں ہر ایک بزرگ سے بیعت لینے کی فرمائش کی گئی اور ہر ایک نے سختی کے ساتھ انکار کیا جب انکار دیکھا تو مصر والوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے یہاں کا عامل عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ چونکہ ظالم ہے ہم اس کو معزول کرائے بغیر تو مدینہ سے ہرگز نہ جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوائیوں کے ان سرداروں کے اصرار اور جرات کو دیکھ کر اور مناسب وقت سمجھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے اصحاب کرام نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشورہ دیا کہ ان بلوائیوں کو مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی یہاں سے ٹال دو اور ان کی ضد پوری کر دو یعنی سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو مصر کی امارت سے معزول کر دو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ پھر کس کو مصر کا عامل تجویز کیا جائے؟

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پروردہ کی سفارش کی:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اور دوسرے صحابہ نے سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا نام لیا وہ پہلے ہی سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حامی اور عبداللہ بن سبا کے فریب میں آئے ہوئے تھے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کی امارت کا فرمان لکھ کر دے دیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بلوائیوں کے سرداروں کو رخصت کیا اور کہا کہ جاؤ اب تمہاری ضد پوری ہو گئی سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی بہت کچھ سمجھا بجھا کر لوگوں کو رخصت کر دیا۔

تیسرے یا چوتھے روز کیا دیکھتے ہیں کہ باغیوں کی ساری کی ساری جماعت تکبیر کے نعرے بلند کرتی ہوئی مدینہ میں داخل ہوئی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ تو یہاں سے چلے گئے تھے پھر کیسے واپس آ گئے انہوں نے کہا کہ خلیفہ نے ایک خط اپنے غلام کے ہاتھ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس مصر کی جانب روانہ کیا تھا کہ ہم جب وہاں پہنچیں تو وہ ہم کو قتل کر دے ہم نے وہ خط راستہ میں پکڑ لیا ہے اس کو لے کر آئے ہیں ساتھ ہی مصری و کوفی قافلے بھی واپس آ گئے ہیں کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ رنج و راحت میں شرکت کریں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ یہ تم لوگوں کی سازش ہے اور تمہاری نیت نیک نہیں ہے ان لوگوں نے کہا خیر جو کچھ بھی ہو اس خلیفہ کو قتل کرنا ضروری ہے آپ اس کام میں ہماری امداد کریں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے برہم ہو کر فرمایا کہ میں بھلا تمہاری مدد کیسے کر سکتا ہوں یہ سن کر ان لوگوں نے کہا کہ پھر آپ نے ہم کو لکھا کیوں تھا؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی تم کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ بھی نہیں لکھا یہ سن کر وہ لاجواب ہو گئے اور آپس میں حیرت کے ساتھ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے بعد مدینہ سے باہر مقام احجار الزیت میں تشریف لے گئے اور بلوائیوں نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تنگ کرنا شروع کیا۔

اب تک بلوائی لوگ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے اب انہوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی اور دوسرے لوگوں کو بھی زبردستی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنا شروع کیا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ رنگ اور مدینہ کی گلیوں کو بلوائیوں سے پر دیکھ کر مختلف ممالک کے والیوں کو خطوط لکھے اور امداد طلب کی یا یہ خبریں خود بخود ہی ان ممالک میں پہنچیں چنانچہ مصر شام کوفہ اور بصرہ سے نیک دل لوگوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ کی طرف لوگوں کو روانہ ہونے اور خلیفہ وقت کی مدد کرنے کی ترغیب دی۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ کو اور سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا کوفہ سے سیدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے اسی طرح بصرے سے بھی ایک جمعیت روانہ ہوئی ان خبروں کے پہنچنے اور ان امدادی جمعیتوں کے روانہ ہونے میں ضرور کچھ نہ کچھ تامل واقع ہوا کیوں کہ ان میں سے کوئی بھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے مدینہ میں نہ پہنچ سکا سب نے راستے ہی میں واقعہ شہادت کا حال سنا اور راستے ہی سے اپنے اپنے صوبوں کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔

تیس دن تک حالت محاصرہ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نمازوں کے لیے مسجد میں آتے رہے اس کے بعد بلوائیوں نے ان کا گھر سے نکلنا اور گھر میں پانی کا جانا بند کر دیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر چند کہا کہ تم عینی شاہد پیش کرو کہ میں نے یہ خط لکھا ہے جس کو تم نے بہانہ بنایا ہے یا مجھ سے قسم لے لو مجھ کو اس کا کوئی علم نہیں ہے بلوائیوں نے کسی کی کوئی معقول بات پھر سنی پسند نہ کی ایک عام افراتفری اور ہلچل کا زمانہ تھا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بلوائیوں نے پانی کا جانا بند کیا تو ان کو بڑی تکلیف ہوئی پھر ایک ہمسایہ کے ذریعہ پوشیدہ طور پر پانی گھر میں پہنچتا رہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی امامت:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب خود مسجد میں نہ آ سکے تو انہوں نے نمازوں کی امامت کے لیے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا لیکن چند روز کے بعد بلوائیوں کے سردار غافقی بن حرب عکی نے خود نمازوں کی امامت شروع کر دی مصر میں جس طرح محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کوشش فرماتے تھے اسی طرح محمد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی مخالفت عثمانی میں مصروف تھے جب مصر سے عبدالرحمٰن بن عدیس کی سرکردگی میں قافلہ روانہ ہوا تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں آئے تھے لیکن محمد بن حذیفہ وہیں مصر میں رہ گئے تھے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کی خبر جب مصر میں پہنچی تو سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ وہاں سے خود ایک جمعیت لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جب مقام رملہ میں پہنچے تو ان کے پاس خبر پہنچی کہ محمد بن حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا ہے یہ سن کر وہ واپس آ گئے فلسطین ہی میں تھے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچ گئی۔

محاصرہ کی خبر چالیس روز تک ممتد ہوئی۔ اس عرصہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کئی مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے بلوائیوں کو سمجھانے اور واپس جانے کی کوششیں بھی کیں لیکن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے میر منشی مروان بن الحکم نے جو ان کا چچا زاد بھائی بھی تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور بنو ہاشم کے دوسرے سرداروں کو ناخوش کرنے اور جلی کٹی باتوں کے کہنے کی غلطی بار بار کی۔ کئی مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی پاک باطنی اور نیک نیتی سے بگڑے ہوئے معاملے کو سلجھا بھی لیا اور داعیانِ قریش و انصار کی حمایت بھی حاصل کر لی لیکن اس شخص مروان بن الحکم نے عین وقت پر اپنی دریدہ دہنی اور بدلگامی سے بنے بنائے کام کو بگاڑ دیا۔

مروان بن حکم کی شرارتیں:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک بامروت اور نرم مزاج انسان تھے۔ اسی لیے مروان کو اس جرأت اور دیدہ دلیری کا موقع ملتا رہا۔ مروان اور اس کے باپ حکم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارج کر دیا تھا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اپنے عہد خلافت میں ان باپ بیٹوں کو مدینہ میں داخل ہونے نہ دیا تھا۔ لیکن جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مروان کو مدینہ میں بلا لیا اور قرابت و رشتہ داری کے خیال سے ان پر احسان کرنا ضروری سمجھا کہ اپنا میر منشی بنا لیا۔ کاتب یعنی میر منشی بن کر مروان نے خلیفہ کے مزاج میں اور بھی زیادہ دخل پا لیا۔ یہی وجہ تھی کہ باشندگان مدینہ مروان بن الحکم سے ناراض تھے اور ان ایامِ محاصرہ اور چہل روز بدامنی کے دوران میں اہل مدینہ نے باغیوں اور بلوائیوں کے ساتھ مل کر کئی مرتبہ مروان سے مطالبہ کی آواز بلند کرائی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مروان کو بلوائیوں کے سپرد کر دیتے تو یقیناً یہ فتنہ بھی فرو ہو جاتا کیونکہ کم از کم مدینہ میں تو کوئی شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مخالف باقی نہ رہتا۔ مدینہ کے ہر شخص کو اگر ملال تھا تو مروان سے تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کسی کو کوئی خصوصی عناد اور عداوت نہ تھی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان کو ان کے سپرد کرنے میں اس لیے انکار کیا کہ ان کو یقین تھا کہ یہ لوگ مروان کو فوراً قتل کر دیں گے۔ لہٰذا انہوں نے پسند نہ کیا کہ مروان کے قتل کا موجب بنیں۔ جب بلوائیوں نے زیادہ شورش برپا کی اور یہ معلوم کیا کہ اب بلوائی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا دروازہ گرا کر اندر داخل ہونا اور ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر مسلح موجود رہو اور بلوائیوں کو مکان کے اندر داخل ہونے سے روکو اسی طرح سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اپنے صاحبزادوں کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بھیج دیا ان صاحبزادوں نے دروازے پر پہنچ کر بلوائیوں کو روکا اور ان کو اس لیے مجبوراً رکنا پڑا کہ اگر ان میں کسی کو کوئی صدمہ پہنچ جاتا تو تمام بنی ہاشم کے مخالف اور درپے مقابلہ ہونے کا اندیشہ تھا۔

ادھر بلوائیوں کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عاملوں نے محاصرہ کی خبریں سن کر ضرور مدینہ کی طرف فوجیں روانہ کی ہوں گی اگر وہ فوجیں پہنچ گئیں تو پھر مقصد برآری دشوار ہو گی لہٰذا انہوں نے فوری تدابیر شروع کر دیں اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک متصلہ مکان میں داخل ہو کر اور دیوار کود کر ایک جماعت ان کے مکان کے اندر داخل ہو گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

بلوائیان مصر نے جب مدینہ میں دوبارہ واپس آ کر خط لوگوں کو دکھایا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حلفیہ اس خط سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو عبدالرحمٰن بن عدلیس نے جو بلوائی سرغنہ تھا کہا کہ تم اپنے اس قول اور حلف میں جھوٹے ہو تب بھی اور سچے ہو تب بھی تمہارا خلیفہ رکھنا کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو جھوٹے کو مسلمانوں کا خلیفہ نہیں ہونا چاہیے اور اگر سچے ہو تو ایسے ضعیف خلیفہ کو جس کی اجازت واطلاع کے بغیر جو جس کا جی چاہے حکم لکھ کر بھیج دے خلیفہ نہیں رکھنا چاہیے۔

عبدالرحمٰن بن عدلیس نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ خود ہی خلافت کو چھوڑ دیں انہوں نے جواب دیا کہ میں اس کرتے کو جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے خود نہیں اتاروں گا یعنی خلافت کے منصب کو خود نہیں چھوڑوں گا اس کے بعد بلوائیوں نے ان کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور سختی شروع کی جب خلیفہ وقت پر پانی بھی بند کر دیا گیا اور پانی کی نایابی سے تکلیف واذیت ہوئی تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور اپنے حقوق جتائے اور اپنا سابق الایمان ہونا بھی لوگوں کو یاد دلایا اس تقریر کا بلوائیوں پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ ان میں سے اکثر یہ کہنے لگے کہ بھائی اب ان کو جانے دو اور ان سے درگذر کرو لیکن اتنے میں مالک بن اشتر آ گیا اس نے لوگوں کے مجمع کو پھر سمجھایا کہ دیکھو کہیں دام فریب میں نہ آ جانا چنانچہ لوگ پھر مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔

بلوائیوں کو جب یقین ہو گیا کہ ممالک اسلامیہ سے جو فوجیں آئیں گی وہ ضرور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حامی اور ہماری مخالف ہوں گی تو انہوں نے یعنی ان کے سرداروں نے سیدنا عثمان غنی کے شہید کر دینے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

انہیں ایام میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے بھائی سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بلوایا کہ وہ ہمارے ساتھ چلیں تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جانے سے صاف انکار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا کیوں کہ وہ بلوائیوں کے ساتھ شیر وشکر ہو رہے تھے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی نے کہا کہ تم ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہیں جاتے اور سفہاء عرب کی پیروی کرتے ہو یہ تمہاری شان سے بعید ہے محمد بن ابی بکر نے ان کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا پھر سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف چلے گئے۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابیوں نے اپنے اپنے دروازے بند کر لیے تھے نہ گھر سے باہر نکلتے تھے نہ کسی سے ملتے تھے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر موجود رہ کر بلوائیوں کا مقابلہ کیا اور ان کو روکا لیکن ان کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے امیر الحاج بنا کر باصرار مکہ کی طرف روانہ کیا ورنہ وہ فرماتے تھے کہ مجھ کو ان بلوائیوں سے جہاد کرنا حج کرنے سے زیادہ محبوب ہے سیدنا حسن بن علی، سیدنا عبداللہ بن زبیر، محمد بن طلحہ اور سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہم نے دروازہ کھولنے سے بلوائیوں کو روکا اور لڑ کر ان کو پیچھے ہٹا دیا۔

لیکن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو قسمیں دے کر لڑنے سے روکا اور گھر کے اندر بلا لیا بلوائیوں نے دروازے کو آگ لگا دی اور اندر گھس آئے ان لوگوں نے ان کو پھر مقابلہ کر کے باہر نکال دیا اس وقت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔

﴿ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ۝﴾

''یہ وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے آ کر خبر دی کہ مخالف لوگوں نے تمہارے ساتھ لڑنے کے لیے بھیڑ جمع کی ہے ذرا ان سے ڈرتے رہنا تو اس خبر کو سن کر ان کے ایمان اور بھی زیادہ مضبوط ہو گئے اور بول اٹھے کہ ہم کو اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔''

تو حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے میں اپنے اس عہد پر قائم ہوں اور تم ہرگز ان بلوائیوں کا مقابلہ اور ان سے قتال بالکل نہ کرو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم ابھی اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ لیکن انہوں نے جانا پسند نہ کیا اور دروازے پر بلوائیوں کو روکتے رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مغیرہ بن الاخنس رضی اللہ عنہ یہ حالت دیکھ کر تاب نہ لا سکے اپنے چند آدمیوں کو لے کر بلوائیوں کے مقابلے پر آئے اور لڑ کر شہید ہوئے اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی یہ کہتے ہوئے ﴿وَيٰقَوْمِ مَالِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ﴾ "لوگو! مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔" بلوائیوں پر ٹوٹ پڑے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے باصرار سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو واپس بلوایا اور لڑائی سے باز رہنے کا حکم دیا اسی عرصہ میں سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے بلوائیوں کو سمجھانا اور فتنہ سے باز رکھنا چاہا لیکن بجائے اس کے کہ ان کی نصیحت کا بلوائیوں پر کچھ اثر ہوتا وہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے بھی لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان میں جس قدر آدمی تھے ان میں سے کچھ تو کوٹھے پر چڑھے ہوئے تھے اور باغیوں کی کوشش اور نقل و حرکت کے نگراں تھے کچھ لوگ دروازے پر تھے اور باہر سے داخل ہونے اور گھسنے والے بلوائیوں کو اندر آنے سے روک رہے تھے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی سیدہ نائلہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا گھر میں تھے

بلوائیوں نے ہمسایہ کے ایک گھر میں داخل ہو کر اور دیوار کود کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا سب سے پہلے محمد بن ابی بکر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچا اور ان کی داڑھی پکڑ کر کہا کہ اے نعثل (احمق بوڑھے) اللہ تعالیٰ تجھ کو رسوا کرے سیدنا عثمان نے کہا کہ میں نعثل نہیں بلکہ عثمان امیر المومنین ہوں محمد بن ابی بکر نے کہا کہ تجھ کو اس بڑھاپے میں بھی خلافت کی ہوس ہے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے باپ ہوتے تو وہ میرے اس بڑھاپے کی قدر کرتے اور میری اس ڈاڑھی کو اس طرح نہ پکڑتے محمد بن ابی بکر یہ سن کر کچھ شرما گیا اور ڈاڑھی چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

اس کے واپس چلے جانے کے بعد بدمعاشوں کا ایک گروہ اسی طرف سے دیوار کود کر اندر آیا جس میں بلوائیوں کا ایک سرغنہ عبدالرحمٰن بن عدیس کنانہ بن بشر عمرو بن حمق عمیر بن جنابی سودان بن حمران اور غافقی تھے کنانہ بن بشر نے آتے ہی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تلوار چلائی ان کی بیوی سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا نے فوراً آگے بڑھ کر تلوار کو ہاتھ سے روکا ان کی انگلیاں کٹ کر الگ جا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑیں پھر دوسرا وار کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اس وقت آپ قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے خون کے قطرات قرآن شریف کی اس آیت پر گرے ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ عمرو بن حمق نے آپ پر نیزے کے نو زخم پہنچائے۔

عمیر بن جنابی نے آگے بڑھ کر ٹھوکریں ماریں جس سے آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں وہ ہر ٹھوکر لگاتے ہوئے کہتا جاتا تھا کیوں تم نے ہی میرے باپ کو قید کیا تھا جو بے چارہ حالت قید ہی میں مر گئے تھے گھر کے اندر یہ قیامت برپا ہو گئی چھت والوں اور دروازے والوں کو خبر ہی نہ ہوئی آپ کی بیوی سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا نے آوازیں دیں تو لوگ چھت پر سے اترے اور دروازے کی طرف سے اندر متوجہ ہوئے بلوائی اپنا کام کر چکے تھے وہ بھاگے بعض ان میں سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں کے ہاتھ سے مارے گئے اب نہ کسی کو دروازے پر رہنے کی ضرورت تھی نہ کسی کی حفاظت باقی رہی تھی چاروں طرف سے بلوائیوں بدمعاشوں نے زور کیا گھر کے اندر داخل ہو کر تمام گھر کا سامان لوٹ لیا حتی کہ جسم کے کپڑے تک بھی نہ چھوڑے اس بدامنی اور ہلچل کے عالم میں بجلی کی طرح تمام مدینہ میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پھیل گئی۔

یہ حادثہ 18 ذی الحجہ 35ھ یوم جمعہ کو وقوع پذیر ہوا تین دن تک سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی لاش بے گور و کفن پڑی رہی آخر سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ دونوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے دفن کرنے کی اجازت دی رات کے وقت عشاء و مغرب کے درمیان جنازہ لے کر نکلے جنازہ کے ساتھ سیدنا زبیر، سیدنا حسن، سیدنا ابوجہم بن حذیفہ، سیدنا مروان رضی اللہ عنہم تھے بلوائیوں نے جنازہ کی نماز پڑھنے اور دفن کرنے میں بھی رکاوٹ پیدا کرنی چاہی مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے سختی سے ان کو منع کیا سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی بغیر غسل کے انہیں کپڑوں میں جو پہنے ہوئے تھے دفن کیے گئے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ممالک اسلامیہ میں مندرجہ ذیل عامل و امیر ممالک اسلامیہ میں مامور تھے سیدنا عبداللہ بن الحضرمی مکہ میں سیدنا قاسم بن ربیعہ ثقفی طائف میں سیدنا یعلیٰ بن منیہ صنعاء یمن میں سیدنا عبداللہ بن ربیعہ ھمدان میں سیدنا عبداللہ بن عامر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصرہ میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان ملک شام میں سیدنا عبدالرحمن بن ابی خالد حمص میں سیدنا حبیب بن مسلمہ قنسرین میں (ابوالاعور سلمی اردن میں سیدنا عبداللہ بن قیس فزاری بحرین میں سیدنا علقمہ بن حکیم کندی سیدنا معاویہ کی طرف سے فلسطین میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری کوفہ میں امام اور سیدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہم سالار لشکر تھے سیدنا جابر مزنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا سماک انصاری رضی اللہ عنہ دونوں خراج سواد پر مامور تھے سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قرقیسیا میں سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ آذربائیجان میں سیدنا سائب بن اقرع رضی اللہ عنہ اصفہان میں گورنر مقرر تھے مدینہ منورہ میں بیت المال کے افسر سیدنا عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور قضا پر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مامور تھے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ 82 سال کی عمر میں بارہ سال خلافت کر کے فوت ہوئے جنۃ البقیع کے قریب مدفون ہوئے آپ کے کل گیارہ بیٹے اور چھ بیٹیاں ہوئی تھیں۔

خلافت عثمانی پر ایک نظر:

خلافت عثمانی کے واقعات پڑھ کر بے اختیار قلب پر یہ نمایاں اثر ہوتا ہے کہ ہم عہد نبوی اور خلافت صدیقی و فاروقی کے زمانے کو طے کر کے کسی نئے زمانے میں داخل ہوتے ہیں اس زمانے کی آب و ہوا بھی نئی ہے اور لوگوں کی وضع قطع میں بھی غیر معمولی تغیر پیدا ہو گیا ہے زمین و آسمان غرض ہر چیز کی کیفیت متغیر ہے خلافت فاروقی تک مسلمانوں کی نگاہ میں مال و دولت کی کوئی وقعت و قیمت نہ تھی خود خلیفہ کی یہ حالت ہوتی تھی کہ اپنے اہل و عیال کی ضروریات پورا کرنے کے لیے دوسرے لوگوں سے بھی بہت ہی کم روپیہ اس کے ہاتھ میں آتا تھا اور اس بے زری و افلاس کو نہ خلیفہ وقت کوئی مصیبت تصور فرماتا تھا نہ عام لوگ مال و دولت کی طرف خواہشمند نظر آتے تھے مسلمانوں کی سب سے بڑی خواہش اعلاء کلمۃ اللہ اور ان کی سب سے بڑی مسرت راہ اللہ میں قربان ہو جانا تھا۔

عہد عثمانی میں یہ بات محسوس طور پر کم ہو گئی تھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو پہلے ہی سے مال دار شخص تھے خلیفہ ہونے کے بعد بھی ان کی اور سابقہ ہر دو خلفاء کی حالتوں میں نمایاں فرق نظر آتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے تھا چنانچہ وہ فرق نظر آیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آخر زمانے تک فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور دولت مند و زرخیز علاقے ان کے زمانے میں مسلمانوں نے مسخر و مفتوح کیے ان کی دولت تو مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی اور آ رہی تھی لیکن وہ اس دولت کے استعمال اور عیش و راحت حاصل کرنے کے طریقوں سے نا آشنا تھے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمانوں نے حاصل شدہ دولت سے عیش حاصل کرنا شروع کیا مدینہ کے معمولی چھپر محلوں اور ایوانوں کی شکل میں تبدیل ہونے لگے لوگوں کے دلوں میں جائیداد حاصل کرنے اور روپیہ جمع رکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس شوق کے ساتھ ہی سپہ گری و مردانگی کا خصوصی جذبہ جو مسلمانوں اور عربوں کا امتیازی نشان تھا کافور ہونے لگا سپاہیانہ اخلاق کی جگہ آج کل کی اصطلاح کے مطابق رئیسانہ اخلاق پیدا ہونے لگے جن کو حقیقتاً زنانہ اخلاق کہنا چاہیے اور یہ سب سے بڑی مصیبت اور سب سے بڑی بدنصیبی تھی جو مسلمانوں پر وارد ہوئی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے تک قریشی اور حجازی عرب جن میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھے ہوئے تھے ایک غالب عنصر کی حیثیت سے موجود تھے وہ سب کے سب اسلام کو اپنی چیز سمجھتے اور اپنے آپ کو اسلام کا وارث جانتے تھے اسلام کے مقابلے میں قبائلی امتیاز ان کے دلوں سے بالکل مٹ گئے تھے اسلام کے رشتہ سے بڑھ کر ان کے نزدیک کوئی رشتہ نہ تھا اور اسلام سے بڑھ کر ان کے لیے کوئی محبوب چیز نہ تھی فتوحات کے وسیع ہونے اور ممالک اسلامیہ کی تعداد کے کثیر ہونے سے مسلمانوں کی افواج اور مسلمانوں کی جمعیت میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت بڑھ گئی جو ابھی چند روز سے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور ان کے دلوں میں اسلامی محبت قبائلی امتیاز اور قومی و خاندانی خصوصیات پر غالب نہیں ہونے پائی تھی۔

عہد فاروقی کی فتوحات کثیرہ وعظیمہ جن افواج کے ذریعہ ہوئیں ان میں بنی بکر بنی وائل بنی عبدالقیس بنی ربیعہ بنی ازد بنی کندہ بنی تمیم اور بنی قضاعہ قبائل کے لوگ زیادہ تھے انہیں لوگوں نے ایرانی صوبوں شامی علاقوں اور مصر و فلسطین کو فتح کیا تھا انہیں کے ذریعے ایرانی و رومی شہنشاہیوں کے پرخچے اڑے تھے لیکن ان مذکورہ قبائل میں سے کوئی بھی قبیلہ ایسا نہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شرف صحبت سے فیضیاب ہوا ہو ان میں سے اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا فیض صحبت پائے ہوئے تھا تو ایسے لوگوں کی تعداد ''الشاذ کالمعدوم'' کے حکم میں تھی۔

یہ تمام قبائل جو اسلام کی جرار فوج ثابت ہوئے عصبیت سوز ایمان اور مجنونانہ شیفتگی اسلام میں قریشی اور حجازی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے تھے مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہ اس قدر وسیع و عمیق تھی کہ ہر مسئلہ کی جزئیات تک ان کا احاطہ تھا انہوں نے ایسا نظام قائم رکھا اور مہاجر و انصار کی سیادت کی ایسی حفاظت کی کہ ان کے عہد خلافت میں یہ ممکن ہی نہ ہوا کہ کوئی غیر مہاجر یا انصار کی ہمسری کا خیال تک بھی لا سکے تمام مہاجرین و انصار کی حیثیت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شاہی خاندان اور فاتح قوم کی تھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک طرف بڑی کوشش اور احتیاط کے ساتھ اپنی فتح مند فوج اور صف شکن عربی سپاہیوں کے خصوصی سپاہیانہ اور جوانمردانہ جذبات کی حفاظت و نگرانی کی حتی کہ شام کے خوش سواد شہروں اور سامان عیش رکھنے والی بستیوں میں یا ان کے قریب بھی عہد فاروقی میں اسلامی فوجوں کو قیام کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا تھا دوسری طرف انہوں نے نہایت ہی اعلیٰ تدبر اور انتہائی مآل اندیشی کے ساتھ جلیل القدر اور صاحب اقتدار صحابیوں رضی اللہ عنہم کو صحبت عوام بلکہ صحبت عام سے اس خوبی کے ساتھ بچا کر رکھا کہ کسی کو بھی محسوس نہ ہونے پایا اور ان جلیل القدر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے رعب و عظمت کی ایک طرف حفاظت ہوئی دوسری طرف ہمہ وقت ان کے گرد مدینہ منورہ میں نہ صرف ملک عرب بلکہ تمام دنیا کی منتخب اور با اقتدار و صاحب اثر جماعت موجود رہتی تھی۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ باتیں رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے مٹتی گئیں مذکورہ بالا عربی قبائل اپنے آپ کو مہاجرین و انصار اور قریشی و حجازی لوگوں کا ہمسر بلکہ ان سے بڑھ کر سمجھنے لگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو شاہی خاندان کا مرتبہ رکھتے تھے دور دراز صوبوں میں منتشر ہو گئے مدینہ منورہ کی جمعیت درہم برہم ہو گئی اور خود دارالخلافہ قوت کا مرکز نہ رہ سکا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساتھ ہی ساتھ قومی و قبائلی امتیازات تازہ ہونے لگے ہر ایک قبیلے اور ہر ایک خاندان کی الگ الگ عصبیت قائم ہو گئی آپس میں وہی عہد جاہلیت کی رقابتیں تازہ ہونے لگی اور اسلامی رشتہ اور دینی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخوت کا اثر قومی و خاندانی امتیازات پر فائق نہ رہ سکا مہاجرین و انصار نو مسلموں کی کثرت کے اندر درخور ہونے کی وجہ سے اپنے اقتدار و عظمت کو قائم و باقی نہ رکھ سکے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نرم مزاج تھے حکومت وانتظام کے باقی رکھنے کے لیے تنہا نرم مزاجی ہی کافی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لیے طاقت و سختی کے اظہار کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک طرف تو مسلمانوں کے دلوں میں مال و دولت اور عیش و راحت جسمانی کی قدر پیدا ہونے لگی دوسری طرف خلیفہ وقت کا رعب و اقتدار دلوں سے کم ہونے لگا اس حالت میں شہرت پسند اور جاہ طلب لوگوں کو اپنی اولوالعزمیوں کے اظہار اور اپنے ارادوں کے پورا کرنے کی کوششوں کا موقع ملنے لگا قریشیوں اور حجازیوں میں جو اس قسم کے اولوالعزم اشخاص تھے ان کو بڑی آسانی کے ساتھ نو مسلم قبائل کی حمایت اور فتح مند لشکریوں کی اعانت و حمایت حاصل ہونے لگی۔

خلیفہ وقت کے رعب و اقتدار کی گرفت بھی کم ہو گئی تھی مہاجرین و انصار اور قریشیوں کا اقتدار بھی نو مسلم بہادروں کی کثرت کے سبب ہلکا پڑنے لگا تھا مدینہ منورہ میں بھی با اثر اور طاقتور لوگوں کی یک دل جمعیت کمزور ہو کر قریباً معدوم ہو چکی تھی لہذا بنو امیہ نے ان تمام باتوں سے فائدہ اٹھانے میں کمی نہیں کی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نرم مزاجی سے تو انہوں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ مروان بن الحکم کو ان کا میر منشی ہونے کی حالت میں بنو امیہ کا ایسا طرف دار و حامی بنایا کہ اس نے جا اور بے جا ہمہ وقت اور بہر طور بنو امیہ کو فائدہ پہنچوانے آگے بڑھانے طاقت ور بنانے میں مطلق کوتاہی نہیں کی۔

جب ملکوں اور صوبوں کی گورنریاں زیادہ تر بنو امیہ ہی کو مل گئیں اور تمام ملک اسلامیہ میں ہر جگہ بنو امیہ ہی حاکم اور صاحب اختیار نظر آنے لگے تو انہوں نے اپنے اقتدار رفتہ کے واپس لینے یعنی بنو ہاشم کے مقابلہ میں اپنا مرتبہ بلند قائم کرنے کی کوششیں کیں اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ بنو ہاشم اور دوسرے قبائل کو بھی بنو امیہ کی ان کوششوں کا احساس ہوا یہ کہنا کہ خود سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بنو امیہ کی ایسی کوششوں کے محرک اور خواہش مند تھے سراسر بہتان و افتراء ہے کیوں کہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اندر کسی سازش کسی پالیسی یا کسی منافقت کا نام و نشان تک بھی نہیں بتایا جا سکتا ان کی نرم مزاجی و درگذر اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آنے کی دونوں صفتوں نے مل کر بنو امیہ کو موقع دیا کہ وہ اپنے قومی و خاندانی اقتدار کے قائم کرنے کی تدبیروں میں مصروف ہوں اور اس طرح عہد جاہلیت کی فراموش شدہ رقابتیں پھر تازہ ہو جائیں ان رقابتوں کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے مال و دولت کی فراوانی اور عیش و تن آسانی کی خواہش نے اور بھی سہارا دیا اس قسم کی باتوں کا وہم و گمان بھی صدیقی و فاروقی خلافتوں کے زمانہ میں کسی کو نہیں ہو سکتا تھا۔

اس موقعہ پر مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر چہ خاندان والوں اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا ایک خوبی کی بات ہے لیکن اس اچھی بات پر ایک خلیفہ کو عمل درآمد کرانے کے لیے بڑی ہی احتیاط کی ضرورت ہے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے شاید کماحقہ، احتیاط کے برتنے میں کمی ہوئی اور مروان بن الحکم اپنے چچا زاد بھائی کو آخر وقت تک اپنا کاتب یعنی میر منشی اور وزیر و مشیر رکھنا تو بلاشک احتیاط کے خلاف تھا نہ اس لیے کہ وہ آپ کا رشتہ دار تھا بلکہ اس لیے کہ وہ تقویٰ اور روحانیت میں ناقص اور اس مرتبہ جلیلہ کا اپنی قابلیت و خصائل کے اعتبار سے اہل اور حق دار نہ تھا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہوتے ہی ایرانی صوبوں میں جگہ جگہ بغاوتیں ہوئیں مگر اسلامی فوجوں نے باغیوں کی ہر جگہ گوشمالی کی اور تمام بغاوت زدہ علاقوں میں پھر امن و امان اور اسلامی حکومت قائم کر دی ان بغاوتوں کے فرو کرنے میں ایک یہ بھی فائدہ ہوا کہ ہر باغی صوبہ کے سرحدی علاقوں کی طرف بھی توجہ کی گئی اور اس طرح بہت سے نئے علاقے بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے۔

مثلاً جنوبی ایران کی بغاوت فرو کرنے کے سلسلہ میں سیستان و کرمان کے صوبوں پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ شمالی و مشرقی ایران کی بغاوتوں ترکوں اور چینیوں کی چڑھائیوں کے انسداد کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرات کابل بلخ اور جیحون پار کے علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا رومیوں نے مصر و اسکندریہ پر چڑھائیاں کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں کو مسلمانوں نے شکست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے کر بھگایا اور جزیرہ قبرص اور روڈس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا افریقہ کے رومی گورنر نے فوجیں جمع کر کے مصر کی اسلامی فوج کو دھمکانا چاہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برقہ طرابلس تک کا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اسی طرح ایشیائے کوچک کی رومی فوجوں نے بھی ہاتھ پاؤں ہلانے چاہے مسلمانوں نے ان کو قرار واقعی سزا دے کر آرمینیا و طفلس تک کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔

غرض سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بہت کافی اور اہم فتوحات مسلمانوں کو حاصل ہوئیں اور حکومت اسلامیہ کی حدود پہلے سے بہت زیادہ وسیع ہو گئیں ایران و شام اور مصر کے ملکوں میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم کے موافق گورنروں نے سڑکیں بنوانے مدرسے قائم کرنے تجارت و حرفت اور زراعت کو فروغ دینے کی کوششیں کیں یعنی سلطنت اسلامیہ نے اپنی ظاہری ترقی کے ساتھ ہی معنوی ترقی بھی کی لیکن یہ تمام ترقیات زیادہ تر خلافت عثمانی کے نصف اول یعنی ابتدائی چھ سال میں ہوئیں نصف آخری یعنی چھ سال کے عرصہ میں اندرونی اور داخلی فسادات کی پیدائش اور نشو ونما ہوتی رہی اس سے پیشتر مسلمانوں کا مطمع نظر اور قبلہ توجہ اشاعت اسلام اور شرک شکنی کے سوا اور کچھ نہ تھا لیکن اب وہ توجہ آپس کی مسابقت اور برادر افگنی میں بھی صرف ہونے لگی بنوامیہ نے مدینہ منورہ میں اپنی تعداد اور اثر کو بڑھا لیا اور اطراف و جوانب کے صوبوں اور ملکوں میں بھی ان کا اثر روز افزوں ترقی کرنے لگا۔

یہ ضروری نہ تھا کہ بنوامیہ کے اس طرز عمل کو دیکھ کر دوسرے مسلمان قبائل موافقت یا مخالفت میں بے سوچے سمجھے حصہ لینے لگتے اور قومی جانب داری کی آگ میں کود پڑتے بلکہ بنو امیہ کی غلط کاریوں کو محسوس کرنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یعنی مہاجرین و انصار کی محترم جماعت اگر سہولت و معقولیت کے ساتھ لوگوں کو سمجھاتی اور اس فتنہ کو نشو ونما پانے سے پہلے دبا دینے کی کوشش کرتی تو اصحاب نبوی کا اتنا اثر امت محمدیہ میں ضرور موجود تھا کہ ان بزرگوں کی کوشش صدا بصحرا ثابت نہ ہوتی بنوامیہ نے اپنا اقتدار بڑھانے کی کوششیں شروع کیں اس کا احساس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کچھ عرصہ کے بعد ہوا اور جب احساس ہوا تو اسی وقت سے بھی علاج کی کوششیں شروع ہو کر کامیاب ہو سکتی تھیں لیکن بدقسمتی اور سوء اتفاق سے امت مسلمہ کو ایک سخت و شدید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتلاء میں مبتلا ہونا پڑا یعنی عین اسی زمانے میں چالاک و عقل مند اور صاحب عزم و ارادہ یہودی عبداللہ بن سبا اسلام کی تخریب و مخالفت کے لیے آمادہ و مستعد ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی منافقوں کے ہاتھوں سے مسلمانوں کو بارہا ابتلاء میں مبتلا ہونا پڑا اور اب عہدِ عثمانی میں بھی ایک منافق یہودی مسلمانوں کی ایذاء رسانی کا باعث ہوا یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ عبداللہ بن ابی زیادہ خطرناک منافق تھا یا عبداللہ بن سبا بڑا منافق تھا لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ عبداللہ بن ابی کو اپنے شرارت آمیز منصوبوں میں کامیابی کم حاصل ہوئی اور نامرادی و ناکامی بیشتر اس کے حصہ میں آئی لیکن عبداللہ بن سبا اگر خود کوئی ذاتی کامیابی حاصل نہ کر سکا تاہم مسلمانوں کی جمعیت کو وہ ضرور نقصان عظیم پہنچا سکا کیوں کہ اس نقصان عظیم کے موجبات پہلے سے مرتب و مہیا ہو رہے تھے۔

عبداللہ بن سبا کی مسلم کش کوششوں کا سب سے زبردست پہلو یہ تھا کہ اس نے بنو امیہ کی مخالفت میں یک لخت اور یکا یک تمام عرب قبائل کو برانگیختہ اور مشتعل کر دیا جس کے لیے اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت و محبت کو ذریعہ اور بہانہ بنایا۔

جن قبائل میں اس نے مخالفت بنو امیہ اور عداوت عثمان رضی اللہ عنہ پیدا کرنی چاہی یہ سب کے سب وہی لوگ تھے جو اپنی فتوحات پر مغرور اور اپنے کارناموں کے مقابلے میں قریش و اہل حجاز کو خاطر میں نہ لاتے تھے لیکن سابق الاسلام نہ تھے بلکہ نو مسلموں میں ان کا شمار تھا عبداللہ بن سبا نے بڑی آسانی سے بنو امیہ کے سوا باقی اہل مدینہ کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بدگوئی اور بنو امیہ کی عام شکایات پر آمادہ کر دیا۔

پھر وہ بصرہ کوفہ اور دمشق کے فوجی مرکزوں میں گھوما جہاں اس کو سوائے دمشق کے ہر جگہ مناسب آب و ہوا اور موافق سامان میسر ہوئے دمشق میں بھی اس کو کم کامیابی نہیں ہوئی کیوں کہ یہاں بھی اس نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ والے واقعہ سے خوب فائدہ اٹھایا آخر میں وہ مصر پہنچا اور تمام مرکزی مقاموں کے اندر جہاں وہ خود سامان فراہم کر آیا تھا مصر میں بیٹھے بیٹھے اپنی تحریک کو ترقی دی مصر کو اس نے اپنا مرکز اس لیے بنایا کہ یہاں کا گورنر عبداللہ بن سعد خود مختاری میں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے گورنروں سے بڑھا ہوا لیکن دقت نظر میں دوسروں سے کم اور رومیوں کے حملوں کی روک تھام کے خیال اور افریقہ وطرابلس کی حفاظت کی فکر میں اندرونی تحریکوں اور داخلی کاموں کی طرف زیادہ متوجہ نہیں ہوسکتا تھا یہیں اس کو دو تین صحابی ایسے مل گئے جو بڑی آسانی سے اس کے ارادوں کی اعانت میں شریک ومصروف ہو گئے۔

اس نے بصرہ میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی اور کوفہ میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی مقبولیت کو بڑھا ہوا دیکھا لیکن وہ جانتا تھا کہ تمام عالم اسلام میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبولیت ان دونوں حضرات سے بڑھ جائے گی لہٰذا اس نے بصرہ کوفہ اور دمشق کو بڑی آسانی سے چھوڑ دیا اور مصر میں بیٹھ کر اپنا کام اس طرح شروع کیا کہ بصرہ اور کوفہ والوں کی اس مخالفت کو ترقی دی جوان کو بنوامیہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیدا ہو چکی تھی لیکن مصر میں اس مخالفت کے پیدا کرنے اور اس کو ترقی دینے کے علاوہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کے مظلوم ہونے حقدار خلافت ہونے وصی ہونے کے خیالات کو شائع کیا اس اشاعت میں بھی بڑی احتیاط سے کام لیا اور سیدنا علی کے طرف داروں کی ایک زبردست جماعت بنا لینے میں کامیاب ہوا عبداللہ بن سبا کی ان کارروائیوں نے بہت ہی جلد عالم اسلامی میں ایک شورش پیدا کر دی۔

اس شورش کے پیدا ہو جانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وہ موقع جاتا رہا کہ وہ خود بنو امیہ کے راہ راست پر رکھنے کی کوشش میں کامیاب ہوتے عبداللہ بن سبا کی شرارتوں میں غالبًا سب سے پلید قسم کی شرارت یہ تھی کہ اس نے مدینہ منورہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے فرضی خطوط کوفہ و بصرہ والوں کے پاس بھجوائے اور اس طرح اپنے آپ کو بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ایجنٹ یقین کرانے اور لوگوں کو دھوکا دینے میں خوب کامیاب ہوا یہ اس کا ایسا فریب تھا کہ ایک طرف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے دوسری طرف آج تک لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ نعوذ باللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اشارے اور سازش سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے حالانکہ اس سے زیادہ غلط اور نادرست کوئی دوسری بات نہیں ہوسکتی وہ یعنی عبداللہ بن سبا نہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دوست تھا نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اسکو کوئی ہمدردی تھی وہ تو دونوں کا یکساں دشمن اور اسلام کی بربادی کا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہاں تھا اس لیے جہاں اس نے ایک طرف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرایا دوسری طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شریک سازش ثابت کر کے ان کی عزت وحرمت کو بھی سخت نقصان پہنچانا چاہا۔

خصائل وخصائص عثمانی رضی اللہ عنہ:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فطرت نہایت ہی سلیم و بردبار واقع ہوئی تھی عہد جاہلیت ہی میں شراب اپنے اوپر حرام کر لی تھی کبھی جاہلیت میں بھی زنا کے پاس تک نہیں پھٹکے نہ کبھی چوری کی عہد جاہلیت میں بھی لوگ ان کی سخاوت سے ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہتے تھے ہر سال حج کو جاتے منیٰ میں اپنا خیمہ نصب کراتے جب تک حجاج کو کھانا نہ کھلا لیتے لوٹ کر اپنے خیمے میں نہ آتے اور یہ وسیع دعوت صرف اپنی جیب خاص سے کرتے۔

جیش العسرۃ کا تمام سامان سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مہیا فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار فاقہ کی مصیبت آتی تھی اکثر موقعوں پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہی واقف ہو کر ضروری سامان بھجواتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار باران کے لیے دعا کی ہے کہ

((اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ.))

"اے اللہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا اے اللہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔"

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا شام سے صبح تک مانگتے رہے۔

ایک مرتبہ خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں سخت قحط پڑا لوگوں کو کھانا اور غلہ دستیاب نہ ہونے کی سخت تکلیف ہوئی ایک روز خبر مشہور ہوئی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے آئے ہیں مدینہ کے تاجر فوراً سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم کو ڈیڑھ گنا نفع سے غلہ دے دو یعنی جس قدر غلہ تم کو سو روپے میں پڑا ہے ہم سے اس کے ڈیڑھ سو روپے لے لو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم سب گواہ رہو کہ میں نے اپنا تمام غلہ فقراء ومساکین مدینہ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب سے ایمان لائے آخر وقت تک برابر ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے رہے کبھی اگر کسی جمعہ کو آزاد نہ کر سکے تو اگلے جمعہ کو دو غلام آزاد کیے ایام محاصرہ میں بھی جب کہ بلوائیوں نے آپ پر پانی تک بند کر رکھا تھا آپ نے غلاموں کو برابر آزاد کیا آپ خود نہایت سادہ کھانا کھاتے اور سادہ لباس پہنتے لیکن مہمانوں کو ہمیشہ لذیذ اور قیمتی کھانا کھلاتے تھے عہد خلافت میں آپ نے کبھی دوسرے لوگوں پر فضیلت و برتری تلاش نہیں کی سب کے ساتھ بیٹھتے سب کی عزت کرتے اور کسی سے اپنی تکریم کے خواہاں نہ ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تیرے اوپر زیادتی کی تھی تو مجھ سے اس کا بدلہ لے لے غلام نے آپ کے کہنے سے آپ کے کان پکڑے آپ نے اس سے کہا کہ بھائی خوب زور سے پکڑو کیوں کہ دنیا کا قصاص آخرت کے بدلے سے بہر حال آسان ہے۔

قرآن کریم کی اشاعت اور قرآن کریم کی ایک قرأت پہ سب کو جمع کرنا اوپر مذکور ہو چکا ہے مسجد نبوی کی توسیع کا حال بھی اوپر آ چکا ہے۔

آپ نے روزینوں کی تقسیم اور وظائف کے دینے کے لیے ایام و اوقات مقرر کر رکھے تھے ہر ایک کام وقت پر اور باقاعدہ کرنے کی آپ کو عادت تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر جاتا تھا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگوں کی کثرت ہوئی تو آپ نے حکم دیا کہ خطبہ کی اذان سے پہلے بھی ایک اذان ہوا کرے چنانچہ اس وقت سے لے کر آج تک جمعہ کے دن یہ اذان دی جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ کا نام چوتھے نمبر پر آیا ہے۔

1۔ آپ کے ابتدائی حالات:

آپ کا نام علی اور کنیت ابو الحسن تھی۔ والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ والدین کی طرف سے آپ ہاشمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ ابھی دس سال کی عمر تھی کہ اسلام قبول کر لیا۔ آپ نبی کریم ﷺ کی تربیت اور کفالت میں رہے۔

جب نبی ﷺ نے مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی تو اس خیال سے کہ مشرکین کو شبہ نہ ہو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ بستر پر سونے کا حکم دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینے کی طرف سفر کے لیے روانہ ہوئے۔ اس موقع پر نبی ﷺ کے بستر پر سونا اپنی موت کو دعوت دینا تھا لیکن شیر خدا نے اس حکم کی خوشی تعمیل کی۔ تین دن تک مکے میں رہ کر امانتیں امانت داروں کو پہنچائیں اور پھر اکیلے مدینے کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بدر کی جنگ میں قریش کا مشہور سردار آپ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ غزوۂ احد میں بھی بہادری کے جوہر دکھائے اور غزوۂ خندق کے موقع پر عرب کے مشہور مشرک پہلوان عمرو بن عبدود کو قتل کیا۔ آپ نے خیبر کے موقع پر قلعہ قموص کا بھاری دروازہ اکھاڑ پھینکا اور وہاں کے یہودی سردار مرحب کا خاتمہ کر کے قلعہ فتح کیا۔ اس بنا پر آپ کو خیبر شکن بھی کہا جاتا ہے۔ آپ بیعت رضوان میں بھی شامل تھے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوئی تھی۔ فتح مکہ میں اور غزوۂ حنین میں بھی شرکت کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن آخری غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہو سکے کیونکہ اس موقع پر نبی ﷺ نے آپ کو مدینے میں اپنا قائم مقام اور نائب مقرر کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس غزوے میں شرکت نہ کر سکنے پر غمگین ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

''تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں ہے'' [صحیح مسلم، کتاب الفضائل حدیث: 6217]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مدینے میں ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ تنگ دست تھے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے الگ گھر کا بندوبست کیا۔ مہر کے لیے بھی مال نہ تھا۔ صرف ایک زرہ تھی اور ایک گھوڑا تھا۔ زرہ 480 درہم میں بیچی گئی۔ اسی سے مہر بھی ادا کیا گیا اور نبی ﷺ نے گھر کی ضروریات کے لیے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک چادر، ایک مشکیزہ، ایک چکی، دو گھڑے اور چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی عنایت کیا۔ خود حضور ﷺ نے نکاح پڑھا اور خیر و برکت کی دعا دے کر اپنی بیٹی کو رخصت کیا۔

رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بہت پسند تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا:

((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ يُفْتَحُ عَلَيْهِ، فَنَحْنُ نَرْجُوْهَا. فَقِيْلَ: هٰذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ فُتِحَ عَلَيْهِ))

[صحيح بخاري، كتاب المغازي، حديث: 4209]

''کل میں ایسے شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ (دونوں) محبت کرتے ہیں (راوی کہتا ہے) ہمیں اس (کے ملنے) کی توقع تھی۔ پھر کہا گیا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر نبی ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا کیا اور انہی کے ہاتھوں میں فتح حاصل ہوگئی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی تفصیلی حدیث موجود ہے کہ نبی ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا:

''کل میں ایسے شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا کرے گا۔ وہ آدمی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوگا' اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہوں گے''

راوی کہتے ہیں کہ ''وہ رات لوگوں نے بڑی بے چینی سے گزاری کہ دیکھیں کل صبح کس کو جھنڈا عطا ہوتا ہے۔ پھر صبح ہوئی تو لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں لوگ حاضر ہوئے۔ ہر ایک کو امید تھی کہ یہ جھنڈا اسے ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس بھیجو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگا کر ان کے لیے دعا فرمائی تو ان کی آنکھیں تندرست ہوگئیں گویا کہ ان کو ان میں کبھی کوئی تکلیف نہ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے اُن کو جھنڈا عطا فرمایا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! کیا میں ان سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ اسلام قبول نہ کرلیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی کچھ دیر ان کے میدان میں جا کر اترو۔ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کا ان پر کیا حق ہے؟ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے سے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے''

آپ ساری عمر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہر خوشی اور غمی میں شریک رہے۔

حضور ﷺ کی وفات کے بعد تینوں خلفائے راشدین' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آپ ان کے مشیر رہے اور ان تینوں سے آپ کی رشتہ داری بھی تھی۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا خلیفہ مقرر کر لیا۔ آپ کا 35ھ زمانہ خلافت سے 40ھ تک کا ہے۔

2۔ دورِ خلافت:

بد قسمتی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت افراتفری کا دور رہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تین دن تک کوئی جانشین منتخب نہ ہو سکا۔ مدینے میں باغیوں اور بلوائیوں نے اُدھم مچا رکھا تھا۔ وہ خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر چکے تھے۔ نئے خلیفہ کا تقرر نہایت ضروری تھا تاکہ امن وامان اور نظم ونسق بحال کیا جا سکے۔

چنانچہ انصار اور مہاجرین نے مل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ منصب خلافت سنبھال لیں۔ آپ نے کئی بار انکار کیا۔ آخر لوگوں کے اصرار پر مان لیا۔

خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے ہی آپ کے سامنے سب سے اہم مسئلہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ یعنی قصاص کا تھا۔ مشکل یہ تھی کہ جن باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا انہوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ اسلامی فوج مدینے سے باہر سرحدوں پر تھی اور مدینے میں باغیوں اور بلوائیوں کا راج تھا۔ ان حالات میں باغیوں سے قصاص لینا عملی طور پر ناممکن تھا۔

ادھر شام کے گورنر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا دعویٰ کر دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یا تو باغیوں سے قصاص لیں یا پھر جنگ کے لیے تیار ہو جائیں حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی گورنری سے معزولی کا حکم جاری کر دیا تھا جسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی نہ کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ان حالات میں باغیوں سے قصاص لینا ممکن نہ تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ موقف اختیار کر لیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً قصاص لیں ورنہ ان کو بھی باغیوں کا ساتھی سمجھا جائے گا۔ قصاص میں تاخیر ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے ایک بڑا لشکر لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کے لیے روانہ ہو گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدقسمتی سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی غلط فہمی کا شکار ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہوگئیں۔ آخر فریقین کے درمیان جنگ جمل ہوئی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو شکست ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی گرفتار ہوئیں جن کو عزت و احترام سے واپس مدینے میں رخصت کر دیا گیا۔

جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ایک اور جنگ برپا ہوئی جسے جنگ صفین کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں جنگ جمل سے بھی زیادہ فریقین کا جانی نقصان ہوا۔ پھر صلح کے لیے طرفین کے دو ثالث مقرر ہوئے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ثالث حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثالث حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دھوکا دیا اور یہ فیصلہ بھی ناکام ہوا۔ اسلامی خلافت دو حصوں میں بٹ گئی۔

مشرقی علاقے عراق' بصرہ اور حجاز کا علاقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شامل تھا اور شام اور مصر کے علاقوں پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت قائم ہوگئی۔

اس صورتِ حال نے اسلامی وحدت کو کمزور کر دیا۔ مرکزیت ختم ہوگئی۔ اسلامی فتوحات کا سلسلہ رک گیا۔ مسلمانوں کو داخلی انتشار کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دوسرا اہم مسئلہ خوارج کی بغاوت تھی۔ خوارج جنگ صفین کے بعد کی پیداوار تھے۔ وہ انارکی اور انتشار پسند تھے۔ انہوں نے بغاوت کر دی اور نہروان کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے شکست کھائی۔ لیکن یہ فتنہ پرور گروہ باز نہ آیا اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو بیک وقت شہید کرنے کی سازش کی۔ پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں کامیاب ہوگئے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بچ رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں فجر کی نماز ادا کر رہے تھے اور ابن ملجم خارجی نے آپ پر زہر آلود خنجر سے حملہ کیا اور کئی وار کیے جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوگئے اور تیسرے دن 20 رمضان المبارک 40ھ کو جام شہادت نوش فرما گئے۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کو کوفہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کی خلافت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدت 4 سال 9 ماہ تھی۔

3۔آپ کے فضائل:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اعلیٰ اوصاف کمالات کا مرقع تھے۔آپ کی پرورش اور تربیت خود نبی ﷺ نے فرمائی تھی۔آپ صاحب علم و فضل مجتہد صحابی تھے۔رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔بہت بہادر اور شجاع تھے۔سادگی پسند تھے۔امانت اور دیانت والے تھے۔عمدہ خطیب اور شاعر تھے۔بہترین قاضی تھے۔نرم مزاج اور رحم دل تھے۔درویش طبع لیکن فیاض تھے اور عابد و زاہد تھے۔صلح نامہ حدیبیہ آپ نے تحریر کیا تھا۔یمن کے والی بھی رہے۔نبی ﷺ کی رحلت پر آپ نے غسل اور تجہیز کا انتظام کیا تھا۔

امیر المومنین بننے کے بعد بہت سی اصلاحات کیں۔ذمیوں سے اچھا سلوک کیا۔عدل و انصاف قائم کیا اور دین کی اشاعت کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے حوالے سے چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

1۔ ((لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ، وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ))

[ترمذی' ابواب المناقب' حدیث ترجمة الباب]

''علی رضی اللہ عنہ سے منافق محبت نہیں کرتا اور مومن نفرت نہیں رکھتا۔''

2۔ ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ))

[ترمذی' ابواب المناقب' حدیث : 3713]

''جس کا میں مولا اس کا علی رضی اللہ عنہ مولا ہے۔''

3۔ ((اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ))

[ترمذی' ابواب المناقب' حدیث : 3720]

''(نبی ﷺ نے فرمایا) تم (علی رضی اللہ عنہ) دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔ ((اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی، اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ))

[صحیح مسلم، کتاب فضائل صحابہ، حدیث 6217]

"(نبی ﷺ نے فرمایا) (اے علی رضی اللہ عنہ) تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی لیکن بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"

5۔ ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں لیٹے ہوئے تھے۔ جب نبی ﷺ نے ان کو دیکھا تو پیار سے فرمایا:

((قُمْ یَا اَبَا التُّرَابِ! قُمْ یَا اَبَا التُّرَابِ))

"اے ابوتراب رضی اللہ عنہ اٹھیے۔ اے ابوتراب رضی اللہ عنہ اٹھیے"

اس طرح نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب رضی اللہ عنہ (مٹی کا باپ) کا لقب دیا۔

(ب) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالاتِ زندگی

نام ونسب:

علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ابوالحسن اور ابوتراب کی کنیت سے مخاطب فرمایا آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا آپ پہلی ہاشمیہ تھیں کہ خاندان بنو ہاشم میں منسوب ہوئیں اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے چچازاد بھائی تھے اور داماد بھی یعنی وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کے شوہر تھے آپ میانہ قد مائل بہ پستی تھے دوہرا بدن سر کے بال کسی قدر اڑے ہوئے باقی تمام جسم پر بال لمبی اور گھنی داڑھی گندم گوں تھے۔

آپ کی خصوصیات:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا آپ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ابتدائی عمر سے کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تو آپ رضی اللہ عنہ کو مکہ میں اس لیے چھوڑ گئے کہ تمام امانتیں لوگوں کو پہنچا دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی تعمیل کرنے کے بعد آپ بھی ہجرت کر کے مدینہ میں پہنچ گئے سوائے ایک جنگ تبوک کے اور تمام لڑائیوں میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے جنگ تبوک جاتے وقت آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کا عامل یعنی قائم مقام بنا گئے تھے جنگ احد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر سولہ زخم آئے تھے جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا تھا اور پہلے سے فرما دیا تھا کہ خیبر آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ آپ کو اپنا نام ابوتراب بہت پسند تھا جب کوئی شخص اس نام سے آپ کو پکارتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک روز آپ گھر سے نکل کر مسجد میں آئے اور وہیں پڑ کر سو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اٹھایا تو ان کے جسم سے مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ ابوتراب اٹھو۔

خلافت علوی کے اہم واقعات

بیعت خلافت:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ایک ہفتہ بعد ۲۵ ذی الحجہ ۳۵ھ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مدینہ منورہ میں بیعت عام ہوئی شہادت عثمانی رضی اللہ عنہ کے بعد مدینہ منورہ میں قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ ہی کا زور تھا انہوں نے اول اہل مدینہ کو ڈرا دھمکا کر انتخاب خلیفہ کے کام پر آمادہ کیا بلوائیوں میں زیادہ تعداد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جانب مائل تھی اہل مدینہ کی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق کثرت آراء تھی لوگ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کے لیے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ تو مجھ کو خلیفہ انتخاب کرتے ہو لیکن تم لوگوں کے انتخاب کرنے سے کیا ہوتا ہے جب تک کہ اصحاب بدر رضی اللہ عنہم مجھ کو خلیفہ تسلیم نہ کریں یہ سن کر لوگ اصحاب بدر رضی اللہ عنہم کی طرف گئے اور جہاں تک ممکن ہوا ان کو جمع کر کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لائے اور اکثر نے بیعت کر لی۔

عمال کا عزل ونصب:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ پر سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو کوفہ پر سیدنا عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ کو، یمن پر سیدنا عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو مصر پر سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو اور شام پر سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو عامل و والی مقرر کر کے روانہ کیا۔

مکہ میں سیدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی تیاریاں:

سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بعد ادائے حج مدینہ کو واپس آ رہی تھیں کہ راستے میں مقام سرف میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال سن کر مکہ کو واپس لوٹ گئیں اس خبر کے ساتھ ہی آپ کو یہ خبر بھی معلوم ہوگئی تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر لوگوں نے مدینہ میں بیعت کر لی ہے جب آپ مکہ میں واپس تشریف لے آئیں تو آپ کی اس طرح واپسی کا حال سن کر لوگ آپ کی سواری کے اردگرد جمع ہو گئے آپ نے اس مجمع کے روبرو فرمایا کہ "واللہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے میں ان کے خون کا بدلہ لوں گی۔"

ام المومنین رضی اللہ عنہا کی مکہ سے بصرہ کی جانب روانگی:

سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور سیدنا یعلیٰ بن منبہ رضی اللہ عنہ بصرہ اور یمن سے کافی روپیہ اور سامان لے کر مکہ میں پہنچے تھے، لہٰذا ان ہی دونوں نے لشکر ام المومنین رضی اللہ عنہا کی سامان سفر کی تیاری و فراہمی میں حصہ لیا، ان دونوں نے روانگی سے پہلے تمام مکہ میں منادی کرا دی تھی کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ کی طرف جا رہے ہیں، جو شخص اسلام کا ہمدرد اور خون سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینا چاہتا ہو وہ آئے اور شریک لشکر ہو جائے، اس کو سواری دی جائے گی۔ غرض اس طرح مکہ معظمہ سے ڈیڑھ ہزار آدمیوں کا لشکر روانہ ہوا، عین روانگی کے وقت سیدنا مروان بن الحکم اور سیدنا سعید بن العاص بھی مکہ میں پہنچے اور شریک لشکر ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صف آرائی:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے لشکر کو لیے ہوئے مقام مرو تک آ پہنچیں تو سیدنا عثمان بن حنیف اپنا لشکر لیے ہوئے بصرہ سے نکلا اور صف آراء ہوا ام المومنین رضی اللہ عنہ کے لشکر کا میمنہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا اور میسرہ کے سردار سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ تھے جب دونوں لشکر آمنے سامنے ایک دوسرے کے قریب آ گئے تو اول میمنہ کی جانب صف لشکر سے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نکلے اور انہوں نے حمد وصلوۃ کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلتیں بیان کیں اور ان کے خون کا بدلہ لینے کی لوگوں کو ترغیب دی اس کے بعد میسرہ کی جانب سے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نکلے اور انہوں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی تقریر کی تصدیق کی پھر اس کے بعد سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے نصائح فرمائے۔

سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی تقریر سن کر عثمان بن حنیف کے لشکریوں کے اسی وقت دو گروہ ہو گئے ایک تو عثمان بن حنیف کے ساتھ مقاومت اور مقابلہ پر آمادہ تھا اور دوسرے وہ جو سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو اچھا نہیں جانتے تھے سیدنا ام المومنین رضی اللہ عنہا اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے لشکریوں میں خود ہی پھوٹ پڑ گئی ہے تو میدان سے واپس چلے آئے اور پیچھے ہٹ کر اپنے خیموں میں مقیم ہو گئے لیکن عثمان بن حنیف اپنے ساتھیوں کو لیے ہوئے برابر مقابلہ پر کھڑا رہا اور اس نے جاریہ بن قدامہ کو سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا جس نے آ کر عرض کیا کہ اے ام المومنین رضی اللہ عنہا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا زیادہ پسندیدہ تھا بمقابلہ اس کے کہ تم اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر نکلیں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے پردہ مقرر کیا تھا تم نے پردہ کی ہتک کی، اگر تم اپنے ارادے سے آئی ہو تو مدینہ منورہ کی طرف واپس چلی جاؤ اور اگر بجبر واکراہ آئی ہو تو خدائے تعالیٰ سے مدد چاہو اور لوگوں سے واپس چلنے کو کہو۔

یہ تقریر ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حکیم بن جبلہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کے لشکر پر حملہ کر دیا ادھر سے بھی مدافعت کی گئی مگر شام ہونے کے سبب لڑائی ختم ہو گئی اگلے دن علی الصبح حکیم بن جبلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے صف آرائی کی اور طرفین سے لڑائی شروع ہوئی حکیم بن جبلہ مارا گیا اور خلاصہ یہ کہ عثمان بن حنیف کو انجام کار شکست ہوئی بصرہ پر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ وسیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا قبضہ ہو گیا عثمان بن حنیف گرفتار ہو کر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے تو سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اطلاع دی گئی انہوں نے چھوڑ دینے کا حکم دیا وہ وہاں سے چھوٹ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے اب سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کا بصرہ پر قبضہ ہو گیا لیکن یہ قبضہ بھی ویسا ہی تھا جیسا کہ عثمان بن حنیف کا قبضہ تھا یعنی موافق ومخالف دونوں قسم کے لوگ بصرہ میں موجود تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ سے روانگی:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اہل مکہ مخالفت پر آمادہ ہیں تو آپ نے ملک شام کی طرف روانگی کا قصد ملتوی فرمایا اس کے بعد ہی خبر پہنچی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ مع لشکر مکہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے تو آپ کو بہت صدمہ ہوا آپ نے تمام اہل مدینہ سے مدد طلب کی، خطبہ پڑھا اور لوگوں کو لڑائی کے لیے آمادہ کیا۔

اہل مدینہ کو یہ بہت ہی شاق گذرتا تھا کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں لڑنے کو نکلیں لیکن جب سیدنا ابوالہیثم بدری رضی اللہ عنہ، سیدنا زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ، خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے آمادگی ظاہر کی تو اور لوگ بھی آمادہ ہو گئے، آخر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ مدینہ سے نکل کر بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو کوفیوں اور مصریوں کے گروہوں نے بھی آپ کی معیت اختیار کی۔

جنگ جمل:

صبح اٹھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوچ کا حکم دیا بلوائیوں کا لشکر جو مدینہ سے آپ کے ساتھ تھا شریک لشکر رہا، ان کا ایک حصہ الگ ہو کر لشکر کے قریب قریب رہا اور ایک حصہ لشکر میں ملا جا رہا راستے میں بکر بن وائل اور عبدالقیس قبائل بھی لشکر علی رضی اللہ عنہ میں شریک ہو گئے، بصرہ کے قریب پہنچ کر مقام قصر عبیداللہ کے میدان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ خیمہ زن ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر سے سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی بمعہ لشکر آ کر اسی میدان میں فروکش ہوئے تین روز تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل خاموش پڑے رہے اس عرصہ میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے بعض ہمرائیوں نے کہا کہ ہم کو لڑائی شروع کر دینی چاہیے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی معرفت مصالحت کی گفتگو ہو رہی ہے۔

غرض جنگ و پیکار کے خیالات اور ارادے طرفین کے سرداروں نے بتدریج اپنے دلوں سے نکال ڈالے اور نتیجہ یہ ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ وطلحہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور صلح کی تمام شرائط تیسرے دن شام کے وقت طے اور مکمل ہو گئیں اور بات یہ قرار پائی کہ کل صبح صلح نامہ لکھا جائے اور اس پر فریقین کے دستخط ہو جائیں۔

دونوں لشکروں کو ایک دوسرے کے سامنے پڑے ہوئے تین دن ہو چکے تھے، اس تین دن کے عرصہ میں عبداللہ بن سبا کی جماعت اور بلوائیوں کے گروہ کو جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے متصل پڑے ہوئے تھے کوئی موقعہ اپنی شرارت آمیز ارادوں کے پورا کرنے کا نہ ملا اب جب کہ ان کو یہ معلوم ہوا کہ صبح کو صلح نامہ لکھا جائے گا تو بہت فکر مند ہوئے اور رات بھر مشورے کرتے رہے آخر سپیدہ سحر کے نمودار ہونے کے قریب انہوں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کے لشکر یعنی اہل جمل پر حملہ کر دیا جس حصہ فوج پر یہ حملہ ہوا اس نے بھی مدافعت میں ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا جب ایک طرف سے لڑائی شروع ہو گئی تو فوراً ہر طرف طرفین کی فوجیں لڑائی پر مستعد ہو کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئیں۔

لڑائی کا یہ شور سن کر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اپنے خیموں سے نکلے اور شور و غل کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے اچانک حملہ کر دیا، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے افسوس علی رضی اللہ عنہ بغیر کشت وخون کے باز نہ آئیں گے۔

ادھر شور و غل کی آواز سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ سے نکلے اور شور و غل کی وجہ پوچھی تو وہاں پہلے ہی سے عبداللہ بن سبا نے اپنے چند آدمیوں کو لگا رکھا تھا انہوں نے فوراً جواب دیا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ نے ہمارے لشکر پر اچانک بے خبری میں حملہ کر دیا ہے اور مجبوراً ہمارے آدمی بھی مدافعانہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ افسوس طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ بغیر خوں ریزی کئے باز نہ آئیں گے یہ فرما کر اپنے فوج کے حصوں کو احکام بھیجنے اور دشمن کا مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگے۔

غرض بڑے زور وشور سے لڑائی شروع ہو گئی فریقین کے سپہ سالاروں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو مجرم سمجھا اور حقیقت اصلیہ سے دونوں بے خبر وناواقف رہے تاہم فریقین کے لشکر میں لڑائی شروع ہونے کے بعد ایک ہی قسم کی منادی ہوئی کہ "اس معرکہ میں کوئی شخص بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے کسی زخمی پر حملہ نہ کرے نہ کسی کا مال واسباب چھینے یہ منادی طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی ہوئی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی جو دلیل اس امر کی ہے کہ دلوں میں ایک دوسرے کی عداوت ودشمنی موجود نہ تھی بلکہ دونوں فریق اس لڑائی کو بہت ہی گراں اور ناگوار محسوس کر رہے تھے اور مجبوراً میدان میں موجود تھے۔ عبداللہ بن سبا اور مصر کے بلوائیوں کی جماعت نے اب خوب آزادانہ میدان جنگ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھانے شروع کر دیئے۔

اس جنگ کا نام جنگ جمل اس لیے مشہور ہوا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جس جمل یعنی اونٹ پر سوار تھیں وہی جمل لڑائی کا مرکز بن گیا تھا اس لڑائی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے لڑنے والوں کی تعداد 30 ہزار تھی جس میں سے نو ہزار آدمی میدان جنگ میں کام آئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج کی تعداد میدان جنگ میں بیس ہزار تھی جس میں سے ایک ہزار ستر آدمی کام آئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تمام مقتولین کے جنازہ کی نماز پڑھی سب کو دفن کرایا لشکر گاہ اور میدان جنگ میں جو مال واسباب تھا اس کے متعلق منادی کرا دی کہ جو شخص اپنے مال واسباب کی شناخت کرے وہ لے جائے جب شام ہو گئی تو سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان کے بھائی نے بصرہ میں لے جا کر عبداللہ بن خلف خزاعی رضی اللہ عنہ کے مکان میں سیدنا صفیہ بن الحارث بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوفہ کا دارالخلافہ بننا:

جنگ جمل سے فارغ ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے سب سے بڑا کام ملک شام کو قابو میں لانا اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت لینا تھا اس کام کے لیے انہوں نے کوفہ کو اپنا قیام گاہ بنانا مناسب سمجھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سب سے بڑی طاقت کوفیوں کی تھی اس لیے بھی کوفہ کو دارالخلافہ بنانا مناسب تھا۔

اس کام کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ملک شام پر چڑھائی کی تیاری کی۔ ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنا لشکر لے کر آ گئے۔ دونوں لشکروں کا صفین کے مقام پر آمنا سامنا ہوا۔ پہلے صلح کی کوشش کی گئیں۔

جنگ صفین کا پہلا حصہ:

جب صلح کی کوشش ناکام رہی تو مجبوراً لڑائی شروع ہوئی مگر چونکہ دونوں طرف مسلمان اور ایک دوسرے کے عزیز دوست تھے لہٰذا دونوں میں جدال و قتال کا ویسا جوش نہ تھا جیسا کفار کے مقابلہ میں ہوا کرتا تھا عام طور پر لوگ یہی چاہتے تھے کہ یہ لڑائی ٹل جائے اور مصالحت ہو جائے۔ لڑائی کی صورت یہ تھی کہ ایک ایک آدمی طرفین سے میدان میں نکلتا اور ایک دوسرے سے لڑتا باقی لشکر دونوں طرف سے اس لڑائی کا تماشا دیکھتا چند روز تک تو روزانہ اس جنگ مبارزہ ہی کا سلسلہ جاری رہا پھر لڑائی نے کسی قدر ترقی اور اشتعال کی صورت اختیار کی تو صرف یہیں تک محدود رہی کہ طرفین سے ایک ایک سردار اپنی اپنی محدود جماعت لے کر نکلتا اور اس طرح ایک جماعت کی دوسری جماعت سے معرکہ آرائی ہوتی رہی باقی لشکر اپنی جگہ خاموش اور تماشائی رہتا یہ سلسلہ ایک مہینہ تک جاری رہا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک مہینے تک دونوں لشکر نے آئندہ بڑی خوں ریز جنگ کے لیے آپس میں جنگی مشق کو جاری رکھا۔ اس ایک مہینے کی معرکہ آرائیوں کو جنگ صفین کا پہلا حصہ سمجھنا چاہیے۔

جنگ صفین کے آخری دو دن:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے ایک ہفتہ کی سخت زور آزمائیوں کے بعد 8 صفر 37ھ کو جمعرات کے روز دونوں لشکر آخری اور فیصلہ کن معرکہ آرائی کے لیے تیار ہو گئے چہار شنبہ و پنجشنبہ کی درمیانی شب دونوں نے فیصلہ کن جنگ کی تیاریوں میں بسر کی جمعرات کے دن نماز فجر کے وقت بعد از نماز فجر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے لشکر کو لے کر شامیوں پر حملہ کیا اس حملہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ قلب لشکر میں تھے جہاں کوفہ و بصرہ کے شرفاء اور اہل مدینہ جن میں اکثر انصار اور کمتر بنوخزاعہ و بنو کنانہ شامل تھے میمنہ کی سرداری سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی رضی اللہ عنہ کو سپرد کی تھی اور میسرہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تھا ہر ایک قبیلہ کے لیے جگہ اور مقام مقرر کر دیا گیا تھا ہر ایک قبیلہ کا الگ الگ جھنڈا اور الگ الگ افسر تھا سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آج رجز خوانوں اور قاریوں کا انتظام سپرد تھا، سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ بھی رجز خوانوں کی افسری پر مامور تھے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خیمہ میں بیٹھ کر لوگوں سے موت پر بیعت لی تھی ان کے لشکر میں سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ میسرہ کے اور سیدنا عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میمنہ کے افسر تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا میمنہ اول آگے بڑھا اور سیدنا عبداللہ بن بدیل خزاعی رضی اللہ عنہ نے اپنی ماتحت فوج یعنی میمنہ کو لے کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے میسرہ یعنی حبیب بن مسلمہ پر حملہ کیا یہ حملہ اگرچہ نہایت سخت اور نقصان رساں تھا لیکن اس کا نتیجہ لشکر شام کے لیے اچھا نکلا حبیب بن مسلمہ کی رکابی فوج کو عبداللہ بن بدیل دباتے اور پیچھے ہٹاتے ہوئے اس مقام تک لے گئے جہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر موت کے لیے بیعت کی گئی تھی اپنے میمنہ کی اس نازک حالت کو دیکھ کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جو ان کے گرد تھے حملہ کا حکم دیا ان لوگوں کا حملہ ایسا زبردست تھا کہ عبداللہ بن بدیل صرف ڈھائی سو آدمیوں کے ساتھ رہ گئے، باقی تمام عراقی پسپا اور فرار ہو کر اس مقام تک پہنچ گئے جہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے تھے اپنے میمنہ کی ایسی ابتر حالت دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف کو اہل مدینہ کا افسر بنا کر عبداللہ بن بدیل کی حفاظت و اعانت کے لیے روانہ کیا لیکن شامیوں سیدنا سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدیل تک نہ پہنچنے دیا اور تھوڑی دیر کے بعد سیدنا عبداللہ بن بدیل شامی لشکر کے ہاتھ سے معہ اپنے ہمرائیوں کے کام آ گئے۔

ادھر میمنہ کی یہ شکست سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف متوجہ کیے ہوئے تھی کہ ادھر ان کے میسرہ کو بھی شامیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی میسرہ میں صرف ایک قبیلہ ربیعہ پامردی و استقلال کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہا، باقی دستے فرار ہونے پر مجبور ہو گئے اپنے میسرہ کو فرار ہوتے ہوئے دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے تینوں بیٹوں حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ کو اس طرف روانہ کیا کہ قبیلہ ربیعہ کے بھی کہیں پاؤں نہ اکھڑ جائیں اور اشتر کو حکم دیا کہ میمنہ کے فراریوں سے جا کر یہ کہو کہ تم اس موت سے کہاں بھاگے جاتے ہو جس کو تم حیات کے ذریعہ مجبور نہ کر سکو گے، اشتر نے گھوڑا دوڑا کر میمنہ کے بھاگے ہوئے لوگوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام سنایا اور بلند آواز سے غیرت دلانے والے فقرے کہہ کر ان کو روکا اور اپنے ہمراہ لے کر لشکر شام کے مقابلہ پر مستعد کیا ادھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ میسرہ کی حالت سنبھالنے کے لیے خود متوجہ ہوئے قبیلہ ربیعہ نے جب دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود ہم میں شامل ہو کر تلوار چلا رہے ہیں تو ان کی ہمتوں میں اور بھی اضافہ ہوا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بذات خود لڑتا ہوا دیکھ کر ابوسفیان کا غلام احمران کی طرف جھپٹا، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے غلام کیسان نامی نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا، دونوں میں تلوار چلنے لگی بالآخر احمران کے ہاتھ سے کیسان مقتول ہوا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کو مقتول دیکھ کر احمران پر حملہ کیا اور جوش غضب میں اس کو اٹھا کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ اس کے دونوں ہاتھ بے کار ہو گئے لشکر شام نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مصروف جنگ دیکھ کر ان پر حملہ کیا مگر اہل ربیعہ نے ان کے حملے کو روک لیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک انہیں نہ پہنچنے دیا۔

اشتر نے بھی ادھر میمنہ کی حالت کو سنبھال لیا اور لڑائی کا عنوان جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے بہت خطرناک ہو چکا تھا کسی قدر درست ہوا اور طرفین نے میدان میں جم کر تلواریں چلانی شروع کیں عصر کے وقت تک برابر تلوار چلتی رہی عصر کے قریب مالک اشتر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میسرہ کو دبا کر پیچھے ہٹایا لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رکابی فوج نے جو مرنے پر بیعت کر چکی تھی اپنے میسرہ کو سہارا دیا، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ کو دھکیل کر دور تک پیچھے ہٹا دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا عبداللہ بن حصین جو سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ہمرائیوں میں سے تھے رجز پڑھتے ہوئے آگے نکلے، مخالف سمت سے عقبہ بن حدیبہ نمیری نے بڑھ کر مقابلہ کیا عقبہ کے مارے جانے پر شامیوں کی طرف سے سخت حملہ ہوا اور اہل عراق کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا لیکن وہ اپنی جگہ پر قائم رہے۔

سیدنا علی کرم رضی اللہ عنہ میسرہ کی طرف سے میمنہ والوں کی ہمت بندھانے اور ان کو لڑائی کی ترغیب دینے کے لیے تشریف لائے یہاں خوب جم کر نہایت زور شور سے تلوار چل رہی تھی ادھر ذوالکلاح حمیری اور سیدنا عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے میسرہ پر اس شدت سے حملہ کیا کہ قبیلہ ربیعہ کا حکم بھی اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکا اور کشتوں کے پشتے لگ گئے میسرہ کی اس تباہ حالت کو دیکھ کر عبدالقیس نے آگے بڑھ کر ربیعہ کو سنبھالا اور اہل شام کی پیش قدمی کو روکا اس بروقت امداد سے میسرہ کی حالت پھر سنبھل گئی، اور اتفاق کی بات کہ ذوالکلاح حمیری اور عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دونوں لڑائی میں کام آئے۔

غرض صبح سے شام تک میمنہ و میسرہ سے بڑے زور و شور سے تلوار چلتی رہی مگر دونوں فوجوں کے قلب ابھی تک ہنگامہ کارزار کے شور و غل سے خالی اور خاموش تھے آخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہو اور اس کو مال و اولاد کی طرف واپس جانے کی خواہش نہ ہو وہ میرے ساتھ آ جائے وہ یہ کہتے ہوئے چلے اور ان کے ساتھ بہت سے لوگ مارنے اور مرنے پر مستعد ہو کر شامل ہو گئے آخر وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علمبردار عتبہ کے پاس پہنچے وہ بھی علم لیے ہوئے ان کے ساتھ ہو لیے، سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنے فدائی گروہ کو لیے ہوئے لشکر شام کے قلب پر حملہ آور ہوئے، اب دن ختم ہو کر رات شروع ہو گئی تھی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا یہ حملہ نہایت سخت تھا جس کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے روکا خوب تلوار چلی اور آخرکار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ اسی لڑائی میں کام آئے۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کی خبر جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو سخت صدمہ ہوا اور اس کے بعد لشکرِ اہل شام کا بھی ہر حصہ مصروف جنگ ہو گیا تلواروں کی جھنکار اور نیزوں کی طعن وضرب، نیز رجز خوانوں کی آوازوں اور لڑانے والوں کی تکبیروں سے تمام عرصہ شب معمور رہا یہ رات جمعہ کی رات تھی لیلۃ الہریر کے نام سے مشہور ہے اسی شب میں سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کبھی میمنہ میں ہوتے تھے، کبھی میسرہ میں نظر آتے اور کبھی لشکر میں شمشیر زنی کرتے ہوئے دیکھے جاتے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ میسرہ کو سنبھالے ہوئے تھے اور اشتر نے میمنہ کو سنبھال رکھا تھا، اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور دوسرے سرداروں نے لشکر شام کو مصروف جنگ رکھا، ساری رات اسی جنگ و پیکار میں بسر ہو گئی دن کے بعد رات بھی ختم ہو گئی مگر لڑائی کے ختم ہونے کی کوئی صورت ظاہر نہ ہوئی جمعہ کا دن شروع ہوا اور آفتاب افق مشرق سے طلوع ہوا تو اس نے غروب ہوتے وقت دونوں لشکروں کو جس طرح مصروف قتال چھوڑا تھا اسی طرح مصروف قتال دیکھا۔

لیلۃ الہریر کی جنگ و پیکار میں ایک قابل تذکرہ واقعہ یہ بھی ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بارہ ہزار سواروں کا زبردست دستہ لیے ہوئے اس سرعت وقوت سے حملہ آور ہوئے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خیمے تک پہنچ گئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو آواز دے کر کہا کہ مسلمانوں کو قتل کرانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، آؤ ہم دونوں میدان میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں ہم میں جو کامیاب ہو وہی خلیفہ ہو جائے گا اس آواز کو سن کر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بات تو معقول ہے آپ کو مقابلے کے لیے نکلنا چاہیے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس فیصلے کو تم اپنے لیے کیوں پسند نہیں کرتے کیا تم کو معلوم نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر جو شخص میدان میں نکلتا ہے وہ جان بر نہیں ہوتا پھر ہنس کر کہا کہ شاید تم مجھ کو اس لیے مقابلہ پر بھیجتے ہو کہ میں مارا جاؤں اور میرے بعد تم ملک شام کے مالک بن بیٹھو غرض امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب نہیں دیا گیا اور وہ اپنے لشکر کی طرف تشریف لے آئے۔

جمعہ کے دن بھی دوپہر تک بدستور لڑائی جاری رہی اب تلوار چلتے ہوئے مسلسل تیس گھنٹے سے زیادہ مدت گذر چکی تھی اس تیس گھنٹہ میں ستر ہزار کے قریب آدمی طرفین سے مارے جا چکے تھے اسلام کی اتنی بڑی طاقت کا آپس میں لڑ کر ضائع ہونا سب سے بڑی مصیبت تھی جو اس تیس گھنٹہ کی منحوس مدت میں مسلمانوں پر وارد ہوئی ستر ہزار ایسے بے نظیر بہادروں کو قتل کرا کر تو مسلمان نہ صرف اس زمانہ کی ساری دنیا بلکہ ایسی ایسی کئی دنیاؤں کو فتح کر سکتے تھے۔

جب دوپہر ڈھل گئی تو مالک اشتر نے اپنے متعلقہ حصہ فوج کا چارج عیان بن ہوذہ کو سپرد کیا اور خود سواروں کی جمعیت کو ایک طرف لے جا کر اہل شام پر حملہ کرنے اور جان دینے کی ترغیب دی، سواروں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم فتح حاصل کیے یا جان دیئے بغیر واپس نہ آئیں گے۔

سواروں کا ایک دستہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رکاب میں رہا اور بڑے حصے کو اشتر نے لے کر ایک مناسب سمت سے شامی لشکر پر حملہ کیا لڑائی کا فیصلہ کرنے کے لیے یہ وقت بھی بہت ہی مناسب آ گیا تھا کیونکہ اب تک کی لڑائی میں اگرچہ پہلے دن یعنی جمعرات کے روز شامی لشکر چیرہ دست اور غالب نظر آتا تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی حالت جمعرات کے دن شام تک ایسی خطرناک تھی جس سے گمان ہو سکتا تھا کہ شکست ان ہی کے حصے میں آئے گی اور لشکر شام فتح مند ہو جائے گا لیکن رات کے معرکہ میں شامیوں کے زیادہ آدمی مارے گئے اور اب جمعہ کے دن دوپہر ڈھلے تک اگرچہ لڑائی کا نٹے کا تول برابر تلی ہوئی نظر آتی تھی مگر شامیوں کے نصف سے زیادہ آدمی مارے جا چکے تھے اور ان کی تعداد اب بجائے اسی ہزار کے صرف ۳۵ ہزار کے باقی رہ گئی تھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں اب تک بیس پچیس ہزار آدمی مارے گئے تھے اور ان کی تعداد ساٹھ ہزار باقی تھی، یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد اب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد سے دگنی تھی۔

ایسی حالت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے موقع تھا کہ وہ دشمن کو مصروف جنگ رکھتے ہوئے اپنی فوج کے ایک معقول حصے کو جدا کر کے مصروف و مشغول دشمن کے پہلو یا پشت پر ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردست ضرب لگائیں کہ اس کا کام تمام ہو جائے اور لڑائی کا نتیجہ فتح کی شکل میں فوراً برآمد ہو جائے چنانچہ مالک اشتر نے اپنے فدائی سواروں کے ساتھ ایک نہایت ہیبت ناک حملہ کیا یہ حملہ سواروں ہی کے ذریعہ ہونا چاہیے تھا کیونکہ جو فوج تیس یا بتیس گھنٹہ سے برابر مصروف جنگ تھی اس کے سپاہیوں میں جسمانی طاقت بہت کچھ ضعف وتکان کے سبب مغلوب ہو چکی ہو گی ایسے سپاہیوں کے حملے میں مرعوب کن شان کا پیدا کرنا آسان نہ تھا لیکن گھوڑوں کو اب تک زیادہ کام نہ کرنا پڑا تھا اور وہ پیدل سپاہیوں کی نسبت یقیناً تازہ دم تھے۔

اشتر نے برق و باد کی طرح حملہ کیا صفوں کو ریلتا دھکیلتا اور روندتا ہوا شامیوں کے قلب لشکر تک پہنچ گیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب اشتر کو کامیاب حملہ کرتے اور اس کے علم کو دم بدم آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تو ادھر سے اپنے رکابی سواروں کے کمکی دستے یکے بعد دیگرے پیہم بھیجنا شروع کیے تاکہ اس حملہ کی ترقی کسی جگہ رکنے نہ پائے اور اشتر دم بدم زیادہ طاقت ور ہوتا جائے۔

اس تدبیر کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا شامی فوج کا علمبردار بھی اشتر کے ہاتھ سے مارا گیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فرودگاہ کے سامنے کشت وخون ہونے لگا اشتر کے حملہ آور ہونے کے وقت شدت جنگ کی وجہ سے دونوں فوجوں کا پھیلاؤ سمٹ چکا تھا میمنہ اور میسرہ اپنے اپنے قلب کے ساتھ مل کر ایک ہو گئے تھے اور پوری تیزی سے ایک دوسرے کے قتل کرنے میں مصروف تھے اگر میمنہ اور میسرہ پھیلے ہوئے ہوتے اور لڑائی کے مرکز ہوتے تو اشتر کا یہ حملہ کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ فوج کے ایک حصے کا زور بآسانی دوسرے حصے کی جانب منتقل نہیں کیا جا سکتا تھا اور سپہ سالار اعظم کوئی نہ کوئی تدبیر نکال سکتا تھا لیکن یہ حملہ ایسے صحیح موقع اور مناسب وقت پر کیا گیا تھا کہ شامی لشکر کی شکست میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔

لشکر شام کے سردار حریف کو اپنے قلب میں چیرہ دست اور اپنے علمبردار کو مقتول دیکھ کر حواس باختہ ہو چکے تھے ساری کی ساری طاقت اپنے مدمقابل سے زور آزمائی میں مصروف تھی اور ان اچانک آ پڑنے والے حملہ آوروں کی مدافعت کے لیے کوئی محفوظ طاقت باقی نہ تھی ابھی تک شامیوں نے میدان جنگ سے منہ نہیں موڑا تھا اور ابھی تک وہ کسی طرح شکست خوردہ نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہے جا سکتے تھے لیکن ان کے شکست پانے اور ہزیمت یافتہ ہونے میں اب گھنٹوں کی نہیں بلکہ منٹوں کی دیر تھی کہ سیدنا عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کی انگشت تدبیر کے ایک اشارے نے نتیجہ جنگ کو ادھر سے ادھر پلٹ دیا

ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا!

اس کے بعد حکمین یعنی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اقرار لیا گیا کہ ہم خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق صحیح فیصلہ کریں گے اور امت مرحومہ کو جنگ وفساد اور تفرقہ میں مبتلا نہ کریں گے اس کے بعد رمضان تک یعنی چھ مہینے کی مہلت حکمین کو دی گئی کہ اس مدت کے اندر اندر ان کو اختیار ہے کہ جب چاہیں فریقین کو اطلاع دے کر مقام اذرح متصل دومۃ الجندل جو دمشق وکوفہ کے درمیان دونوں شہروں کے برابر فاصلہ پر ہے آ کر اپنا فیصلہ سنا دیں اور اس عرصہ میں زیر بحث مسئلہ کے متعلق اپنی تحقیقات کو مکمل اور اپنے خیالات کو مجتمع کر لیں یہ بھی تجویز ہوا کہ جب کوفہ سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور دمشق سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مقام اذرح کی طرف فیصلہ سنانے کے لیے روانہ ہوں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چار سو آدمی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عمرو بن العاص کے ہمراہ چار سو آدمی روانہ کریں یہ آٹھ سو آدمی تمام مسلمانوں کے قائم مقام سمجھے جائیں گے جن کو حکمین اپنا فیصلہ سنا دیں گے۔

حکمین کا فیصلہ:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اعلان کر دیجئے اور فیصلہ جو ہو چکا ہے لوگوں کو سنا دیجئے، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ

''لوگو! ہم دونوں نے بہت غور کیا لیکن سوائے ایک بات کے ہم اور کسی تجویز پر متفق نہ ہو سکے اب میں تم کو اپنا وہی متفقہ فیصلہ سناتا ہوں اور امید ہے کہ اسی تجویز پر عمل کرنے سے مسلمانوں کی نااتفاقی دور ہو کر ان میں صلح قائم ہو جائے گی وہ فیصلہ جس پر میں اور عمرو بن العاص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ دونوں متفق ہیں یہ ہے کہ اس وقت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کرتے ہیں اور تم لوگوں کو اختیار دیتے ہیں کہ تم اپنے اتفاق رائے سے جس کو چاہو خلیفہ منتخب کر لو۔

مجمع نے اس تقریر کو سنا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے، اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور انہوں نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

''آپ حضرات گواہ رہیں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دوست سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا میں بھی ان کی اس بات سے متفق ہوں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو معزول کرتا ہوں لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ کو میں معزول نہیں کرتا بلکہ بحال رکھتا ہوں کیوں کہ وہ مظلوم شہید ہونے والے خلیفہ کے ولی اور ان کی قائم مقامی کے مستحق ہیں۔''

اگر سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی رائے کی تمام وکمال تائید کرتے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حمایت میں کچھ نہ فرماتے تو حکمین کے فیصلے کی وہ بے حرمتی جو بعد میں ہوئی ہرگز نہ ہوتی، سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا اس میں بھی گو کمزوری اور غلطی موجود ہوگی، لیکن کم از کم بددیانتی اور خیانت کا شائبہ اس میں نہ تھا اس سے آٹھ سو مسلمانوں کے مجمع کو بھی غالباً کوئی اختلاف نہ ہوتا کیونکہ کسی ایک خلیفہ کے انتخاب کا اختیار حکمین کی طرف سے ان ہی آٹھ سو آدمیوں کو دیا گیا تھا۔

مگر جو کچھ بعد میں ہوا یہ سب کچھ پھر بھی ہونے والا تھا اور ممکن تھا کہ اس فیصلے سے اس سے بھی زیادہ خرابیاں مسلمانوں کے لیے پیدا ہوتیں کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی معزولی کو تسلیم کرنے سے یقیناً انکار فرماتے اسی طرح سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ملک شام کی حکومت اور اپنے مطالبات سے دست بردار نہ ہوتے اور ایک تیسرا خلیفہ یا امیر جس کو یہ مجمع منتخب کرتا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو سکتا تھا اس طرح بجائے دو رقیبوں کے تین شخص پیدا ہو جاتے اور مسلمانوں کی تباہی وہوا خیزی اور بھی ترقی کر جاتی۔

بات دراصل یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مصالحت پر آمادہ نہ تھے اگر وہ مصالحت کے خواہاں ہوتے تو جنگ صفین میں بڑی لڑائی شروع ہونے سے پیشتر جب کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصالحت کی کوشش کی گئی تھی وہ صلح کی یہی صورت یعنی طرفین سے ایک ایک حکم مقرر کرنے کی درخواست پیش کر سکتے تھے لیکن انہوں نے یہ خواہش اس وقت پیش کی جب کہ ان کو اپنی شکست کا یقین ہونے لگا تھا لہذا ان کی طرف سے پنچوں کے تقرر کی خواہش کا پیش ہونا اور ھٰذَا کِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ کا اعلان کرنا مصیبت کو دور کرنے اور شکست سے بچنے کے لیے ایک جنگی تدبیر اور خدعہ حرب کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس پنچایت کی تجویز کو بطیب خاطر نہیں مانا تھا۔

فتنہ خوارج:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب ۱۳ ماہ صفر ۳۷ھ کو میدان صفین سے کوفہ کی طرف واپسی کا قصد کیا تو کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ واپسی کا ارادہ فسخ کر دیں اور شامیوں پر حملہ آور ہوں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اقرار نامہ لکھنے کے بعد کیسے بدعہدی کر سکتا ہوں اب ہم کو ماہ رمضان تک انتظار کرنا اور صلح کے بعد جنگ کا خیال بھی دل میں نہیں لانا چاہیے یہ سن کر وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے لیکن الگ ہو کر اپنے ہم خیال لوگوں کو ترغیب دی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جدا ہو کر اپنی راہ الگ اختیار کرنی چاہیے چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب لشکر کو لے کر کوفہ روانہ ہوئے تو راستہ بھر لشکر علی رضی اللہ عنہ میں ایک ہنگامہ اور تو تو میں میں برپا تھی کوئی کہتا تھا کہ پنچایت کا مقرر کرنا اچھا ہوا، کوئی کہتا تھا برا ہوا، کوئی کہتا تھا اس معاملہ میں پنچایت کا مقرر ہونا شرعاً جائز ہے کوئی کہتا جائز نہیں ہے، کوئی جواب دیتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تعالی نے زوجین کے معاملہ میں حکمین کے تقرر کا حکم دیا ہے کوئی کہتا تھا کہ اس معاملہ کو زوجین کے معاملہ سے تشبیہ دینا غلطی ہے یہ معاملہ ہم کو خود اپنی قوت بازو سے طے کرنا چاہیے تھا۔

کبھی کوئی اعتراض کرتا تھا کہ حکمین کا عادل ہونا ضروری ہے اگر وہ عادل نہیں ہیں تو پھر ان کو حکم کیوں تسلیم کیا پھر کوئی کہتا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ ملتوی کرنے اور اشتر کے واپس بلانے کا جو حکم دیا وہ ناجائز تھا اس کو ہرگز نہیں ماننا چاہیے تھا اس کے جواب میں دوسرا کہتا تھا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان کا ہر ایک حکم ماننا ہمارا فرض ہے یہ سن کر فوراً تیسرا بول اٹھتا تھا کہ ہم ہرگز کوئی ان کا نامناسب حکم نہ مانیں گے ہم مختار ہیں عقل وفہم رکھتے ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہمارے لیے کافی ہے اس کے سوا ہم اور کسی کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہیں رکھتے یہ سن کر کچھ لوگ کہنے لگتے تھے کہ ہم ہر حالت میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں اور ان کی اطاعت کو فرض اور عین شریعت سمجھتے اور ان کی نافرمانی کو کفر جانتے ہیں یہ باتیں بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہر منزل پر آپس میں گالی گلوچ اور مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔

لشکر کی اس ابتر حالت کو اصلاح پر لانے اور لوگوں کو سمجھانے کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہر چند کوشش فرماتے تھے لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کوششیں حسب منشاء نتائج پیدا نہ کر سکیں وہ لشکر جو کوفہ سے صفین کو جاتے ہوئے بالکل متفق اور یک دل نظر آتا تھا اب صفین سے کوفہ کو واپس ہوتے ہوئے اس کی عجیب وغریب حالت تھی، تشتت وافتراق کا اس میں ایک طوفان موجزن تھا اور اختلاف آراء نے اختلاف وعداوت کی شکل اختیار کر کے فوج کے ضبط ونظام کو بالکل درہم برہم کر دیا تھا، بیسوں گروہ تھے جو بالکل الگ الگ خیالات وعقائد کا اظہار کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو برا کہنے طعن وتشنیع کرنے چابک رسید کر دینے اور شمشیر وخنجر کی زبان سے جواب دینے میں بھی تامل نہ کرتے تھے۔

لیکن ان میں دو گروہ زیادہ اہمیت رکھتے اور اپنی تعداد اور جوش وخروش کے اعتبار سے خصوصی طور پر قابل توجہ تھے، ایک وہ جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ملزم ٹھہراتے اور ان کی اطاعت وفرماں برداری کو مطلق ضروری نہیں سمجھتے تھے اور دوسرے وہ جو پہلے گروہ کی ضد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو معصوم عن الخطاء کہتے اور ان کی اطاعت وفرماں برداری کو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری پر بھی ترجیح دینے کے لیے تیار تھے پہلا گروہ خوارج اور دوسرا شیعان علی رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوا لطف کی بات یہ ہے کہ خوارج کے گروہ میں وہی لوگ امام اور لیڈر تھے جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا تھا اور کہا تھا کہ جلد اشتر کو واپس بلایئے اور لڑائی کو ختم کیجیے ورنہ ہم آپ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار بار یاد دلاتے تھے کہ تم ہی لوگوں نے میرے منشاء کے خلاف لڑائی کو بند کرایا اور صلح کو پسند کیا اب تم ہی صلح کو ناپسند کرتے اور مجھ کو ملزم ٹھہراتے ہو مگر ان کی اس بات کو کوئی نہیں سنتا تھا آخر نوبت بایں جا رسید کہ کوفہ کے قریب پہنچ کر بارہ ہزار آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے جدا ہو کر مقام حروراء کی طرف چل دیئے۔

یہ خوارج کا گروہ تھا اس نے حروراء میں جا کر قیام کیا اور وہاں عبداللہ بن الکواء کو اپنی نمازوں کا امام اور شیث بن ربعی کو سپہ سالار مقرر کیا یہ وہی شیث بن ربعی ہیں جن کو سیدنا علی نے میدان صفین کے زمانہ قیام میں دو مرتبہ سفارتی وفد میں شامل کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا اور دونوں مرتبہ ان ہی کی سخت کلامی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور دونوں سفارتیں صلح کی کوشش میں ناکام رہیں اس گروہ نے حروراء میں اپنا نظام درست کر کے اعلان کر دیا کہ

"بیعت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق نیک کاموں کے لیے حکم دینا اور برے کاموں سے منع کرنا ہمارا فرض ہے کوئی خلیفہ اور کوئی امیر نہیں ہے، فتح حاصل ہونے کے بعد سارے کام تمام مسلمانوں کے مشورے اور کثرت رائے سے انجام دیئے جایا کریں گے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ دونوں یکساں اور خطا کار ہیں۔"

جنگ نہروان

نہروان کے مقام پر خوارج نے اپنی جمعیت کو خوب مضبوط اور منظم کر لیا۔ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعین پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان لوگوں کو جو علی رضی اللہ عنہ کو حق پر تسلیم کرتے تھے قتل کرنا شروع کیا۔ ان کی جمعیت روز بہ روز ترقی کرتی گئی۔ یہاں تک کہ پچیس ہزار تک نوبت پہنچ گئی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے کوفہ سے نکل جانے کے بعد اہل کوفہ کو جنگ شام کے لیے ترغیب دی انہوں نے یہی مقدم سمجھا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملک شام سے بے دخل کیا جائے خوارج کے فتنہ کو وہ زیادہ اہم اور شام کی مہم پر مقدم نہیں کرنا چاہتے تھے، چنانچہ انہوں نے بصرہ کی جانب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس خط بھیجا کہ جنگ شام کے لیے جس قدر فوج ممکن ہو روانہ کر دو، بصرہ سے بھی خوارج چونکہ خارج ہو چکے تھے لہٰذا ان کے اس اخراج کو غنیمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھا گیا کہ نہ یہ لوگ شہر میں ہوں گے نہ فساد برپا کریں گے بصرہ میں اس وقت ساٹھ ہزار جنگجو موجود تھے لیکن جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خط لوگوں کو سنایا اور شام پر حملہ آور ہونے کے لیے ترغیب دی تو بڑی مشکل سے صرف تین ہزار ایک سو آدمی جانے کے لیے تیار ہوئے، باقی سب نے اس کان سنا اور اس کان اڑا دیا۔

کوفہ میں بھی لوگوں پر سرد مہری چھائی ہوئی تھی جب بصرہ کی یہ تین ہزار فوج حارثہ بن قدامہ کی سرداری میں کوفہ پہنچی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا اور لوگوں کو لڑائی کے لیے آمادہ کیا آخر کوفہ والے آمادہ ہو گئے چالیس ہزار سے زیادہ لشکر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے جمع ہو گیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مناسب سمجھا کہ خوارج کو بھی ایک مرتبہ پھر اپنے ساتھ شامل ہونے کی ترغیب دی جائے چنانچہ انہوں نے نہروان میں عبداللہ بن وہب کے پاس خط بھیجا اور لکھا کہ تم شامیوں سے جنگ کرنے کے لیے ہمارے پاس چلے آؤ ہم اسی پہلی رائے پر اور اہل شام سے جنگ کرنے پر آمادہ ہیں، عبداللہ بن وہب نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ خط اپنے ساتھیوں کو سنایا اور سب کے مشورے سے یہ جواب لکھا کہ

"تم نے حکمین کا تقرر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کیا تھا اور اب جو اہل شام سے لڑائی کا ارادہ کر رہے ہو، یہ بھی اپنے نفس کی خواہش سے کر رہے ہو اگر تم اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے کے بعد توبہ کرو تو ہم تمہاری مدد کرنے کو تیار ہیں، نہیں تو ہم تم سے لڑنے کو آمادہ ہیں۔"

اس خط کے آنے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خوارج کی طرف سے مایوسی ہوئی مگر انہوں نے ملک شام پر چڑھائی کرنے کے ارادے کو فسخ نہیں کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تمام تر کوشش خوارج کو راہ راست پر لانے میں صرف ہوئی لیکن وہ کسی طرح مصالحت کی جانب نہ آئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب ان سے یہ کہتے تھے کہ تم ہی لوگوں نے تو مجھ کو لڑائی بند کرنے کے لیے مجبور کیا تھا اب تم کس منہ سے مجھ کو ملزم قرار دیتے ہو تو وہ کہتے تھے کہ "ہم اپنی خطا اور غلطی کو تسلیم کرتے ہیں تم بھی اپنی خطاؤں کو تسلیم کرو ہم مانتے ہیں کہ ہم غلطی کر کے کافر ہو گئے تھے، لیکن توبہ کر کے مسلمان ہو گئے اسی طرح تم بھی توبہ کر کے مسلمان ہو جاؤ تا کہ ہم اپنا فتویٰ جو تمہارے کفر کی نسبت صادر کر چکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں واپس لے لیں نہیں تو ہم تم کو کافر یقین کرتے ہوئے تمہارے خلاف جہاد کریں گے۔

ان مجنونانہ باتوں کی طرف سے چشم پوشی اختیار کر کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ملک شام پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ ہونے ہی کو تھے کہ سیدنا عبداللہ بن خباب صحابی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر پہنچی جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ سیدنا عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کسی سفر میں تھے کہ نہروان کے قریب ہو کر گذرے اور خوارج کی ایک جماعت کو معلوم ہوا کہ یہ صحابی ہیں انہوں نے آ کر سوال کیا کہ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت کیا کہتے ہیں سیدنا عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ دونوں بہت اچھے اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور نیک بندے تھے پھر خوارج نے دریافت کیا آپ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اول اور آخر زمانہ کی نسبت کیا کہتے ہیں سیدنا عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ اول سے آخر تک حق پرست اور حق پسند تھے پھر خوارج نے پوچھا کہ علی رضی اللہ عنہ کی نسبت حکمین کے مقرر کرنے سے پہلے اور حکمین کے مقرر کرنے کے بعد آپ کا کیا خیال ہے، انہوں نے جواب دیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تم لوگوں سے زیادہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔

خوارج نے یہ سنتے ہی طیش میں آ کر سیدنا عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی اور ان کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ خبر سنی تو تحقیق حال کے لیے حارث بن مرہ کو روانہ کیا خوارج نے ان کو بھی مار ڈالا، ساتھ ہی خبر پہنچی کہ خوارج بلا دریغ ہر اس شخص کو جو ان کا ہم خیال و ہم عقیدہ نہ ہو قتل کر ڈالتے ہیں، اب ان لوگوں کو جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے یہ فکر ہوئی کہ اگر ہم شام کے ملک کی طرف گئے تو خوارج کوفہ و بصرہ اور تمام عراق پر قابض و متصرف ہو کر ہمارے اہل و عیال کو قتل کر دیں گے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ خیال کیا کہ اگر خوارج نے کوفہ و بصرہ پر قبضہ کر لیا، تو پھر ملک شام پر حملہ آوری بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوگی چنانچہ جنگ شام کو ملتوی کر کے خوارج کی طرف کوچ کیا اور لشکر خوارج کے قریب پہنچ کر ان کے پاس پیغام بھیجا کہ

"تم میں سے جن لوگوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے ان کو ہمارے سپرد کر دو تا کہ ہم ان کو قصاص میں قتل کر دیں اور تم کو تمہارے حال پر چھوڑ کر اہل شام کی طرف روانہ ہوں، اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرصہ میں جب تک کہ ہم جنگ اہل شام سے فارغ ہوں ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ تم کو راہ راست پر لے آئے۔"

اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کئی بزرگ صحابیوں کو یکے بعد دیگرے خوارج کو نصیحت اور وعظ و پند کرنے کے لیے روانہ کیا اور خوارج کے وفود کو بلا کر خود بھی نصیحت کی کہ غلطی حکمین کے مقرر کرنے میں اگر ہوئی تو باعث اصلی تم ہی لوگ تھے اب جو کچھ گذرا اس کو فراموش کر دو اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر اہل شام سے لڑنے چلو۔

خوارج نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ بے شک ہم لوگوں نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی اور کافر ہوئے لیکن توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے اب تم بھی جب تک گناہ کا اقرار کر کے توبہ نہ کرو گے کافر رہو گے اور ہم تمہاری مخالفت میں کوئی کوتاہی نہ کریں گے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں اللہ پر ایمان لایا، ہجرت کی، خدا کی راہ میں جہاد کیا، میں کس طرح اپنے آپ کو کافر کہوں آخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود لشکر خوارج کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو وعظ و پند فرمانے لگے خوارج کے سرداروں نے یہ دیکھ کر ہمارے عوام پر کہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تقریر کا اثر نہ ہو جائے بلند آواز سے اپنے لوگوں کو ہدایت کی کہ

"علی رضی اللہ عنہ کی باتوں کو ہرگز ہرگز نہ سنو، نہ ان سے باتیں کرو، بلکہ اللہ کی ملاقات کے لیے دوڑو یعنی لڑائی شروع کر دو۔"

یہ حالت دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے آئے اور اپنے لشکر کو مرتب فرما کر ہر حصہ پر سردار مقرر کیے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو امان کا جھنڈا دے کر فرمایا کہ کہ تم اس جھنڈے کو لے کر ایک بلند مقام پر کھڑے ہو جاؤ اور بلند آواز سے اعلان کر دو کہ جو شخص بغیر جنگ کیے ہوئے چلا آئے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو شخص کوفہ یا مدائن کی طرف چلا جائے گا وہ بھی محفوظ رہے گا، اس اعلان کو سن خوارج کے لشکر سے مروہ بن نوفل اشجعی پانچ سو سواروں کے ساتھ جدا ہو گیا، کچھ لوگ کوفہ کی طرف چل دیے، کچھ مدائن کی طرف روانہ ہوئے، کچھ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے، غرض خوارج کے لشکر میں ایک تہائی سے بھی کم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی باقی رہ گئے، ان پر حملہ کیا گیا اور سب کو گھیر کر تہ تیغ کیا گیا، عبداللہ بن وہب زید بن حصین حرقوص بن زہیر، عبداللہ بن شخیر اور شریح بن اوفی وغیرہ خوارج کے تمام بڑے بڑے سردار مارے گئے صرف نو آدمی خوارج کے زندہ بچ کر فرار ہوئے باقی سب میدان جنگ میں لڑ کر مارے گئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ خارجیوں کی لاشوں کو بغیر دفن کیے ہوئے اسی طرح میدان میں چھوڑ کر واپس ہوئے اس لڑائی میں بظاہر خارجیوں کا پورے طور پر استیصال ہو چکا تھا اور اب کوئی خطرہ ان کی طرف سے باقی نہ رہا تھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان سے فارغ ہو کر ملک شام کا عزم فرمایا تو سیدنا اشعث بن قیس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ فی الحال چند روز کے لیے شام کے قصد کو ملتوی کر کے آرام کرنے کا موقع دیجیے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور مقام نخیلہ میں آ کر قیام کیا اور حکم دیا کہ کوئی شخص کوفہ میں نہ جائے، جب تک اہل شام پر فتح مندانہ ہو کر واپس نہ آئے نخیلہ کے قیام میں لوگوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور لشکر گاہ کو خالی چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس طرح لشکر گاہ کو خالی دیکھ کر خود بھی کوفہ میں تشریف لے آئے اور سرداروں کو جمع کر کے اس سستی اور تن آسانی کی وجہ دریافت کی، بہت ہی کم لوگوں نے شام پر حملہ آوری کے لیے آمادگی ظاہر کی، باقی خاموش رہے پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو جمع کر کے تقریر کی اور ان کو جنگ شام کے لیے ترغیب دی، مگر سب نے خاموشی سے اس تقریر کو سنا اور کسی قسم کی آمادگی و مستعدی کا مطلق اظہار نہ کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ لوگوں کی اس سرد مہری کو دیکھ کر مجبوراً خاموش ہو گئے اور ملک شام پر حملہ آور نہ ہو سکے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت صرف عراق و ایران تک:

اسی طرح بسر بن ارطاط کو حجاز و یمن کی طرف روانہ کیا۔ اہل مدینہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت اختیار کی۔ اس کے بعد اہل مکہ اور اہل یمن نے بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور سیدنا عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یمن کے دارالسلطنت صنعاء سے نکال دیا۔ غرض 40ھ کی ابتدا میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت یمن، حجاز، شام، فلسطین اور مصر کے ممالک پر قائم ہو چکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی اور ان مقبوضہ ممالک کی حکومت میں کسی قسم کی کمزوری و اضمحلال کے آثار بھی نہیں پائے جاتے تھے، نہ کسی بغاوت اور اندرونی مخالفت کا ان کو اندیشہ تھا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں شہروں کو غیر جانب دار اور آزاد چھوڑ دیا گیا تھا یعنی ان شہروں میں نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی نہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اور اس پر دونوں حضرات رضامند ہو گئے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حکومت عراق و ایران پر قائم تھی مگر عراق میں عربی قبائل کی ایک بڑی تعداد ایسی تھی جو ان کی حکومت کے ساتھ دلی ہمدردی نہ رکھتے تھے۔ اسی طرح ایران میں بھی سازشوں اور بغاوتوں کا سلسلہ جاری تھا۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، کی شہادت:

کوفہ میں ایک خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم نے نماز فجر کے وقت مسجد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور اس زخم کے صدمہ سے دو روز کے بعد 17 رمضان المبارک 40ھ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

ابن ملجم گرفتار ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا، آپ نے حکم دیا کہ اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اس کو قتل کر دینا اور اگر میں اچھا ہو گیا تو خود جو مناسب سمجھوں گا کروں گا، پھر آپ نے بنو عبدالمطلب کو وصیت کی کہ میرے قتل کو مسلمانوں کی خوں ریزی کا بہانہ نہ بنانا، صرف اسی ایک شخص کو جو میرا قاتل ہے قصاص میں قتل کر دینا۔

پھر سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا، کہ "اے حسن رضی اللہ عنہ اگر اس زخم کے صدمہ سے میں مر جاؤں تو تم بھی اس کی تلوار سے ایسا ہی ایک وار کرنا کہ اس کا کام تمام ہو جائے اور مثلہ ہرگز نہ کرنا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

ابن ملجم کی تلوار کا زخم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کنپٹی تک پہنچا تھا اور تلوار کی دھار دماغ تک اتر گئی تھی، مگر آپ جمعہ کے دن تک زندہ رہے، ہفتہ کے روز 17 رمضان المبارک کو آپ نے وفات پائی، آپ کے وفات پانے سے سیدنا پیشتر جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا کہ آپ ہم سے جدا ہو جائیں یعنی وفات پا جائیں تو کیا ہم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں، آپ نے فرمایا کہ میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہتا تم جو مناسب سمجھنا کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر حسنین رضی اللہ عنہما کو بلا کر فرمایا کہ میں تم کو خدائے تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے اور دنیا میں مبتلا نہ ہونے کی وصیت کرتا ہوں، تم کسی چیز کے حاصل نہ ہونے پر افسوس نہ کرنا، ہمیشہ حق بات کہنا یتیموں پر رحم اور بے کسوں کی مدد کرنا، ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار رہنا، قرآن شریف پر عامل رہنا اور حکم خدا کی تعمیل میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرنا۔

پھر محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم کو بھی ان ہی باتوں کی اور دونوں بھائیوں کی تعظیم مدنظر رکھنے کی وصیت کرتا ہوں ان کا حق تم پر زیادہ ہے ان کی منشاء کے خلاف تم کو کوئی کام نہیں کرنا چاہیے، حسنین رضی اللہ عنہما کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کو بھی محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک اور رعایت کے ساتھ پیش آنا چاہیے پھر ایک عام وصیت تحریر کرانے لگے کہ وفات کا وقت آ گیا اور سوائے لا الہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان مبارک سے نہ نکلا۔

پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ابن ملجم کو سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور انہوں نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تریسٹھ (63) سال کی عمر اور پونے پانچ سال کی خلافت کے بعد شہید ہوئے۔ سیدنا حسن بن علی، سیدنا حسین بن علی اور سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفنایا، جن میں قمیص نہ تھی، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ بعض روایتوں کے بموجب مسجد کوفہ میں، بعض کے موافق اپنے مکان میں، بعض کے موافق کوفہ سے دس میل کے فاصلہ پر دفن کیے گئے۔

ازواج واولاد:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بہ اوقات مختلف 9 بیویاں کیں جن سے چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں پیدا ہوئیں، آپ کا پہلا نکاح سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا، جن کے بطن سے دو بیٹے حسن وحسین رضی اللہ عنہ اور دو بیٹیاں زینب رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فوت ہونے کے بعد آپ نے سیدہ ام البنین بنت حرام کلابیہ سے نکاح کیا، جن کے بطن سے سیدنا عباس، سیدنا جعفر، سیدنا عبداللہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

سلسلہ نسب آپ کا صرف سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہما، سیدنا محمد بن الحنفیہ، سیدنا عباس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا جعفر رحمہم اللہ سے چلا باقیوں کی نسل باقی نہ رہی۔

خلافت علوی پر ایک نظر:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان عالی جاہ و بلند پایہ بزرگوں کے خاتم تھے جن کے بعد کوئی شخص باقی نہ رہا، جس کی عزت وعظمت تمام عالم اسلامی میں مسلم ہو اور وہ جرأت و ہمت کے ساتھ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کر سکے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال سنا تو فرمایا، اب عرب لوگ جو چاہیں سو کریں کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد ایسا کوئی باقی نہ رہا کہ ان کو کسی برے کام سے منع کرے گا، اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام ترک کر دیا تھا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ناصح اور واعظ کی حیثیت سے لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جو لوگوں کو نبیوں اور پیغمبروں کی طرح حکم دیتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پالیسی اور چالاکی سے قطعاً پاک اور مبرا تھے، ان کے نزدیک حق اور سچ کو تسلیم کرنا سب سے زیادہ ضروری تھا وہ ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو سب سے زیادہ حق دار خلافت سمجھتے تھے لہٰذا انہوں نے نہایت صفائی کے ساتھ اس کا اظہار کر دیا اور چند روز تک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی پھر ان ہی ایام میں جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ان کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج پر آمادہ کرنا چاہا تو انہوں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو نہایت حقارت کے ساتھ جھڑک دیا کیونکہ وہ اس فعل کو برا جانتے تھے جب ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ خلافت کے معاملہ میں کسی رشتہ داری کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس کے لیے اور ضروری باتیں قابل لحاظ ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے مستحق تھے تو خود بخود آ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور بیعت ہونے کے بعد وہی سب سے زیادہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے معین و مددگار اور دل سے فرماں بردار تھے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں سب سے زیادہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مشوروں کی قدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے اور اعاظم امور (اہم کاموں) میں عموماً ان ہی کی رائے کو قابل عمل جانتے تھے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی انہوں نے ہمیشہ سچے اور اچھے مشورے دیے اور اس بات کی مطلق پروانہ کی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان کے مشورے پر عمل کرتے ہیں یا دوسرے کی بات مانتے ہیں انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض کاموں کو قابل اعتراض پایا تو بلا تامل ان پر اعتراض بھی کیا۔

لوگوں نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تو جہاں تک ان کے نزدیک یہ احتجاج جائز تھا، وہاں تک انہوں نے اس کو اطمینان کی نظر سے دیکھا اور جس قدر حصہ انہوں نے جائز نہ سمجھا اسی قدر اس کی مخالفت کی اور روکنا چاہا، مدینہ منورہ میں جب بلوائیوں کا زور وشور دیکھا اور ناشدنی علامات ظاہر ہوئے تو انہوں نے چالاکی اور چالبازی کے ساتھ اپنی پوزیشن صاف دکھانے کے لیے کوئی تدبیر نہیں کی بلکہ صرف اپنی پاک طینتی اور صاف باطنی پر مطمئن رہے۔

شہادت عثمانی رضی اللہ عنہ کے بعد جب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہی تو چونکہ وہ اب اپنے آپ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ اس عہدہ جلیلہ کا مستحق سمجھتے تھے لہٰذا انہوں نے کسی کسر نفسی اور تکلف کو کام میں لانے اور انکار کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے وقت ان کو توقع تھی کہ مجھ کو خلیفہ منتخب کیا جائے گا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس احتیاط نے کہ خلافت اسلامی میں کسی رشتہ داری کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہونا چاہیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قابلیت کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں مؤخر کر دیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرار پر ثابت قدم رہنا ضروری سمجھا اور بلا اظہار مخالفت بیعت عثمانی میں داخل ہو گئے۔

غرض سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے تمام کاموں سے آفتاب نصف النہار کی طرح یہ امر ثابت ہے کہ وہ جس بات کو حق اور سچ جانتے تھے، اس کے حق اور سچ کہنے میں کسی مصلحت اور پالیسی کی وجہ سے تامل کرنا ہرگز ضروری نہ سمجھتے تھے ان کا چہرہ ان کے قلب کی تصویر اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا آئینہ تھا وہ ایک شمشیر برہنہ تھے اور حق کو حق کہنے میں کبھی نہ چوکتے تھے اگر ان کی جگہ کوئی دوسرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص ہوتا تو وہ اپنے آپ کو قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت بہت کچھ بچا کر رکھتا اور بیعت خلافت کے وقت بڑی بڑی احتیاطیں عمل میں لاتا اسی طرح بیعت خلافت کے بعد عام افواہوں کے اثر کو زائل کرنے اور بنوامیہ کی مخالفانہ کوششوں کو ناکام رکھنے کی غرض سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور مالک اشتر چند بلوائی سرداروں کا قصاص عثمانی رضی اللہ عنہ میں قتل کرا دینا اور زیر سیاست لانا کچھ زیادہ مشکل نہ تھا کیونکہ عالم اسلامی اس معاملہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تائید کے لیے مستعد تھا، لیکن ان کو ایسی پختہ شہادتیں نہ مل سکیں، جن کی بنا پر وہ ان لوگوں کو شرعاً زیر قصاص لا سکتے، لہذا انہوں نے تامل فرمایا اور اس تامل سے جو فتنے پیدا ہوئے ان سب کا مقابلہ کیا مگر اپنے نزدیک جس کام کو ناکردنی سمجھا تھا اس کو ہرگز نہ کیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جن لوگوں سے واسطہ پڑا ان میں زیادہ تر ایسے لوگ شامل تھے جو چالاکیوں، مصلحت اندیشیوں اور چال بازیوں سے کام لینا جانتے تھے وہ خالص اسلامی کرہ ہوائی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پیدا ہو کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آخر عہد تک قائم تھا دنیا طلبی، جاہ طلبی، نسلی و خاندانی تفوق و امتیاز اور ایران و مصر کے کثیر التعداد نومسلموں کے اسلامی برادری میں شامل ہو جانے کے سبب کسی قدر غبار آلود ہونے لگا تھا پھر ان کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بہت مختصر رہ گئی تھی بڑے بڑے صاحب اثر اور جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے تھے جو تھوڑی سی تعداد باقی تھی وہ سب منتشر تھی کوئی کوفہ میں تھا کوئی بصرہ میں، کوئی دمشق میں تھا کوئی مصر میں، کوئی یمن میں تھا کوئی فلسطین میں، کوئی مکہ میں تھا کوئی مدینہ میں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد مدینہ منورہ میں موجود تھی اور بہت ہی کم لوگ باہر دوسرے شہروں میں ضرورتاً جاتے اور مدینہ میں واپس آتے رہتے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی سکونت کو ترک کر کے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا۔ اور سوئے اتفاق سے وہ فائدہ جو کوفہ کو دارالخلافہ بنانے میں انہوں نے سوچا تھا حاصل نہ ہوا، ساتھ ہی اسلام میں حجاز کو جو اہمیت حاصل تھی کوفہ کے دارالخلافہ ہونے سے حجاز کی حیثیت اور اہمیت کم ہو گئی جس کے سبب وہ امداد جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ملک حجاز سے حاصل ہوتی، حاصل نہ ہو سکی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے فضائل:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ میں تم کو اسی طرح چھوڑے جاتا ہوں جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) نے ہارون (علیہ السلام) کو چھوڑا تھا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ جنگ خیبر میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر قلعہ فتح ہوگا اور جس نے اللہ اور رسول کو خوش کر لیا ہے۔ اگلے روز صبح کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم منتظر تھے کہ دیکھیں وہ کون سا خوش قسمت شخص ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور جھنڈا سپرد کیا اور قلعہ فتح ہوا۔

جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی سیدہ فاطمہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور کہا کہ الٰہی! یہ میرے کنبہ کے لوگ ہیں۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا میں دوست ہوں اس کے علی بھی دوست ہیں پھر فرمایا کہ: الٰہی! جو شخص علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اور جو علی سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابیوں میں بھائی چارہ کرایا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے ہر ایک میں مواخاۃ قائم کرادی، لیکن میں رہ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم میرے بھائی ہو۔"

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہم سب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ سنت کا اب کوئی واقف نہیں رہا۔"

❁❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

ابتدائی حالات:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ قریش کے چھوٹے قبیلے تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی قبیلے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی تعلق تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر آپ کو طلحہ الخیر، طلحہ الجواد، طلحہ الفیاض، اور 'زندہ شہید' کے القابات دیے۔

آپ کا شجرۂ نسب چھٹی پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ آپ کے والد اسلام لانے سے قبل وفات پا گئے تھے۔ البتہ آپ کی والدہ صعبہ بنت عبد اللہ نے کچھ عرصہ بعد اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اُن چند لوگوں میں سے ہیں جو مکے میں قبل از اسلام لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ نوعمری ہی میں شام، یمن اور عراق کی طرف تجارتی سفر کر چکے تھے۔ آپ بہت اچھے خطیب اور مقرر بھی تھے۔

قبولِ اسلام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ آپ سابقون الاولون میں سے ہیں اور ایمان لانے والے پہلے آٹھ افراد میں شامل ہیں۔ آپ کے اسلام لانے کا اصل سبب وہ واقعہ ہے جو آپ کو بصریٰ کے تجارتی سفر کے دوران میں پیش آیا جہاں ایک راہب لوگوں میں یہ منادی کر رہا تھا کہ اے تاجرو! تم میں سے کوئی مکے شہر کا تاجر بھی ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''میں جلدی سے بولا کہ ہاں! میں مکے کا تاجر ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس نے سوال کیا:

''کیا تم میں احمد ﷺ نبی ظاہر ہو چکا ہے؟''

میں نے کہا:

''احمد کون؟''

وہ بولا:

''ابن عبداللہ بن عبدالمطلب۔''

اسی مہینے میں اس کا ظہور ہونا ہے۔

وہ آخری نبی ہے۔

جو مکے میں پیدا ہوگا اور پھر یثرب (مدینے) کی طرف ہجرت کرے گا۔

اے نوجوان! تو جلدی سے اُس کے پاس جا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

اس راہب کی باتوں کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ میں نے جلدی سے اپنی سواری لی اور واپس مکے روانہ ہو گیا۔

گھر پہنچ کر اہل خانہ سے پوچھا کہ

کیا میرے جانے کے بعد شہر میں کوئی خاص واقعہ ہوا ہے؟

اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔

محمد بن عبداللہ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور ابو قحافہ کا بیٹا ابو بکر اُس پر ایمان لے آیا ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

میں ابو بکر کو پہلے سے جانتا تھا۔ وہ بڑے نرم مزاج، ہمدرد اور مقبول شخصیت کے مالک تھے۔ ایک خوش اخلاق تاجر تھے۔ میں اُن سے مانوس تھا اور ان کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔ وہ قریش کی تاریخ اور انساب سے واقف تھے۔ میں اُن کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس گیا اور اُن سے پوچھا: کیا یہ صحیح بات ہے کہ محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ اور آپ اُس کے پیروکار بن گئے ہیں۔

اُنہوں نے جواب دیا

جی ہاں۔

پھر انہوں نے اپنی آپ بیتی سنا کر مجھے اسلام لانے کی دعوت دی۔ جب میں نے اُن کو راہب کی بات بتائی تو وہ بہت حیران ہوئے۔ کہنے لگے چلو، ابھی میرے ساتھ چلو اور راہب کی بات خود حضرت محمد ﷺ کو بھی سناؤ۔ ان کی دعوت سنو تا کہ اسلام لاؤ۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

پھر میں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ چند آیات بھی تلاوت فرمائیں اور مجھے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور فلاح کی خوشخبری سنائی۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا۔ میں نے حضور ﷺ کو بصریٰ کے راہب کی بات بتائی جسے سن کر آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا کہ ایک راہب آپ ﷺ کی بعثت خبر دے رہا ہے۔

اس کے بعد میں حضور ﷺ کی مجلس میں کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام لانے والے لوگوں میں میرا چوتھا نمبر تھا۔

لیکن اسلام لانے کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو سخت تکلیفوں اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کا سارا خاندان آپ کا مخالف ہو گیا۔ والدہ بھی ناراض ہو گئیں۔ اُن کو بیٹے کے اسلام لانے سے سخت صدمہ پہنچا کیونکہ وہ چاہتی تھیں کہ اُن کا بیٹا اپنی قوم کا سردار بنے چونکہ اس میں ایک سردار کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔ اہل خاندان نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اسلام لانے پر سخت اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ اُن کو مارا پیٹا گیا۔ اُن کی والدہ بھی اُن کی ایذا رسانی میں دوسروں سے کم تر نہ تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوات میں شرکت:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے سوائے غزوۂ بدر کے تمام غزوات میں حصہ لیا۔

غزوۂ بدر میں اُن کی عدم شرکت کی وجہ یہ تھی کہ آپ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے قافلے کی خبر لانے کے لیے جنگ سے قبل ہی بھیج دیا تھا۔ وہ قافلہ راستہ بدل کر بچ نکلا تھا اور جب اُس کی خبر لے کر واپس آئے تو اس دوران میں جنگ بدر ختم ہوگئی تھی۔

انہوں نے غزوۂ بدر میں عدم شرکت کی تلافی اس طرح کی کہ غزوۂ اُحد میں بہادری اور جاں نثاری کا ریکارڈ توڑ دیا۔ جب غزوۂ اُحد کے دوسرے راؤنڈ میں مسلمانوں کو پسپائی ہوئی تو اُس وقت ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ افراد رہ گئے۔ ان میں گیارہ انصاری تھے اور مہاجرین میں سے صرف ایک شخص تھا اور وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ باقی اسلامی لشکر بکھر گیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان بارہ افراد کے ہمراہ پہاڑی پر چڑھ رہے تھے کہ مشرکین کا ایک دستہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لیے پہنچ گیا۔ اس نازک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تم میں سے کون ہے جو ان مشرکین کو بھگائے؟ اور وہ جنت میں میرا رفیق ٹھہرے گا۔

یہ سن کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فوراً بولے:

میں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، تم ابھی رکے رہو۔

پھر انصار میں سے ایک شخص بولا: میں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تم آگے بڑھو اور مقابلہ کرو۔

وہ انصاری آگے بڑھا اور بڑی بے جگری سے لڑتا ہوا شہید ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت کچھ اور اوپر پہاڑی پر چڑھے تو مشرکین نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھیراؤ کر لیا۔

حضور ﷺ نے پھر فرمایا: کون ہے جوان کا مقابلہ کرے؟

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں، یارسول اللہ ﷺ!

حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں، ابھی تم نہیں۔

اتنے میں انصار میں سے ایک شخص بولا: میں، یارسول اللہ ﷺ!

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، آگے بڑھ کر مقابلہ کرو۔

وہ انصاری بھی آگے بڑھے اور مشرکین سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

اس طرح باری باری تمام انصاری جامِ شہادت نوش فرما گئے اور آخر میں اکیلے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے جنہوں نے حضور ﷺ کا دفاع کیا اور آپ ﷺ کے محافظ بن کر لڑتے رہے۔

حالت یہ تھی کہ رسول اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے۔ پیشانی خون آلود تھی۔ ہونٹ زخمی تھے۔ آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر سے خون بہہ رہا تھا۔ تھکاوٹ اور زخموں کے سبب آپ ﷺ نڈھال تھے۔ ایسی صورت میں اکیلے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مشرکین پر زوردار حملہ کر کے اُن کو دھکیلتے اور پھر واپس آ کر نبی اکرم ﷺ کی طرف لپکتے۔ آپ ﷺ کو سہارا دے کر پہاڑی پر چڑھنے میں مدد دیتے۔ کسی اوٹ میں حضور ﷺ کو بٹھا کر مشرکین پر بار بار حملہ آور ہوتے تھے۔ اسی مسلسل کشمکش کے نتیجے میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کو مار بھگایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے بہت فاصلے پر تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے اور حضور ﷺ کی مرہم پٹی کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے چھوڑو، اپنے بھائی طلحہ رضی اللہ عنہ کی خبر لو۔"

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت ہو چکی تھی کہ جسم پر نیزوں اور تلواروں کے ستر (70) سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ زخم لگے ہوئے تھے۔ ایک ہاتھ کٹ چکا تھا اور ایک گڑھے میں بے ہوش پڑے تھے۔

غزوۂ احد کے اس واقعے کے بعد رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''جو شخص کسی زندہ شہید کو دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

''اُحد کی لڑائی تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے لڑی۔ اس میں کامیابی کا سہرا اُنہی کے سر پر ہے۔''

غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک یہودی سویلم کے مکان پر بہت سے منافقین جمع ہوتے پھر مسلمانوں کو جہاد سے روکتے اور بددلی اور انتشار پھیلاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فتنے کا استیصال کیا جائے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر یہودی کے مکان پر پہنچ گئے۔ اُس کا گھیراؤ کیا اور اُسے آگ لگا کر منافقین کی سازشوں کا اڈا تباہ کر دیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے بعض مہمات اور سرایا میں بھی بھیجا اور وہ کامیاب لوٹے۔

حجۃ الوداع میں بھی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے تھے۔

خلفائے راشدین کے دور میں:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے چاروں خلفائے راشدین..... حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں ان کی بیعت کی تھی۔

جنگ جمل کے موقع پر آپ کی شہادت ہوئی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر چونسٹھ (64) برس کی تھی۔

آپ کا حلیہ:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی اور قد درمیانہ تھا۔ ناک باریک اور خوبصورت تھی۔ داڑھی کے بال بہت گھنے تھے۔ بہت تیز رفتار تھے۔ بڑھاپے میں بھی بال سفید نہیں ہوئے اور بڑھاپے کا اثر ظاہر نہ ہوتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی اولاد:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں سات عورتوں سے نکاح کیا۔ ان میں سے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

آپ کے فضائل و اخلاق:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ایک متقی پرہیز گار اور فیاض شخص تھے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت تھی۔ آپ بہت مال دار تھے اور اپنا مال اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے تھے۔ غریبوں، یتیموں، بیواؤں، ضرورت مندوں اور اپنے قبیلے کے ناداروں کی بھرپور مالی امداد کرتے تھے۔ غریب نومسلم افراد پر دولت خرچ کرتے۔ قرض داروں کا قرض ادا کرنے میں اُن کی مدد کرتے۔ صبیحہ تیمی جو تیس ہزار (30,000) درہم کا مقروض تھا اُس کا سارا قرض آپ نے اُتار دیا۔ گھر میں مال جمع کر کے رکھنا آپ کو ناپسند تھا۔ لوگوں کو کثرت سے تحائف بھی دیتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہر سال دس ہزار (10,000) درہم بھیجا کرتے تھے۔ ذی القرد میں پانی کا ایک چشمہ تھا جسے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھاری رقم ادا کر کے خریدا اور عام مسلمانوں کے لیے اسے وقف کیا۔ آپ نے وفات کے وقت بیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار کا ترکہ چھوڑا تھا۔

مالدار ہونے کے باوجود سادہ مزاج تھے۔ سادگی سے رہتے اور سادہ غذا کھاتے۔ مہمانوں کے لیے وسیع دستر خوان رکھتے تھے۔

راہِ حق میں بڑے بے خوف اور بے باک تھے۔ حق گوئی، شجاعت اور سخاوت میں یکتا تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ میں بڑی مماثلت ہے۔ یہ دونوں حضرات قبولِ اسلام سے لے کر وفات تک متوازی چلتے رہے ہیں۔ دونوں کی عمر قریباً برابر تھی۔ دونوں نے ایک ہی دن اسلام قبول کیا۔ غزوات و سرایا میں دونوں نے دادِ شجاعت دی۔ غزوۂ بدر کو یوم زبیر رضی اللہ عنہ اور غزوۂ اُحد کو یومِ طلحہ رضی اللہ عنہ کہا گیا کیونکہ ان دونوں میں یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطل جلیل (Man of the Match) تھے۔ دونوں نے تجارت اور زراعت سے خوب مال کمایا اور اللہ کی راہ میں خوب خرچ کیا۔ دونوں کو جنگ جمل میں دھوکے اور غداری سے شہید کر دیا گیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے اڑتیس (38) احادیث مروی ہیں۔ آپ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ

((مَنْ سَرَّ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰی نَحْبَهٗ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدُ اللّٰهِ .))

''جو کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جو کہ زندہ شہید ہو تو وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔''

❁❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں وہ ان چھ اصحاب میں سے ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشاورت کیا کرتے تھے۔ آپ نے پندرہ 15 برس کی عمر میں مکے میں اسلام قبول کیا تھا۔

آپ نے دو ہجرتیں فرمائیں ایک حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف۔ آپ اولین مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔

مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد آپ نے تمام غزوات میں حصہ لیا اور کسی غزوے میں کبھی پیچھے نہ رہے۔ آپ بدری صحابہ میں بھی شامل ہیں اور بیعت رضوان والوں میں بھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقع پر جب جہاد کی دعوت دی تو تمام صحابہ میں سب سے پہلے آپ اس جہاد کے لیے تیار ہوئے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب جنگ یرموک ہوئی تو عیسائی رومیوں کے لشکر میں آپ نے بڑی بہادری کے جوہر دکھائے۔ آپ نے دو مرتبہ رومی فوج کی صفوں میں گھس کر اول سے آخر تک چیرتے چلے گئے اور پھر اسی طرح صفوں کو چیرتے ہوئے واپس آتے رہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا تھا۔

آپ ایک سفر پر تھے کہ کسی شقی القلب نے اس وقت آپ پر حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا جب آپ دوپہر کے وقت آرام (قیلولہ) فرما رہے تھے یا ظہر کی نماز میں سجدے کی حالت میں تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ایک دولت مند شخص تھے اور بہت صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے۔ آپ کی شہادت کا واقعہ 36ھ میں پیش آیا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر 67 برس تھی۔ آپ کی اولاد میں دس بیٹے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔

صحیح بخاری میں امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

((......اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهٗ لَخَیْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ، وَاِنْ كَانَ لَاَحَبُّهُمْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))

[صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، حدیث : 3717]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جہاں تک کہ مجھے معلوم ہے وہ (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) تم میں سب سے بہترین اور رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے''

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے حواری تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا

((اِنَّ لِكُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًا وَاِنَّ حَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ))

[صحیح بخاری، کتاب الفضائل صحابہ، حدیث 3719]

''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر بن عوام ہیں''

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ سے ایک رشتہ یہ ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے اور اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہوئے۔ دوسرا رشتہ یہ ہے کہ وہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے جو کہ حضور کی زوجہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں۔ اس کے علاوہ ان کے حضور ﷺ کے ساتھ کئی اور رشتے بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ صحابہ کرام میں واحد شخص ہیں جن کو حضور ﷺ سے کئی قرابتیں اور نسبتیں حاصل تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) حضرت زبیر بن العوام کے تفصیلی حالات زندگی

نام ونسب اور ابتدائی حالات:

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ قریش کی شاخ بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ اپنے والدین کے اکلوتے فرزند تھے۔ بچپن میں تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی والدہ کا نام صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب ہے جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے ماموں تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پردادا جن کا نام خویلد تھا وہ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے والد تھے۔ اس طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھتیجے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت المطلب بڑی بہادر اور نڈر خاتون تھیں۔ انہوں نے غزوۂ احزاب کے موقع پر چند دوسری خواتین کے ساتھ مل کر خیمے کی لکڑیوں سے یہودیوں کو مار بھگایا تھا اور ان یہودیوں میں سے ایک کو خود حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جہنم رسید کر دیا تھا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی پرورش اور تربیت اس انداز سے کی تھی جس سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ایک سخت کوش بہادر اور نڈر قائد بن کر لشکروں کی قیادت کر سکتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بچپنے میں ایک بڑی عمر کے آدمی سے جھگڑے کے دوران میں اُس کا ہاتھ توڑ دیا تھا۔ جب اس کی شکایت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کی گئی تو انہوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی بجائے شکایت کرنے والے سے کہا کہ

> ”تو نے زبیر کو کیا سمجھ رکھا ہے؟ کیا تو اسے پنیر یا کھجور سمجھتا ہے؟ کیا تو نے اسے پر پھیلانے والا شکرا سمجھا ہے؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ابتدائی زندگی ہی میں حرب وضرب کے فنون میں اتنی مہارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا کر لی تھی کہ اس کے نتیجے میں اُن کو حوصلہ مندی، دلیری اور خود اعتمادی حاصل تھی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کر لیا۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے چار پانچ روز بعد مسلمان ہوئے تھے۔ اس لیے آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ عشرۂ مبشرہ کے دو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی کم عمری ہی میں اسلام قبول کیا۔ ان دونوں کے نام یہ ہیں:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف سے سخت تکالیف اور مظالم و مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن اُس وقت ہتھیار اُٹھانے کی اجازت نہ تھی۔ آپ کا اپنا چچا آپ کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر ناک اور آنکھ میں دھواں دیتا مگر اس کے باوجود آپ نے اسلام سے روگردانی نہ کی۔ اس کے باوجود جب ایک موقع پر یہ افواہ پھیلی کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے اور قید کر لیا ہے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جوش میں آ گئے اور تلوار لے کر کفار کے مجمع میں گھس گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا:

زبیر! کیا بات ہے؟

عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتایا گیا تھا کہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے نکلا ہوں۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اُن کی جاں نثاری کی تعریف کی اور اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔

گویا اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور دفاع میں جو تلوار سب سے پہلے اُٹھی وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی تلوار تھی۔

جب کفارِ مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور پورے بنی ہاشم کا معاشرتی بائیکاٹ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاندان سمیت شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تو اس صبر آزما اور جاں گسل عرصے کے دوران میں بھی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے رضا کارانہ طور پر مقاطعے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فقر و فاقہ کی تکلیفیں برداشت کیں اور حضور ﷺ کا ساتھ دیا اور مشکلات و مصائب سے گھبرا کر دین اسلام کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

ہجرت:

مسلمانوں پر مشرکین کے مظالم جب حد سے بڑھ گئے تو 5 نبوی میں رسول اللہ ﷺ نے اہلِ اسلام کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت فرمائی۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہ آپ کی پہلی ہجرت تھی جو آپ نے اللہ کی راہ میں کی تھی۔

اس کے بعد آپ کی دوسری ہجرت مدینے کی طرف ہوئی۔ اس طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو ہجرتیں کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جب خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکے سے مدینے ہجرت فرمائی تو اس سفر کے دوران میں حضور ﷺ کی ملاقات حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوگئی جو اُس وقت ملک شام کے تجارتی سفر سے واپس آ رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو کچھ کپڑے تحفے میں دیے جو ہجرت کے سفر کی بے سروسامانی میں بڑی غنیمت تھے۔

غزوات میں شرکت:

حضور ﷺ نے مدینے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی مواخات ایک روایت کے مطابق حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے قائم کی تھی۔ یہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ وہی بزرگ تھے جن سے غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کر سکنے پر باز پرس کی گئی تو انہوں نے بہانے بنانے کی بجائے صاف صاف اپنی کوتاہی اور تساہل کا اقرار کر لیا۔ سب مسلمانوں کو ان سے تعلقات ختم کر لینے کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ ان کی بیوی کو بھی ہدایت کی گئی کہ وہ ان کو چھوڑ کر میکے چلی جائے۔ اس حالت میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے لیے زمین تنگ ہوگئی۔ جب قیصرِ روم نے اُن کے بارے میں سنا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کو ورغلانے اور لالچ دے کر اپنے ساتھ ملانے کے لیے وفد بھیجا مگر آپ نے اُس کی پیشکش ٹھکرادی۔ اپنی غلطی پر وہ برابر توبہ واستغفار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور قرآن مجید میں بھی ان کی توبہ قبول ہونے کی خوشخبری دی۔

اپنی مدنی زندگی میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ ہر معرکے میں بہادری کے جوہر دکھائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مشن آپ کے سپرد کیا اسے آپ نے پورا کیا۔

غزوۂ بدر کے موقع پر صرف دو صحابہ کے پاس گھوڑے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس جنگ میں حصہ لیا۔ شجاعت اور جاں بازی کے وہ جوہر دکھائے کہ لوگوں نے تسلیم کیا کہ اس جنگ کے ہیرو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حوالے سے اس جنگ کو یومِ زبیر کہا گیا۔ اسی غزوے میں ایک مشرک عتبہ بن سعید بن العاص جسے اپنی طاقت اور شجاعت پر بڑا ناز تھا سر سے پاؤں تک لوہے میں ملبوس تھا۔ اُس نے میدانِ بدر میں آ کر مسلمانوں کو للکارا:

''میں ابوذات الکرش ہوں۔ تم میں سے کوئی ہے جو میرے مقابلے میں آئے اور اپنی بیوی کو بیوہ اور اپنے بچوں کو یتیم کرے؟''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اشارہ پا کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے میں نکلے۔ زرہ میں سے عتبہ کی صرف آنکھیں کھلی تھیں اور باقی جسم لوہے سے ڈھکا ہوا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس زور سے نیزہ تاک کر مارا کہ اُس کی آنکھوں میں گڑ گیا اور عتبہ خود اپنی بیوی کو بیوہ اور اپنے بچوں کو یتیم کرتا ہوا واصل جہنم ہو گیا۔ پھر اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے اپنا نیزہ کھینچ نکالا۔ اس نیزے کے دونوں سرے مڑ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نیزہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے لے کر بطورِ یادگار اپنے پاس رکھ لیا۔ تاریخ اسلام میں اس نیزے کو 'عنزہ' کا نام دیا گیا۔ پاکستان کے ایک میزائل کا نام بھی 'عنزہ' رکھا گیا ہے۔ بعد میں یہ 'عنزہ' خلفائے راشدین کے پاس بھی رہا۔ جنگِ بدر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو کئی زخم آئے۔ کندھے پر ایسا زخم تھا جو ٹھیک ہو جانے کے بعد بھی گڑھا نما بن گیا تھا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کے زمانے میں اپنے باپ زبیر رضی اللہ عنہ کے اس زخم کے گڑھے میں اُنگلی ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔

اسی جنگ بدر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار بھی جہاد وقتال کے دوران مڑگئی تھی اور اس میں دندانے پڑ چکے تھے۔ یہ مخصوص تلوار بعد میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہی جو اُن کی شہادت تک انہی کی تحویل میں تھی۔

اس طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا وہ نیزہ اور آپ کی وہ تلوار تاریخی یادگار کے طور پر مشہور ہوئے۔

غزوۂ احد میں بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے خوب دادِ شجاعت دی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن جانثاروں میں سے تھے جو جنگ کے دوسرے راؤنڈ میں جب کہ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ بنا کر ڈھال کا کام کرتے رہے۔ انہوں نے مشرکین کے ہاتھوں زخم پر زخم کھانے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں کوئی کسر نہ رکھی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اس اندیشے سے کہ کہیں ابوسفیان مسلمانوں کو زخمی اور کمزور سمجھ کر دوبارہ حملہ نہ کردے مسلمانوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

'کون ہے جو ابوسفیان کے لشکر کا تعاقب کرے گا؟'

اس موقع پر زخم خوردہ ہونے کے باوجود ستر (70) صحابہ پر مشتمل جو جماعت تعاقب کے لیے تیار ہوگئی اُن میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیمپ کی حفاظت پر مامور کیا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسلامی کیمپ کو دشمنوں کے حملوں سے بڑی ہوشیاری اور دلیری سے محفوظ رکھا تھا اور اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو 'حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم' کا لقب دیا تھا۔

www.KitaboSunnat.com

صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان چودہ سو (1400) صحابہ کرام میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل تھے جنہوں نے بیعتِ رضوان میں حصہ لیا تھا۔

غزوۂ خیبر میں بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شریک تھا۔ خیبر کے سردار مرحب کی ہلاکت کے بعد اُس کے ایک جنگجو بھائی یاسر کو، جو جنگ میں ایک ہزار افراد پر بھاری سمجھا جاتا تھا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مقابلے میں قتل کیا تھا۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین مہاجرین کو علم بردار بنایا تھا اُن میں سے ایک حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ فتح کے بعد جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اٹھ کر ان کے چہرے سے گرد صاف کی اور یہ ایک بڑا اعزاز تھا۔

غزوۂ حنین میں بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شرکت کی تھی۔ جب قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے گھاٹیوں میں گھات لگا کر مسلمانوں پر شدید تیر اندازی کی اور اسلامی لشکر منتشر ہو گیا تو اُس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اُن چند صحابہ میں سے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور بڑی بہادری سے لڑے یہاں تک کہ دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا۔

طائف کا محاصرہ ہو یا تبوک کی مہم یا حجۃ الوداع غرض ہر موقع اور معرکے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

خلفائے راشدین کا زمانہ:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور مرتدین کے خلاف جنگ میں بھی حصہ لیا تھا۔

اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کی۔ ان سے بھر پور تعاون کیا۔ خلافتِ فاروقی میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شام اور فلسطین کے محاذ پر جہاد میں حصہ لیا۔ یرموک کے معرکے میں آپ نے کمال بہادری دکھائی اور دو دفعہ دشمن کے بہت بڑے لشکر کے اندر گھس کر لڑتے لڑتے دوسری طرف تک نکل گئے۔ عیسائیوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو گھیرا ڈال کر شہید کرنے کی کوشش کی مگر آپ شدید زخمی ہونے کے باوجود بحفاظت واپس آ گئے۔

فتح مصر میں بھی آپ نے حصہ لیا اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن تھے۔ آپ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

"زبیر رضی اللہ عنہ ارکانِ دین میں سے ایک رکن ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت جن چھ اصحاب پر مشتمل کمیٹی بنائی تھی کہ لوگ ان میں سے کسی ایک کو میرے بعد خلیفہ چن لیں، اُن میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے لیکن آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث کے ہاتھ پر بھی بیعت کی تھی اگرچہ وہ ان کی بعض باتوں سے اختلاف رکھتے تھے۔

آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اس شرط کے ساتھ بیعت کی تھی کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصاص لیں گے۔ آپ نے جنگ جمل میں حصہ نہیں لیا تھا۔

شہادت:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بصرہ کے قریب دھوکے اور غداری سے شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت پر شعرا نے مرثیے کہے۔

حلیہ:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دراز قد تھے۔ جسم متوازی تھا۔ رنگ گندمی، چھدری داڑھی تھی۔ سر کے بال لمبے تھے۔ آخر وقت تک صحت بہت اچھی تھی۔ آپ باوقار اور وجیہہ شخص تھے۔

اولاد و ازواج:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے چھ نکاح کیے۔ شہادت کے موقع پر چار بیویاں موجود تھیں۔ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پہلی شادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ذات النطاقین سے ہوئی تھی جن کے بطن سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مدینے میں پیدا ہونے والے سب سے پہلے مسلمان بچے تھے۔ ان کی پیدائش پر مسلمانوں نے بہت خوشی منائی تھی اور اسے نیک شگون گمان کیا تھا۔

چھ بیویوں سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گیارہ لڑکے اور نو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

سیرت و کردار:

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ وہ اوّلین مسلمانوں میں سے تھے جنہوں نے بالکل ابتدا ہی میں مکے میں اسلام قبول کیا۔ دین اسلام کی خاطر ہر طرح کی مصیبت برداشت کی۔ اللہ کی راہ میں دو دفعہ ہجرت کی۔ اسلام اور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سب سے پہلے انہوں نے تلوار اٹھائی۔ تمام غزوات میں حصہ لیا اور بہادری کے کارنامے دکھائے۔ آپ نہایت بہادر اور مہم جو تھے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ آپ سخی، دیانت دار اور صداقت شعار تھے۔ لباس اور غذا میں سادگی اختیار کرتے۔ البتہ جنگ میں اعلیٰ اور عمدہ لباس پہن کر شرکت کرتے تھے۔

آپ کا ذریعۂ معاش تجارت اور زراعت تھی۔ مدینہ اور مدینے کے باہر بھی آپ کی زمین تھی۔ آپ بہت خوشحال تھے۔

غزوۂ احزاب کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بنو قریظہ کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔ یہ ایک انتہائی خطرناک اور جان جوکھوں میں ڈالنے والی مہم تھی جو اکیلے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سر کی۔ واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے مجمع میں فرمایا: فِدَاكَ أُمِّیْ وَأَبِیْ (تجھ پر میرے ماں باپ قربان)

یہ الفاظ آپ کے علاوہ صرف حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیے۔

- حضور ﷺ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ

"ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر بن العوام ہے۔"

- حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو اشجع العرب (عربوں کا سب سے بہادر انسان) کہا کرتے تھے۔

❀❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں اور حدیث متعلقہ میں ان کا ساتواں نمبر آیا ہے۔

نام ونسب اور ابتدائی زندگی:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبدالکعبہ یا عبد عمرو تھا لیکن جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ والد کا نام عوف تھا۔

آپ کا تعلق قبیلہ بنی زہرہ سے تھا جو قریش کی ایک شاخ تھی۔ مشہور صحابی اور فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) اُن کا تعلق بھی بنی زہرہ ہی سے تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ کا تعلق بھی اسی قبیلہ بنی زہرہ سے تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام شفا تھا۔ آپ کی والدہ کی طرف سے آپ کا نسب پانچویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے جاملتا ہے لیکن آپ کے باپ کی طرف سے آپ کا نسب چھٹی پشت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے جاملتا ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ سیّدہ شفا رضی اللہ عنہا نے اُس وقت دایہ کی خدمات سرانجام دی تھیں۔

اس طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ سیّدہ شفا رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُنہوں نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ بعد میں سیّدہ شفا رضی اللہ عنہا نے اسلام بھی قبول کرلیا اور مدینے ہجرت بھی فرمائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عام الفیل (وہ سال جس میں مکے پر ابرہہ نے حملہ کیا تھا) کے دس سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ عیسوی سن 581 بنتا ہے۔ اس طرح حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دس برس چھوٹے تھے۔

قبول اسلام:

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوشش اور ترغیب سے اسلام لائے۔ آپ ابتدائی دور میں اسلام لانے والے السابقون الاولون صحابہ میں سے ہیں۔ آپ کے اسلام لانے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا:

''میں ایک ایسا چہرہ دیکھتا ہوں جس میں بھلائی کی امید ہے۔''

اسلام لانے کے بعد آپ نے زیادہ وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزارا۔ لیکن دوسرے ابتدائی مسلمانوں کی طرح آپ کو بھی قریش کی طرف سے سختیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

ہجرت:

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دو بار اللہ کی راہ میں ہجرت فرمائی۔ پہلی ہجرت حبشہ کی جانب اور دوسری مدینے کی طرف کی۔

مؤاخات:

مدینے ہجرت کر جانے کے بعد وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی مؤاخات (بھائی چارہ) حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے کر دی۔ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ بہت مالدار تھے۔ اُنہوں نے گھر لے جا کر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا:

''میں مدینے کا سب سے دولت مند شخص ہوں۔ میں آپ کو اپنا آدھا مال پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے آپ جس کو پسند کریں میں اُسے طلاق دے دیتا ہوں اور وہ عدت پوری کر لیں تو آپ اُن سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کرلیں۔"

لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُن کی اس پیشکش کو شکریے کے ساتھ واپس کردیا۔ اُن کے حق میں خیر و برکت کی دعا بھی کی اور کہہ دیا کہ آپ صرف مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو تجارت میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ وہ بازار گئے۔ وہاں کچھ خرید و فروخت کی اور منافع میں کچھ گھی اور پنیر لے کر واپس آئے۔ اس کے بعد انہوں نے مدینے میں ایسا کاروبار شروع کردیا جس میں اتنی برکت ہوئی کہ پھر وہ مدینے کے مشہور تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔

غزوات:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ آپ نے غزوۂ بدر، احد، خندق، صلح حدیبیہ (بیعت رضوان) فتح خیبر، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف، تبوک کی مہم اور حجۃ الوداع میں بھی شرکت فرمائی۔

عہد نبوی میں آپ نے دومۃ الجندل میں اسلامی لشکر کی قیادت کی۔ وہاں کا عیسائی حکمران اصبغ بن عمرو آپ کی دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں مسلمان ہوگیا۔ اُس کے قبیلے کے بہت سے دوسرے افراد نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ اس کامیاب مہم (سریہ) کی وجہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو "دومۃ الجندل کا بہادر آدمی" بھی کہا جاتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر پورا اعتماد تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی اصابت رائے کی قدر فرماتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن علما صحابہ کرام میں شامل تھے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں فتویٰ دینے کی اجازت دی تھی۔

ایک موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نائب بھی بنایا تھا۔

خلفائے راشدین کے دور میں:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن چند مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل تھے جنہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ آپ خلیفۂ وقت کے ساتھ پورا تعاون کرتے رہے۔

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے قریب اپنے بعد خلیفہ کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا اور اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

"بے شک عمر رضی اللہ عنہ اس کے اہل ہیں مگر وہ سخت مزاج ہیں۔"

اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"عمر رضی اللہ عنہ کی سختی میری نرمی کی وجہ سے ہے۔ جب اُن پر خلافت کی ذمہ داری کا بوجھ پڑے گا تو وہ خود بخود نرم ہو جائیں گے۔"

اس کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بطور خلیفہ منتخب کرلیا گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُن کی بیعت کی اور اُن کے ساتھ ہمیشہ ہر طرح کا تعاون کیا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن تھے۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو امیر حج بھی مقرر کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ کے لیے اصحاب پر مشتمل کمیٹی بنائی تھی اُن میں آپ بھی شامل تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے انتخاب میں کلیدی اور مرکزی کردار ادا کیا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پہلے سال حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہی کو امیر الحج مقرر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا۔ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے۔ آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتے وقت ان سے یہ عہد لیا تھا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے طریقے کی پیروی کریں گے۔

ذریعۂ معاش:

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا خاندانی پیشہ تجارت تھی۔ آپ کے والد عوف بھی ایک تاجر تھے۔

آپ نے مکے میں بھی تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ پھر جب مدینے ہجرت کر لی تو یہاں بھی اُنہوں نے تجارت شروع کی جس میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو خوب برکت دی اور وہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتے گئے۔ تجارت کے نتیجے میں آپ کا شمار مدینے کے دولت مندوں میں ہونے لگا۔

آپ کا تجارتی اصول یہ ''کم منافع تجارت زیادہ'' تھا۔

اپنی تجارت کا حال وہ اس طرح بیان کرتے تھے کہ

''میں اگر پتھر کو بھی ہاتھ لگاؤں تو وہ سونا ہو جاتا ہے۔''

آپ نے تجارت کے ذریعے بہت مال کمایا اور اللہ کی راہ میں بھی خوب خرچ کیا۔

آخری عمر میں زراعت بھی کرتے رہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا:

اللہ کی راہ میں آپ بہت خرچ کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجارت اور زراعت کے ذریعے کثیر دولت عطا فرمائی۔ آپ اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتے تھے۔

ایک دفعہ عہد نبوی میں آپ نے پانچ سو اونٹوں پر لدا ہوا اناج اور دوسرا تجارتی سامان اللہ کی راہ میں خیرات کیا تھا۔

ایک مرتبہ سات سو اونٹوں پر لدا ہوا سارا غلہ اور دوسرا سامان مسلمان حاجت مندوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بانٹ دیا۔

جہاد کی تیاری کے لیے بھی آپ نے مختلف اوقات میں بھرپور مالی تعاون کیا۔ ایک موقع پر اپنا آدھا مال نبی ﷺ کو پیش کر دیا۔ دو موقعوں پر چالیس ہزار دینار دیے۔ ایک بار جہاد کے لیے پانچ سو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ دے دیے۔ آپ نے ایک قطعہ اراضی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو چالیس ہزار دینار میں فروخت کیا۔ بعد میں یہ ساری رقم مدینے کے غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دی۔

آپ ضرورت مندوں کو قرضِ حسنہ بھی دیا کرتے تھے۔

آپ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے خصوصی طور پر خرچ کرتے تھے۔ اُن کے حج اور عمرہ کے سفر میں ان کے ساتھ جاتے۔ اُن کی خوراک، سواری، پردہ اور دوسری ضروریات کا خود انتظام کرتے اور اُن کی حفاظت کرتے تھے۔

آپ امہات المومنین کو اکثر تحائف بھیجتے تھے۔ بعض اوقات اُن کو بڑی بڑی رقمیں پہنچاتے تھے۔ انہوں نے وفات کے وقت امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے اپنے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا تھا۔ یہ ساری رقم امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے آپس میں تقسیم کر لی۔

آپ کا ترکہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جس قدر انفاق فی سبیل اللہ کرتے اللہ تعالیٰ اُن کو اور زیادہ عطا فرماتا تھا۔ آپ نے وفات کے وقت ترکے میں چھبیس لاکھ سے زیادہ دینار چھوڑے۔ اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، ایک سو گھوڑے، تین ہزار بکریاں اور کچھ زمین بھی ترکے میں چھوڑی۔ آپ کی چار بیوگان کو بہت بڑی دولت ورثے میں ملی۔

آپ نے جو مالی وصیت فرمائی تھی اس کی تفصیل یہ ہے:

1۔ تمام موجود بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو چار چار سو دینار دیے جائیں۔ اُس وقت بدری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک سو (100) تھی۔

2۔ غریبوں اور مسکینوں میں پچاس ہزار (50,000) دینار صدقہ کر دیے جائیں۔

3۔ ایک ہزار اونٹ خیرات کر دیے جائیں۔

4۔ ایک (چار لاکھ درہم کا مالیتی) باغ امہات المومنین کو ہدیہ کر دیا جائے۔

سیرت و کردار:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ علم وفضل، اصابت رائے اور سخاوت میں نہایت ممتاز تھے۔ آپ ان چند صحابہ کرام میں سے تھے جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ ہی میں فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ آپ ایک سنجیدہ اور باوقار شخص تھے۔ نہایت دور اندیش، انصاف پسند اور صاحبِ بصیرت تھے۔ تقویٰ، ایثار اور سخاوت جیسے اوصاف سے متصف تھے۔ آپ ایک دولت مند درویش تھے۔ دورِ جاہلیت میں کفر کی حالت میں بھی کبھی شراب نہیں پی۔ نہایت عبادت گزار تھے۔ کم سے کم آٹھ حج کیے تھے۔ کثرت سے روزہ رکھتے تھے۔

جب لوگ اُن کو اپنے غلاموں میں دیکھتے تو اُن میں اور غلاموں میں کوئی فرق محسوس نہ ہوتا تھا۔

ایک دن آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ آپ روزے سے تھے۔ افطار کا وقت بھی قریب تھا۔ پرتکلف کھانے دیکھ کر کہنے لگے:

> ''حضرت وہب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ وہ مجھ سے کہیں بہتر تھے۔ ان کے لیے اُس وقت ہمارے پاس اتنا کپڑا نہ تھا کہ کفن پورا ہو جاتا۔ اُن کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمارے مال میں اتنی فراوانی کر دی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں صرف دنیا ہی میں ہمارا حصہ نہ رکھ دیا گیا ہو۔''

آپ نے یہ کہا اور اس کے بعد زار وقطار رونا شروع کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان آٹھ (8) خوش قسمت صحابہ کرام میں سے تھے جن کو سب سے پہلے اسلام لانے کی توفیق ملی۔

آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت ملی۔

آپ ان چھ اصحاب میں سے ایک ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لیے نامزد کیا تھا۔

آپ اُن چند فقہاء صحابہ میں شامل ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ دینے کی اجازت دی تھی۔

اللہ تعالیٰ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

حلیہ:

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ باوقار شخص تھے۔ چھریرا بدن اور طویل قامت تھے۔ رنگت سرخ اور سفید تھی۔ روشن چہرہ تھا۔ ناک ستواں، بڑی بڑی سرمگیں آنکھیں تھیں۔ پلکیں گھنی تھیں۔ لمبی داڑھی تھی۔ بال لمبے اور گھنگریالے تھے۔ غزوہ احد میں آپ کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ زخم کے باعث پاؤں لنگڑا کر چلتے تھے۔

اولاد:

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کئی شادیاں کیں۔ جن سے 21 بیٹے اور 7 بیٹیاں تھیں۔

وفات:

آپ نے 32ھ میں پچھتر 75 برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کو بہت مبارک کفن ملا جس کی تفصیل یہ ہے کہ

ایک خاتون نے اپنے ہاتھ سے ایک چادر بُن کر اور تیار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیے میں دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چادر کو تہبند کے طور پر باندھا اور اس خاتون کی تعریف فرمائی۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وہ چادر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لی۔ حضور ﷺ نے کچھ دیر باندھے رکھنے کے بعد وہ چادر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی۔ آپ نے وہ چادر سنبھال کر اپنے کفن کے لیے رکھ لی جو بعد میں آپ کے کفن میں استعمال کی گئی۔

آپ کی نمازِ جنازہ خلیفہ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی وفات پر کہلا بھیجا کہ آپ کا جنازہ میرے حجرے کے سامنے سے گزارا جائے تاکہ میں اس پر نمازِ جنازہ پڑھ سکوں۔ چنانچہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے احترام میں ایسا ہی کیا گیا۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی جنازہ اٹھانے والوں میں سے تھے اور "وَاجَبَلَاہ" کہتے جاتے تھے کہ افسوس پہاڑ جیسی عظیم شخصیت چل بسی۔

آپ کی روایت کردہ احادیث:

اگرچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنا اکثر وقت نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بسر کیا تاہم انہوں نے احتیاط کے پیشِ نظر صرف پینسٹھ (65) احادیث روایت کی ہیں۔

عشرہ مبشرہ والی حدیث بھی آپ نے روایت کی ہے جسے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔

❀❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ایک حدیث کی ترتیب میں آپ کا نام آٹھویں نمبر پر آیا ہے۔

نام ونسب اور ابتدائی زندگی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو اسحاق تھی۔ آپ کے والد کا نام مالک تھا۔ تاریخ اسلام میں آپ کو کبھی سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور کبھی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کی شاخ بنی زہرہ سے تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا تعلق بھی اسی بنی زہرہ قبیلے سے تھا اور وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے والد کی چچا زاد بہن تھیں۔ اس رشتے کے مطابق حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں زاد بھائی تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام حمنہ تھا اور وہ بنو امیہ میں سے تھیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو قریش کے تین معزز قبیلوں بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو امیہ سے قرابت داری تھی۔

آپ کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت پر جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

آپ ہجرت مدینہ سے 30 سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک خوشحال گھرانے سے تھا اس لیے آپ کی پرورش اور تربیت بہت عمدہ ہوئی تھی۔ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ تیر اندازی اور دوسرے فنونِ جنگ کے ماہر تھے۔

قریش کے دوسرے لوگوں کی طرح آپ کا ذریعہ معاش بھی تجارت تھی۔

قبول اسلام:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سترہ 17 برس کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے اسلام لائے۔ آپ ابتدا میں اسلام لانے والے 'السابقون الاولون' میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''اسلام قبول کرنے سے تین راتیں پہلے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ میں خوفناک اندھیروں میں ڈوبتا جاتا ہوں۔ میں اس تاریک سمندر کی موجوں میں ہچکولے کھا رہا تھا کہ اچانک مجھے نظر آیا کہ ایک چاند چمک رہا ہے۔ میں اس چاند کی طرف لپکا۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ مجھ سے پہلے کچھ اور لوگ بھی اس چاند کے قریب پہنچے ہوئے ہیں۔

میں نے غور سے دیکھا تو مجھے یہ لوگ نظر آئے:

1۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

2۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

3۔ سیدنا ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ

میں نے ان سے پوچھا:

_ آپ یہاں کب آئے؟

انہوں نے جواب دیا:

ہم ابھی ابھی آئے ہیں۔''

صبح ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ طور پر اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی دینا چاہتا ہے اور میری رہنمائی کر کے مجھے کفر کے اندھیرے سے نکال کر اسلام کی روشنی کی طرف لانا چاہتا ہے۔

''میں اسی وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت محلّہ جیاد کی ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے۔ میں وہاں پہنچ گیا اور اسلام لانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شفقت فرمائی اور میں مسلمان ہوگیا۔ اسی وقت وہ تینوں حضرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے سامنے آئے جن کو میں خواب میں دیکھ چکا تھا۔

جب میری ماں کو معلوم ہوا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے تو وہ غصے میں آپے سے باہر ہوگئیں۔

چونکہ مجھے اپنی ماں سے بہت محبت تھی۔ اُس نے مجھ سے ناراض ہوکر پوچھا:

اے سعد! یہ کیسا دین ہے جس نے تم سے باپ دادا کا دین چھڑا دیا ہے؟

بخدا! اگر تم نے اس دین کو ترک نہ کیا تو میں مرتے دم تک نہ کچھ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی یہاں تک کہ مرجاؤں گی۔

پھر تم میرے غم میں رو گے۔ ہمیشہ نادم و شرمندہ رہو گے کیونکہ لوگ تمہیں طعنہ دیتے رہیں گے۔

میں نے کہا:

امی جان! ایسا ہرگز نہ کریں۔ مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ لیکن کیا کروں مجھے یہ دین آپ سے بڑھ کر پیارا ہے۔ میں اسے ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

میری ماں اپنی دھمکی پر قائم رہی۔ اُس نے کھانا پینا بند کردیا۔ وہ نہایت کمزور اور لاغر ہوگئی۔

میں وقفے وقفے سے اس کے پاس جاکر التجا کرتا کہ امی! کچھ کھا پی لیں۔ مگر وہ ہر بار سختی سے انکار کرتی اور کہتی کہ میں مرتے دم تک کچھ نہیں کھاؤں پیوں گی۔ اگر تمہیں میری زندگی عزیز ہے تو یہ دین چھوڑ دو۔

آخر میں نے دوٹوک الفاظ میں کہا:

امی جان! بے شک مجھے آپ سے محبت ہے لیکن آپ سے زیادہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تیرے جسم میں ہزار جانیں بھی ہوں اور وہ ایک ایک کرکے بدن سے نکل جائیں، میں پھر بھی اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔

میری ماں نے جب میرے اس پختہ عزم کو دیکھا اور یقین کرلیا کہ میں اس نازک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورتِ حال میں بھی اپنا دین نہیں چھوڑوں گا تو اس نے بادلِ نخواستہ کچھ کھا پی لیا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا....﴾ (لقمان: 15)

''اور اگر وہ دونوں (والدین) تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں، تو اُن دونوں کا کہا نہ مان اور دنیا میں ان سے بھلے طریقے سے رہ۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔

لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دوسرے ابتدائی مسلمانوں کی طرح مشرکینِ قریش کی طرف سے ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار کے شر سے بچنے کے لیے مکے کی گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔

ایک دفعہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ویران گھاٹی میں نماز ادا کر رہے تھے۔ اتفاق سے وہاں چند مشرکین کا گزر ہوا۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھتے دیکھا تو آوازیں کسنے لگے اور پھر ان پر حملہ کرنے لگے۔

اس موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آ گئی انہوں نے قریب پڑی مردہ اونٹ کے شانے کی ہڈی اُٹھا کر ایک مشرک کے سر پر ماردی جس سے اُس کا سر پھٹ گیا اور لہو بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر باقی مشرکین بھاگ گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے اسلام کی راہ میں سب سے پہلے دشمن کا خون بہایا ورنہ اب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کفار کے مقابلے میں ہاتھ اُٹھانے اور لڑنے کی اجازت نہ تھی۔

مکی دور میں جب نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان بنو ہاشم کا معاشرتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بائیکاٹ کیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی رضا کارانہ طور پر شعب ابی طالب میں محصور رہے اور سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ

"ایک دفعہ رات کو مجھے ایک سوکھے چمڑے کا ٹکڑا مل گیا۔ میں نے اسے پانی سے دھوکر صاف کیا۔ پھر آگ پر بھون لیا۔ پھر کوٹ کر پانی میں گھول کر ستو کی طرح پی لیا تاکہ میری بھوک مٹ سکے۔"

ہجرت:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے چھوٹے بھائی عمیر کے ساتھ مکے سے مدینے ہجرت فرمائی۔

مؤاخات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی مؤاخات حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔ مدینے ہجرت کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی مؤاخات حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ سے کر دی جو قبیلہ اوس کے سردار تھے۔

غزوات:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مدینے قیام کے دوران مشرکین کے خلاف ایک مہم (سریہ) میں سب سے پہلے دشمن کے خلاف تیر چلایا تھا۔ یہ آپ کے لیے بڑا اعزاز ہے کہ مکے میں بھی آپ نے سب سے پہلے کسی کافر کا خون بہایا اور مدینے میں سب سے پہلے اللہ کی راہ میں اپنا تیر چلایا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ آپ غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ احزاب، فتح خیبر، صلح حدیبیہ (بیعت رضوان)، فتح مکہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں حصہ لیا اور بہادری کے جوہر دکھائے اور خوب تیر اندازی کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احد میں جب دوسرے راؤنڈ میں درے کی طرف سے دشمن نے اچانک حملہ کر دیا تھا اور مسلمانوں کے قدم لڑکھڑا گئے تھے اُس وقت نبی ﷺ کے قریب صرف دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہ گئے ایسے نازک موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی مدافعت کرتے ہوئے کفار پر بڑی جرأت اور مہارت سے تیر اندازی کی۔

آپ نے اس موقع پر قریباً ایک ہزار تیر چلائے تھے۔ اپنے ترکش کے تیر ختم ہو جانے کے بعد نبی ﷺ کے ترکش کے تمام تیر بھی آپ نے ختم کر ڈالے تھے۔

اس وقت نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((اِرْمِ سَعْدُ، اِرْمِ سَعْدُ، اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ .))

''اے سعد تیر اندازی جاری رکھو۔ اے سعد تیر اندازی جاری رکھو۔ تیر اندازی جاری رکھو، تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ساری عمر نبی ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ تحسینی کلمات فخریہ طور پر بیان کرتے رہے۔

آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے تمام صحابہ کرام میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے صرف میرے لیے یہ الفاظ فرمائے تھے۔

((فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ))

''میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔''

خلافت راشدہ کے عہد میں:

لیکن ایک اور موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عظمت بہت نمایاں ہوتی ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ایران کی آتش پرست قوم کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ اس وقت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو اسلامی لشکر کا جھنڈا عطا کیا اور سپہ سالار بنایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی:

''اے سعد! یاد رکھو: اللہ کے ہاں خاندانی برتری کوئی چیز نہیں۔ اُس کے ہاں اطاعت ہی کا مقام ہے۔ اللہ کے دربار میں ادنیٰ اور اعلیٰ مالی حیثیت والوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ سب برابر ہیں۔ اللہ ہی سب کا رب ہے۔ سب اُس کے بندے ہیں۔ فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ اطاعت اور فرماں برداری ہی سے درجہ ملتا ہے۔ ہمیشہ اس کام کی طرف متوجہ رہو جو رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ اسی دعوت اور مشن کو آگے بڑھانا ہم سب کی ذمہ داری ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے جاری فرمایا تھا۔''

ایران پر حملہ آور ہونے والے اس اسلامی لشکر میں 99 بدری صحابہ کرام شامل تھے۔

310 بیعت رضوان والے صحابہ کرام تھے۔

300 وہ صحابہ تھے جنہوں نے فتح مکہ میں حصہ لیا تھا۔

700 کے قریب فرزندانِ صحابہ شامل تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنے جلیل القدر صحابہ اور نوجوانوں کا کمانڈر بنایا گیا تھا۔

یہ لشکر قادسیہ کے میدان میں اترا۔ اس کی صف آرائی کی گئی۔ اسلامی لشکر کی کل تعداد تیس ہزار (30,000) تھی جب کہ ایرانی لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار (1,20,000) تھی اور اُن کے سپہ سالار کا نام رستم تھا۔

کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخری دن مسلمانوں نے فیصلہ کن جنگ کے لیے دشمنوں کو گھیرے میں لے لیا اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے اُن پر حملہ آور ہوگئے۔ ایرانی سپہ سالار رستم کا سر قلم کیا گیا۔ جب ایرانیوں نے اپنے سپہ سالار کا سر مسلمانوں کے نیزوں کی انی پر دیکھا تو وہ حواس باختہ ہو کر بھاگے۔

اس جنگ میں تین ہزار ایرانی مارے گئے اور مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا تھا۔

قادسیہ کی جنگ نے ایرانیوں کی کمر توڑ دی تھی مگر ابھی تک ان کا دارالحکومت مدائن محفوظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر مدائن پر قبضہ کرنے کے لیے دوسری بڑی جنگ کی اور فتح پائی۔

اس موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ جو مالِ غنیمت لگا اُس میں بادشاہ کا سنہری تخت شامل تھا۔ اُس کے ہاتھوں کے سونے کے کنگن تھے۔ اس کے علاوہ بے شمار کپڑے، جواہرات اور دوسری قیمتی اشیاء حاصل ہوئیں۔

مجاہدین کی دیانت کا یہ عالم تھا کہ جو چیز جس کے ہاتھ آئی وہ سب ایک جگہ اکٹھی کر دی گئیں اور مدینے بھیج دی گئیں جہاں پر تقسیم کے وقت ہر مجاہد کو دوسری اشیاء کے علاوہ بارہ ہزار درہم ملے تھے۔

خلافتِ عثمانی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ کے چناؤ کے لیے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جو چھ رکنی کمیٹی بنائی تھی اُس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ مگر آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے۔

آپ نے بعد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور اُن سے ہمیشہ تعاون کرتے رہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین منتخب کیا گیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُن کی بھی بیعت کی تھی۔

وفات:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پچاسی 85 برس کی عمر میں 55ھ میں وفات پائی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا قد چھوٹا تھا اور جسم دوہرا تھا۔ ہاتھ اور بازو بہت مضبوط تھے۔ سر بڑا تھا اور انگلیاں موٹی تھیں۔ گھنے بال تھے۔ عمر کے آخری حصے میں خضاب لگاتے تھے۔

ازواج واولاد:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کئی نکاح کیے۔ بعض روایات میں آپ کی بیویوں کی تعداد نو (9) آئی ہے اور ان بیویوں سے سترہ بیٹے اور سولہ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت واخلاق:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک عظیم جرنیل اور فاتح ومنتظم تھے۔ آپ السابقون الاولون میں تھے۔ آپ اُس وقت ایمان لائے جب ایمان لانا پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کا بستر تھا۔ راہِ حق میں بہت سی مشکلات اور مصیبتیں آئیں مگر ان سب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

آپ کی طبیعت میں تقویٰ، محبتِ رسول ﷺ، شجاعت، حق گوئی، سخاوت اورعزم واستقامت نمایاں خصوصیات ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایک موقع پر نبی ﷺ نے 'رجل صالح' کا خطاب دیا تھا۔ لوگوں میں آپ 'فارس العرب' (عربوں کا شہسوار) کے لقب سے مشہور تھے۔

آپ رضا کارانہ طور پر نبی اکرم ﷺ کے سفر وحضر میں محافظ تھے۔

آپ بڑے سخی تھے۔ غریبوں اور محتاجوں کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے تھے۔

علم وفضل میں بھی ممتاز تھے۔ روایتِ حدیث میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔

❀❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9۔ سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور آپ حدیثِ عشرہ مبشرہ کے راوی بھی ہیں۔

خاندان:

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچا زاد اور بہنوئی تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ بنو عدی سے تھا جو قریش ہی کی ایک شاخ تھی۔ والدہ کا نام فاطمہ تھا جو کہ قبیلہ بنو خزاعہ میں سے تھیں۔

سیّدنا سعید بن زید کی کنیت ابوالاعور تھی۔ آپ کے والد کا پورا نام زید بن عمرو بن نفیل جو کہ اپنے زمانے کے دین ابراہیمی کے پیروکار موحد تھے۔ وہ نہ تو بتوں کی پوجا کرتے، نہ اُن پر چڑھاوے چڑھاتے، نہ بتوں کے نام کی قربانی کرتے اور نہ وہاں کا کھانا کھاتے۔ انہوں نے اصحاب فیل کا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کیا اور اپنے گھر یعنی بیت اللہ شریف کی حفاظت فرمائی تھی۔

زید بن عمرو بن نفیل کو سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے قبل دیکھا تھا۔ زید نے تلاش حق میں شام، عراق اور دوسرے علاقوں کا سفر کیا۔ وہ یہودی اور عیسائی علماء اور راہبوں سے بھی ملے مگر کہیں بھی اُن کے دل کو اطمینان نصیب نہ ہوا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ

✓ ''اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں تیرے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔''

اس کے علاوہ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ

✓ ''اے اللہ! اگر مجھے معلوم ہو کہ تجھے عبادت کا کون سا طریقہ پسند ہے تو میں اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے سے تیری عبادت کروں۔''

انہوں نے اپنی اس آرزو کا اظہار بھی کیا کہ اُن کو آخری نبی ﷺ کے دیدار کی خیر و برکت نصیب ہو جائے اس بارے میں وہ کہتے تھے کہ

''اے اللہ! اگر تو نے مجھے اس خیر و برکت سے محروم رکھا ہے لیکن میرے بیٹے کو اس خیر و برکت سے محروم نہ رکھنا۔''

اللہ تعالیٰ نے جناب زید کی یہ دعا قبول فرمائی اور جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے دین اسلام کی دعوت پیش کی تو سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا اور وہ ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جو ابتدا ہی میں اسلام لائے تھے۔

ایک مرتبہ جناب زید بن عمرو بن نفیل نے قریش کو کسی مذہبی تہوار پر خوشیاں مناتے دیکھا تھا کہ قریشی نوجوان قیمتی ریشمی عمامے باندھے اور اعلیٰ یمنی لباس پہنے ہوئے پھر رہے ہیں۔ عورتوں اور بچوں نے بھی عمدہ لباس پہنا ہوا ہے اور کچھ لوگ جانوروں کو نہلا دھلا کر بتوں کے سامنے قربان کرنے کے لیے لا رہے ہیں۔

جناب زید نے یہ منظر دیکھا تو خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کہنے لگے:

''اے قبیلۂ قریش! جس بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اُس کے لیے آسمان سے بارش برسائی۔ جس کا پانی پی کر وہ سیراب ہوئی۔ جس نے اللہ کی زمین سے اُگی ہوئی گھاس کھائی اور اپنا پیٹ بھرا۔ تم اس بکری کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ یہ کتنی بڑی جہالت اور نادانی ہے۔''

یہ الفاظ سنتے ہی جناب زید کے بھائی خطاب (سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے والد) مشتعل ہو گئے اور انہوں نے جناب زید کو زوردار تھپڑ مارا اور کہا:

''تو برباد ہو، ہم بہت دیر سے تیری فضول باتیں سن رہے ہیں اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔''

اس کے بعد خطاب نے اپنی قوم کے کچھ سر پھرے لوگوں کو اُکسایا جنہوں نے جناب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زید پر حملہ کیا اور اُن کو مار مار کر مکہ مکرمہ سے باہر نکال دیا۔ آپ غار حرا والے پہاڑ جبل نور میں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ ان کے مکہ مکرمہ میں داخلے پر پابندی لگا دی گئی مگر وہ کبھی کبھار چھپ کر شہر میں آ جاتے تھے۔

ایک دفعہ جناب زید خفیہ طور پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ وہاں اُن کی ملاقات ورقہ بن نوفل، عبد اللہ بن جحش، عثمان بن حارث اور اُمیمہ بنت عبد المطلب (حضور ﷺ کی پھوپھی) سے ہوئی۔ یہ لوگ آپس میں افسوس کا اظہار کر رہے تھے کہ قریش سخت گمراہی میں پڑ چکے ہیں۔

جناب زید نے اُن کی بات چیت سن کر کہا:

> "اللہ کی قسم! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی قوم گمراہ ہو چکی ہے۔ وہ ابراہیمی دین سے ہٹ گئی ہے۔ مگر آپ لوگ تو صحیح ابراہیمی دین اختیار کرنے والے بن جائیں کیونکہ اسی میں آپ سب کی نجات ہے۔"

اس کے بعد یہ چار مرد یہود و نصاریٰ کے علماء کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تا کہ اصل ابراہیمی دین کو اس کی صحیح صورت میں اختیار کر سکیں۔

ان میں سے ایک ورقہ بن نوفل نے عیسائیت قبول کر لی۔ دو آدمی عبد اللہ بن جحش اور عثمان بن حارث کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ البتہ زید بن عمرو نفیل کی داستان بڑی دلچسپ ہے وہ خود بیان کرتے ہیں کہ

میں نے یہودیت اور عیسائیت کے بارے میں تحقیق کی مگر ان دونوں مذہبوں سے میرا دل مطمئن نہ ہوا۔ پھر میں نے ابراہیمی دین کے بارے میں جستجو کی۔ اس کے لیے کئی سفر کیے۔ آخر ملک شام میں کسی نے مجھے بتایا کہ یہاں ایک ایسا راہب ہے جو بہت بڑا عالم ہے۔ چنانچہ میں اس کے پاس گیا۔ اُسے اپنی کہانی سنائی تو اس نے مجھ سے کہا۔

میرا خیال ہے کہ آپ ابراہیمی دین کی تلاش میں ہیں میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ مجھے اسی کی تلاش ہے۔ وہ راہب بولا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ ایک ایسے دین کی تلاش میں جو اصلی صورت میں اب کہیں موجود نہیں۔ بہتر ہے تم اپنے شہر مکہ چلے جاؤ۔ وہاں اللہ تعالیٰ ایک نبی بھیجنے والا ہے جو ابراہیمی دین کی تجدید کرے گا۔ اگر تم نے اس نبی کو پالیا تو اُس کا دامن تھام لینا۔''

جناب زید واپس مکے کی طرف آ رہے تھے کہ اُن کو راستے ہی میں غلطی یا شبہ میں بنی لخم کے بدویوں نے قتل کر دیا۔ ان کو کوہِ حرا کے دامن میں دفن کیا گیا تھا۔ یہ بعثت نبوی سے پانچ برس پہلے کا واقعہ ہے۔

اس طرح جناب زید کو اس کا موقع نہ مل سکا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کر سکتے۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ

''میں اس نبی کا منتظر ہوں جو اسماعیل علیہ السلام کے خاندان سے ہوگا۔''

ابن سعد نے لکھا ہے کہ زید نے مرتے وقت عامر بن ربیعہ سے یہ کہا تھا کہ

''اگر میں نے اسماعیل کے خاندان سے ہونے والے نبی کو پالیا تو میں اُس پر ضرور ایمان لاؤں گا۔ بدقسمتی سے اگر مجھے یہ سعادت میسر نہ آئی تو اے عامر! اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور تم اُسے پاؤ تو اُن کو میرا اسلام کہنا۔''

پھر جب عامر بن ربیعہ نے سیّدنا محمد ﷺ کی بعثت کے بعد اسلام قبول کیا تو حضور ﷺ کو زید کا سلام پہنچایا۔ آپ ﷺ نے اُس کے سلام کا جواب دیا۔ اُس کے لیے رحمت کی دعا فرمائی اور یہ فرمایا کہ

''میں نے زید کو جنت میں دیکھا ہے۔''

بعد میں جب سیّدنا سعید بن زید اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور زید کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ زید کی مغفرت کرے اور اس پر رحمت کرے۔ وہ ابراہیمی دین پر مرا اور قیامت کے دن تنہا ایک اُمت کی حیثیت سے اُٹھے گا۔''

جناب زید بن عمرو بن نفیل کی ایک عظیم خوبی یہ تھی کہ وہ زندہ درگور کی جانے والی بچیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بچا لیتے اور ان کی کفالت کرتے تھے۔ اگر بعد میں کسی بچی کا باپ اسے اپنے پاس رکھنے اور اس کی پرورش کرنے پر تیار ہوتا تو اُس کو واپس لوٹا دیتے تھے۔ ورنہ خود پرورش کر کے اُس کی شادی کر دیتے تھے۔

دورِ جاہلیت میں جناب زید کی یہ معاشرتی خدمت اور اخلاقی خوبی تھی جو ان کو دوسرے تمام لوگوں سے ممتاز کرتی تھی۔

قبولِ اسلام:

جب رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ان چند خوش نصیبوں میں سے ہیں جو بالکل ابتدا میں مسلمان ہوئے۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ نے ایسے خاندان میں پرورش پائی تھی جو آغاز سے مشرکین کی جہالت اور گمراہی سے متنفر تھا۔ وہ ایک ایسے باپ کے سائے میں پروان چڑھے تھے جو ساری عمر حق کی تلاش میں رہا اور اسی جستجو میں اُس کی وفات ہوئی تھی۔

سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُن کی بیوی سیّدہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا بھی مسلمان ہو گئیں۔

اسلام لانے کی وجہ سے دونوں میاں بیوی کو قریش کے ہاتھوں سخت تکلیفیں اُٹھانی پڑیں مگر ان دونوں نے صبر و استقامت سے کام لیا۔ یہ مبارک زوجین ہی سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنے تھے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ

جب آپ نے دین اسلام کی دعوت کو پھیلتا دیکھا تو اُس کی مخالفت میں ایک دن یہ ارادہ کر لیا کہ نعوذ باللہ سیّدنا محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے تا کہ اس دعوت کا بالکل خاتمہ ہو جائے۔

اسی ارادے سے وہ گھر سے تلوار لے کر نکلے۔ نبی کریم ﷺ اُس وقت دارِ ارقم رضی اللہ عنہ میں تشریف فرما تھے اور ان کے ساتھ کئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہاں موجود تھے۔ راستے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سیدنا نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ملے جنہوں نے پوچھا: عمر کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیا: آج میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے لیے جا رہا ہوں تا کہ اس نئے دین کا خاتمہ ہو جائے۔ سیدنا نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن اور تمہارا بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔''

یہ سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ وہاں سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ دونوں میاں بیوی کو قرآن پڑھا رہے تھے اور دروازہ بند کر رکھا تھا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھلوایا۔ سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ جلدی سے اندر چھپ گئے۔ پوچھا: تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ کیوں نیا دین اختیار کیا ہے؟ بہنوئی سے تلخ کلامی ہوئی تو ان کو زخمی کر دیا۔ بہن چھڑانے آئی تو اس کو بھی پیٹا مگر اُس نے جواب دیا: عمر! جو چاہے کر۔ ہم اس دین پر قائم رہیں گے۔ بہن کی استقامت اثر کر گئی۔ بولے: جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ کہا گیا پہلے غسل کرو پھر صحیفے کو ہاتھ میں لو اور پڑھو۔ جب قرآن پڑھا تو دل کی دنیا بدل گئی۔ کہنے لگے مجھے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ ان کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جو اُس وقت دار ارقم رضی اللہ عنہ میں موجود تھے۔ دروازے پر دستک دی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھبرائے کیونکہ سیّدنا عمر تلوار بکف تھے۔ لیکن سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اسے آنے دو۔ اگر اچھی نیت سے آیا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسی کی تلوار سے اس کی گردن اُتار دوں گا۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر بارعب انداز میں پوچھا:

عمر! کس ارادے سے آئے ہو؟

عرض کیا: اسلام لانے کے لیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر پکارا تو سب مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا، اور مکے کی پہاڑیاں گونج اُٹھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی طاقت اور اسلام کی دعوت کو بڑی تقویت ملی۔ اگر چہ ان سے پہلے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے بہادر شخص مسلمان ہو چکے تھے لیکن ابھی تک مسلمانوں کی ہمت نہ تھی کہ جا کر خانہ کعبہ میں نماز پڑھ سکیں۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو اب مسلمان کعبے میں جا کر نماز پڑھنے لگ گئے۔ اسی حوالے سے آپ کو فاروق کہا جاتا ہے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر یہ عظیم الشان واقعہ اسلامی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا اس کے بعد سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی مسلمان ہو گئیں۔ ان لوگوں نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح مکی زندگی میں سخت تکلیفیں برداشت کیں۔

ہجرت مدینہ:

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا نے بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح مدینے کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں اُنہوں نے سیّدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بھائی رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام فرمایا۔ بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو کچھ زمین عطا فرمائی جس میں انہوں نے اپنے لیے مکان تعمیر کرلیا۔

مدینے میں سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی مواخات سیّدنا رافع بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی جو انصار کے ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔

غزوات:

غزوۂ بدر کے سوا تمام غزوات میں سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی شرکت ثابت ہے۔ غزوۂ بدر میں آپ اس لیے شریک نہ ہو سکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غزوۂ بدر سے چند دن پہلے شام سے آنے والے قریش کے قافلے کی خبر لانے کے لیے بھیجا تھا۔ آپ کے ہمراہ سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ قافلے کی خبر لے کر واپس آئے تو اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کی فتح سے واپس لوٹ رہے تھے۔ اس موقع پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ اور سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ دونوں کو مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ان کو بھی جہاد کا ثواب ملے گا۔ اس طرح ان دونوں اصحاب کو بھی بدری صحابہ میں شامل کر لیا گیا۔

خلفائے راشدین کے دور میں:

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے خلفائے راشدین کے زمانے میں ان سے بھرپور تعاون کیا۔ اُن کے ذمے جو خدمت بھی سپرد ہوئی اسے انہوں نے احسن طریقے سے پورا کیا۔

کسریٰ کا تخت چھیننے اور قیصر روم کی سلطنت پر غلبہ پانے میں وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رہے۔ ہر جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ شام کے جہاد میں پیدل فوج کے سپہ سالار تھے۔ جنگ اجنادین میں سواروں کے رسالہ کے افسر تھے۔ دمشق کے محاصرے میں بھی حصہ لیا تھا۔ جنگ فحل میں مسلمانوں کے پیدل دستے کی کمان کی۔ انہوں نے حمص کے رومی گورنر کو جنگ میں قتل کیا تھا جس کے نتیجے میں حمص پر اسلامی فوج کا قبضہ ہو گیا۔

یرموک کے معرکے میں جب مسلمانوں کے میمنہ پر رومیوں نے سخت دباؤ ڈال دیا اور مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے تو جن افسروں نے شجاعت اور ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا اُن میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس جنگ میں عیسائیوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی جبکہ ان کے مقابلے میں مسلمان صرف چوبیس ہزار (24,000) تھے۔ اس موقع پر سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے عیسائی مقدمے کے افسر کو قتل کیا تھا اس کے بعد اُن کے قلب پر زوردار حملہ کیا جس سے رومی پسپا ہو گئے۔ معرکہ یرموک کے بارے میں سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''رومی عیسائیوں کا لشکر بڑے جوش وخروش اور شان وشوکت سے آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی پہاڑ ہماری طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ لشکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے آگے بڑے بڑے پوپ پادری صلیب اٹھائے بلند آواز سے ورد کرتے ہوئے آرہے تھے۔ بجلی کی طرح پورا لشکر گونج رہا تھا۔ مسلمانوں پر اس لشکر کی ہیبت طاری ہوگئی تھی۔

اس نازک موقع پر اسلامی لشکر کے سپہ سالار سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جوش اور جذبے سے مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنے کے لیے تقریر کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد: 7)

''اگر تم اللہ (کے دین) کی خدمت کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔''

اللہ کے بندو! صبر کرو۔ بے شک صبر ہی کے ذریعے کفر سے نجات ملتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور ننگ وعار ختم ہوتی ہے۔

سنو! اپنے نیزے درست کرلو اور چھپائے رکھو۔ خاموشی اختیار کرو۔ اللہ کے ذکر سے دلوں کو سرشار کرلو یہاں تک کہ میں تمہیں یکدم حملے کا حکم دوں۔''

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ:

پھر ایک شخص مجاہدین کی صف سے نکل کر آگے بڑھا۔ اُس نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

''میں نے عزم کر رکھا ہے کہ اپنا فرض انجام دوں گا اور اللہ کی راہ میں شہید ہوجاؤں گا۔ کیا آپ کوئی پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا چاہتے ہیں؟

سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (فتح وکامیابی کے) جو وعدے کیے تھے وہ پورے ہوچکے ہیں۔''

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے مزید بیان کیا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے اس آدمی کی بات سنی اور پھر دیکھا کہ اُس نے اُسی وقت نیام سے اپنی تلوار نکالی اور دشمن سے مقابلے کے لیے دوڑ پڑا۔ اس کے بعد میں نے نشانہ لیا جبکہ میں گھٹنے کے بل کھڑا تھا اور نیزے سے دشمن کے اُس افسر شہسوار کو نشانہ بنایا جس نے اسلامی لشکر کی طرف سب سے پہلے پیش قدمی کی تھی۔ پھر میں نے جہاد کے جذبے سے سرشار ہو کر دشمن پر حملہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے دشمن کی کثرت کا خوف نکال دیا تھا۔ پھر تمام مجاہدین نے دشمن کا مقابلہ اس دلیری سے کیا کہ آخر کار مسلمانوں نے فتح پائی۔''

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے دمشق کی فتح میں بھی شرکت کی تھی اور جب وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کی اطاعت کر لی تو سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ کو دمشق کا گورنر مقرر کیا۔ آپ پہلے مسلمان ہیں جو دمشق کے گورنر بنے۔

لیکن بعد میں آپ گورنری سے مستعفی ہو کر رضا کارانہ طور پر پھر جہاد میں شریک ہوئے اور پورے شام کی فتح تک اس میں شامل رہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت اپنے جانشین کے انتخاب کے لیے جن افراد کو نامزد کیا تھا اس میں سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو اس لیے شامل نہ کیا کیونکہ وہ آپ کے رشتہ دار تھے حالاں کہ وہ ہر لحاظ سے اس کے اہل تھے۔

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ قناعت پسند اور خاموش طبع تھے۔ وہ جاہ پسندی سے دور رہتے تھے۔ انہوں نے خوشی سے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر وہ خاموشی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ وہ اُس وقت کوفہ میں تھے جب سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی تھی۔ شہادت کی خبر سن کر وہ سخت غمگین ہوئے اور کوفہ کی جامع مسجد میں جا کر یہ تقریر کی:

''اے لوگو! تم نے جو سلوک سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے اگر اس سلوک کی وجہ سے اُحد پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو اس کا ٹل جانا ممکن ہے۔''

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب مسلمانوں میں فتنوں نے سر اٹھایا تو سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان سے الگ تھلگ رہے اور حالات سے سخت دل گرفتہ تھے۔ باقی زندگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے زہد و عبادت میں گزاری۔ آپ نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں حصہ نہ لیا۔ بلکہ مدینے کے قریب وادی عقیق میں وفات تک گوشہ نشینی کی زندگی بسر کی۔

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بنوامیہ کے زمانے میں جب مروان بن حکم مدینے کا گورنر تھا تو ایک ایسا حادثہ پیش آیا جو عرصے تک اہل مدینہ کی گفتگو کا موضوع بنا رہا۔
اس واقعے کی تفصیل یہ ہے:

اروی بنت اویس نامی ایک عورت نے مروان بن حکم سے سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ شکایت کی کہ انہوں نے اس سے کچھ قطعۂ زمین زبردستی ہتھیا لیا ہے۔ چنانچہ اس عورت نے مروان کی عدالت میں سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ مروان نے سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ سے بات کرنے کے لیے اُن کے پاس ایک وفد بھیجا۔ سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بہت افسوس ہوا اور وہ فرمانے لگے:

"یہ لوگ میرے متعلق کیا سمجھتے ہیں کہ میں نے اس عورت کی زمین چھین کر بڑا ظلم کیا ہے۔ بھلا میں ایسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیسے کر سکتا ہوں جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی ناحق طور پر اپنے قبضے میں لی قیامت کے دن اُس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔"

اس کے بعد اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ اُٹھا کر عرض کیا:

"اے اللہ! تو جانتا ہے میں بے گناہ ہوں۔ میں نے اس عورت پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اس کے اس جھوٹ کی یہ سزا دے کہ اسے اندھا کر کے کنویں میں گرا دے تاکہ لوگوں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ میں نے اس عورت پر کوئی ظلم نہیں کیا۔"

کچھ عرصہ بعد وادیٔ عقیق میں ایسا سیلاب آیا جس سے وہ حد بندی واضح ہو گئی جس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں جھگڑا پیدا ہوا تھا۔ اس سے مسلمانوں پر یہ بات واضح ہوگئی کہ سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سچے ہیں اور عورت جھوٹی ہے۔ اس کے ایک مہینہ بعد وہ عورت اندھی ہوگئی۔ ایک روز وہ اپنی زمین میں گھوم پھر رہی تھی کہ اچانک اپنے ہی کنوئیں میں گر کر ہلاک ہوگئی۔

اس واقعے کے بارے میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم بچپن سے یہ بات سنا کرتے تھے کہ ایک شخص غصے کی حالت میں دوسرے سے کہتا:

"اَعْمَاكَ اللّٰهُ كَمَا اَعْمَى الْاَرْوٰى"

''اللہ تجھے اس طرح اندھا کردے جیسے اُس نے اروی ٰ کو اندھا کیا تھا۔''

ویسے اس بات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے کہ

''مظلوم کی آہ سے بچو کیونکہ اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔''

ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ مظلوم سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے اور آپ کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔

وفات:

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے مدینے کے قریب وادیٔ عقیق میں جمعے کے دن 50ھ یا 51ھ میں وفات پائی۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مدینے سے نمازِ جمعہ کی تیاری کر رہے تھے کہ ان کو سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع ملی۔ آپ فوراً وادیٔ عقیق پہنچے۔ وہاں سے سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ کی میت لوگوں کے کندھوں پر مدینے لائی گئی۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لحد میں اتارا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 81 برس کی تھی۔

احادیث کی روایت:

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اڑتالیس (48) احادیث مروی ہیں۔ عشرہ مبشرہ والی حدیث بھی آپ نے اور سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10۔ سیّدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

سیّدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

حدیث نبوی ہے کہ

((لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْعُبَيْدَةَ.))

''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ ہے۔''

نام ونسب اور ابتدائی زندگی:

سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا اصلی نام عامر تھا۔ آپ کے باپ کا نام عبد اللہ اور دادا کا نام جراح تھا۔ آپ کی کنیت ابوعبیدہ تھی اور باپ کے نام کی بجائے دادا جراح کا نام کنیت کا حصہ بن گیا۔ اس طرح آپ عامر بن عبد اللہ کی بجائے ابوعبیدہ بن جراح کے نام سے مشہور ہوئے۔ شاید باپ کا نام اس لیے نہیں استعمال کیا کیونکہ وہ کفر کی حالت میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو 'امین الامت' کا لقب عطا فرمایا۔ آپ کا تعلق قبیلہ فہر سے تھا جو قریش کی ایک شاخ تھی۔ فہر پر آپ کا سلسلۂ نسب سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

آپ کا باپ اسلام کی نعمت سے محروم رہا اور وہ غزوۂ بدر میں اپنے بیٹے (ابوعبیدہ) کے ہاتھوں مارا گیا۔ البتہ آپ کی والدہ اُمیمہ بنت غنم نے اسلام قبول کیا تھا۔

سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی سے چالیس برس قبل پیدا ہوئے تھے۔ مکے کے متوسط گھرانوں کے بچوں کی طرح آپ کی پرورش اور تربیت ہوئی تھی۔ آپ نے فنونِ حرب میں مہارت حاصل کی تھی اور تجارت کو ذریعہ معاش بنایا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام لانے سے پہلے دورِ جاہلیت میں بھی ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شراب نوشی اور دوسرے برے کاموں سے باز رہتے تھے۔

قبول اسلام:

سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے اسلام لائے۔ اس وقت آپ کی عمر 29 برس تھی۔ سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بالکل ابتدائی دور کے مسلمانوں میں شمار ہوتے تھے اور وہ نویں مسلمان سمجھے جاتے تھے۔

قبولِ اسلام کے بعد آپ کو بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح آزمائشوں اور سختیوں سے گزرنا پڑا۔ انہوں نے ہر قسم کی مشکلات کے باوجود اسلام کا دامن نہ چھوڑا۔

مکے میں آپ کی مؤاخات سیّدنا سالم رضی اللہ عنہ سے تھی جو سیّدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

ہجرت:

سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دو ہجرتیں کیں۔ پہلی ہجرت 5 سال نبوی میں حبشہ (ایتھوپیا) کی طرف کی۔ پھر دوسری بار آپ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تھی۔

مدینے میں آپ کی مؤاخات کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض نے سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے۔ بعض نے سیّدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا اور ان کی وفات کے بعد سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔ بعض ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہیں۔

غزوات:

آپ نے تمام غزوات میں بھرپور حصہ لیا۔ غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ خندق، بیعت رضوان، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوہ طائف اور تبوک کی مہم میں آپ برابر شریک رہے۔ ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہتے اور جنگوں میں بہادری اور جاں نثاری کے جوہر دکھاتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے غزوۂ بدر میں اپنے کافر باپ کو قتل کیا تھا۔

غزوۂ احد میں جب دوسرے راؤنڈ میں مسلمانوں کی فوج منتشر ہوئی تو اُس وقت جو چند صحابہ کرام ثابت قدم رہے اُن میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے اور زرہ کی دو کڑیاں رخسار مبارک میں چبھ گئیں تو سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنے دانتوں سے کھینچ کر وہ کڑیاں نکال لیں۔ اس کشمکش میں ان کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے۔

اسی موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جنتی ہونے کی خوشخبری دی۔

سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس کارنامے کو عمر بھر اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتے تھے۔

آپ صلح حدیبیہ اور بیعتِ رضوان میں بھی شامل تھے اور اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے صلح کے معاہدے پر دستخط کیے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کئی سرایا اور مہمات کے لیے بھیجا اور وہ ہمیشہ ان سب میں کامیاب ہو کر واپس لوٹے۔ جیسے سریہ ذات السلاسل اور سریہ سیف البحر۔

8ھ میں فتح مکہ میں بھی حصہ لیا۔ اس موقع پر آپ زرہ پوش مجاہدین کی قیادت کر رہے تھے۔ اسی طرح غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں بھی بہادری سے لڑے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

خلفائے راشدین کے عہد میں:

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فتنۂ ارتداد کو کچلنے اور مرتدین و مانعینِ زکوٰۃ کی سرکوبی میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو شام کے عیسائیوں کے خلاف جہاد کے لیے سپہ سالار بنایا۔ اس لشکر میں ایک ہزار بزرگ صحابہ کرام شامل تھے جن میں ایک سو 100 بدری بھی تھے۔

اس لشکر کو روانہ کرتے وقت خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں فرمایا:

''اے ابوعبیدہ! میں خوب جانتا ہوں کہ نبی ﷺ کے ہاں تمہاری کتنی عزت اور قدر و منزلت تھی۔ میری نظر میں آپ بہت اہم ہیں۔ اللہ کی قسم! آج روئے زمین پر میں کسی شخص کو تمہارے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتا۔ جاؤ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔''

اس موقع پر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مل کر دمشق فتح کیا تھا۔ پھر اجنادین کے مقام پر عیسائیوں کے ایک لاکھ لشکر کو شکست دی جب کہ مسلمانوں کی کل تعداد صرف پینتیس ہزار (35,000) تھی۔

اس طرح سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں کو پے در پے شکستیں دے کر شام اور فلسطین کا سارا علاقہ فتح کر لیا۔

جنگ یرموک:

بازنطینی عیسائیوں سے آخری اور فیصلہ کن معرکہ یرموک کے میدان میں برپا ہوا۔ یہ 15ھ کا واقعہ ہے۔ اس جنگ میں عیسائیوں کا لشکر دو (2) لاکھ سے زیادہ افراد پر مشتمل تھا جب کہ مسلمان لشکر کی کل تعداد چالیس ہزار (40,000) تھی۔ اس جنگ میں مسلمان عورتوں نے بھی حصہ لیا تھا اور وہ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ تین دن تک بڑی خونریز جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اگرچہ تین ہزار مسلمان شہید ہوگئے تھے جن میں اکابر صحابہ بھی شامل تھے۔ عیسائیوں کے قریباً ایک لاکھ آدمی مارے گئے اور ان کی کمر ٹوٹ گئی۔

شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے اپنی کتاب 'بانگِ درا' میں سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور یرموک کی جنگ پر ایک نظم لکھی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ یرموک کا ایک واقعہ

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروسِ زمینِ شام
اک نوجوان صورت سیماب مضطرب
آ کر ہوا امیرِ عساکر سے ہم کلام
اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ رخصتِ پیکار دے مجھے
لبریز ہوگیا مرے صبر و سکوں کا جام
بے تاب ہورہا ہوں فراقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام
جاتا ہوں میں حضورِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام
یہ ذوق و شوق دیکھ کے پُرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفتِ تیغِ بے نیام
بولا امیرِ فوج کہ وہ نوجواں ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام
پوری کرے خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام
پہنچے جو بارگاہِ رسولِ امیںؐ میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام
ہم پر کرم کیا ہے خدائے غفور نے
پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

(اقبال)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کی فتح میں بھی قائدانہ کردار ادا کیا۔

اس کے علاوہ آپ نے حیرہ اور آرمینیا کے علاقے بھی فتح کیے۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کیا تھا۔ آپ نے والیٔ شام کی حیثیت سے وہاں عمدہ انتظام کیا۔ دین اسلام کی خوب اشاعت کی۔ اکثر عیسائی قبائل آپ کے حسن سلوک سے مسلمان ہو گئے۔

18ھ میں جب حجاز میں شدید قحط پڑا تو سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے شام سے چار ہزار اونٹ غلے سے لدے ہوئے مدینے بھیجے جس سے قحط زدہ آبادی کو بہت فائدہ ہوا۔

وفات:

سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے۔ وہاں 18ھ کے آخر میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ آپ کی صحت پر بھی اس کا برا اثر پڑا۔ آپ بیمار ہو گئے اور وہیں دمشق کے قریب جابیہ کے مقام پر فوت ہو گئے اور وہیں دفن کیے گئے۔

ازواج واولاد:

بعض دوسرے بزرگوں کے برعکس سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی شادی کی تھی جس سے اُن کے دو بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام یزید اور دوسرے کا نام عمیر تھا۔

حلیہ:

طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا قد لمبا تھا۔ وہ دبلے پتلے تھے۔ چہرہ لمبوترا اور گال پچکے ہوئے اور گوشت سے خالی تھے۔ سامنے کے دو دانت غزوۂ احد میں ٹوٹ چکے تھے۔ آپ داڑھی کو مہندی اور نیل کا خضاب لگاتے تھے۔

سیرت وکردار:

'امین الامت' سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اعلیٰ اخلاق وکردار کے مالک تھے۔ ان پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی جانب سے کبھی کوئی اعتراض نہ ہوا۔ وہ اعلیٰ درجے کے جرنیل، فاتح، منتظم، منصف مزاج اور متقی انسان تھے۔ وہ اُن السابقون الاولون میں سے تھے جو بالکل ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوئے اور پھر ساری عمر دین حق کی خدمت اور سرفرازی میں بسر کردی۔ انہوں نے دو ہجرتیں کیں۔ تمام غزواتِ نبوی میں حصہ لیا۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی اُن سے بھرپور تعاون کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں اُنہوں نے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے والے دستوں کی قیادت کی۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں شام اور فلسطین کی بازنطینی حکومت کا خاتمہ کرکے اُن کو اسلامی عملداری میں شامل کیا۔ وہ ایمان میں اتنے کامل اور مخلص تھے کہ غزوۂ بدر میں انہوں نے اپنے کافر باپ کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا یہ اقدام اتنا پسند آیا کہ آپ کے بارے میں درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥﴾ (المجادلہ:22)

''تم ان لوگوں کو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں کبھی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں سے دوستی کی پینگیں بڑھاتے نہ دیکھو گے اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا اُن کے خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور انہیں اپنے فیض سے قوت دی ہے۔ اللہ انہیں جنت کے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہی لوگ ہیں اللہ کا گروہ، اور یاد رکھو، اللہ کا گروہ ہی کامیاب رہے گا۔''

آپ بڑے رحم دل اور نرم مزاج تھے۔ سادہ اور زاہدانہ زندگی رکھتے تھے۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آخری وقت فرمایا کہ اگر آج ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو میں اُن کو خلیفہ نامزد کرتا۔ جب آپ طاعون کی خطرناک بیماری میں مبتلا تھے اور موت کا وقت قریب تھا تو آپ نے لشکرِ اسلام کو یہ وصیت کی:

((اَقِیْمُوْا الصَّلَاۃَ، وَصُوْمُوْا شَھْرَ رَمَضَانَ، وَتَصَدَّقُوْا، وَحُجُّوْا وَاعْتَمِرُوْا، وَتَوَاصَوْا، وَانْصَحُوْا لِاُمَرَاءِکُمْ وَلَا تَغُشُّوْھُمْ وَلَا تُلْھِکُمُ الدُّنْیَا، فَاِنَّ الْمَرْءَ لَوْ عُمِّرَ اَلْفَ حَوْلٍ مَا کَانَ لَہٗ بُدٌّ مِنْ اَنْ یَصِیْرَ اِلٰی مَصْرَعِی ھٰذَا الَّذِیْ تَرَوْنَ...... وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ.))

''نماز قائم کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، صدقہ و خیرات کرتے رہو۔ حج اور عمرہ کرو۔ ایک دوسرے کو اچھی باتوں کی تلقین کرو۔ اپنے حکمرانوں کی خیر خواہی کرو۔ انہیں کبھی دھوکا نہ دو۔ دیکھنا دنیا کہیں تمہیں غافل نہ کردے۔ آگاہ رہو کہ اگر کسی آدمی کو ہزار سال کی عمر بھی مل جائے تو اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو تم آج میرا دیکھ رہے ہو۔ موت سے کوئی نہیں بچ سکتا...... سب کو میری طرف سے سلام اور تم پر اللہ کی رحمت ہو۔''

پھر سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

''لوگوں کو نماز پڑھایا کرو۔''

اچھا، اللہ حافظ اور اس کے بعد آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

LIBRA..Y
Lahor
Islam
Unio rsity
Book No. 0449
91-Babar ... n Town, Lahore

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ادارے کی دیگر اہم کتب

مکتبہ قرآنیات ۰ لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

0321-7724032
0333-4399812